وَلَیسَ عَلَی اللّٰہِ بِمُستَنکَرٍ
اَن یَّجمَعَ العَالَمَ فِی وَاحِدٍ

(اللہ تعالیٰ کے لیے یہ بات محال نہیں کہ وہ سارے جہان کو ایک آدمی میں جمع کر دے)

چیف ایڈیٹر

محمد نعیم طاہر رضوی

مارچ ۲۰۰۴

بفیضانِ نظر: مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ

حکومت پنجاب کے سرکلر نمبر S-O(A-IV) 4-5-96 کے تحت سکولوں، ٹیکنیکل اداروں اور پبلک لائبریریوں کے لئے منظور شدہ


رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

اہلسنت و جماعت کا ترجمان، فکرِ رضا کا امین


# ماہنامہ کنز الایمان

لاہور۔ پاکستان

اُردو۔ انگریزی


محرم 1425ھ جلد نمبر 14 شمارہ نمبر: 3 مارچ 2004ء




**قائد ملت نمبر**
قیمت 120 روپے




**زر تعاون بیرون ملک بذریعہ ہوائی جہاز**

امریکہ 30 ڈالر ۔ یورپ ۔ عرب ممالک 25 ڈالر عراق ۔ ایران ۔ ترکی ۔ انڈیا 15 ڈالر

ڈرافٹ ماہنامہ کنز الایمان اکاؤنٹ نمبر 71-5685 حبیب بینک، لاہور کینٹ پاکستان



**خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ**

ماہنامہ کنز الایمان
دہلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ ۔ پاکستان
پوسٹ کوڈ نمبر 54810

6680752 ـ 6681927 0333-4284340

# اس شمارے میں

# سلام

## از امام احمد رضا فاضل بریلوی

نوٹ: یہ سلام قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی ہر محفل کے اختتام پر خود پڑھایا کرتے تھے۔

مصطفٰے خیر الورٰی ہو | سرورِ ہر دوسرا ہو
اپنے اچھوں کا تصدق | ہم بدوں کو بھی نبا ہو
کس کے پھر ہو کر رہیں ہم | گر تمہیں ہم کو نہ چاہو
بدہنسیں تم ان کی خاطر | رات بھر رو و کرا ہو
بد کریں ہر دم برائی | تم کہو ان کا بھلا ہو
ہم وہی ناشستہ رُو ہیں | تم وہی بحر عطا ہو
ہم وہی شایانِ رد ہیں | تم وہی شانِ سخا ہو
ہم وہی بے شرم و بد ہیں | تم وہی کانِ حیا ہو
ہم وہی ننگِ جفا ہیں | تم وہی جانِ وفا ہو
ہم وہی قابل سزا کے | تم وہی رحمِ خدا ہو
چرخ بدلے دہر بدلے | تم بدلنے سے ورا ہو
اب ہمیں ہوں سہو حاشا | ایسی بھولوں سے جُدا ہو

عمر بھر تو یاد رکھا — وقت پر کیا بھولنا ہو

وقتِ پیدائش نہ بھولے — کَیفَ یَنسیٰ کیوں قضا ہو

یہ بھی مولیٰ عرض کر دوں — بھول اگر جاؤ تو کیا ہو

وہ ہو جو تم پر گراں ہے — وہ ہو جو ہرگز نہ چاہا ہو

وہ ہو جس کا نام لیتے — دشمنوں کا دل بُرا ہو

وہ ہو جس کے رد کی خاطر — رات دن وقفِ دُعا ہو

مرٹیں برباد بندے — خانہ آباد آگ کا ہو

شاد ہو ابلیس ملعوں — غم کسے اس قہر کا ہو

تم کو ہو واللہ تم کو — جان و دل تم پر فدا ہو

تم کو غم سے حق بچائے — غم عدو کو جاں گزا ہو

تم سے غم کو کیا تعلق — بیکسوں کے غم زِدا ہو

حق درودیں تم پہ بھیجے — تم مدام اس کو سرا ہو

وہ عطا دے تم عطا لو — وہ وہی چاہے جو چاہا ہو

بر تو او پاشد تو بر ما — تا ابد یہ سلسلہ ہو

کیوں رضا مشکل سے ڈریئے
جب نبی مشکل کشا ہو

○

بیادِ امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں قادری محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ

ان شاء اللہ

15 ویں سالانہ

# امام احمد رضا قومی کانفرنس

26 اپریل 2004

بروز پیر 1 بجے دوپہر

عالمِ اسلام کی نامور شخصیات امام اہلسنت کے حضور خراج عقیدت پیش کرینگی

الحمرا ہال نمبر 1 شاہراہ قائد اعظم لاہور

(خواتین کیلئے نشستیں مختص ہونگی)

## کنز الایمان سوسائٹی

1422/6 دہلی روڈ صدر لاہور چھاؤنی پاکستان

فون: 6681927-6680752 موبائل: 0333-4284340

E-mail: kanz_ul_iman@hotmail.com

اداریہ

# اقبال کا مردِ مومن۔۔۔۔

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

میرے خیال میں اس بات سے شاید ہی کسی کو اختلاف ہو کہ انسانیت عظمت کردار کے اعتبار سے ترقی معکوس کی طرف تیزی سے گامزن ہے۔ روپے پیسے اور کرسی واقتدار کی اندھی ہوس نے جس طرح انسانی اقدار کو قصۂ پارینہ بنا کر رکھ دیا ہے اور جس انداز سے انسانی معاشرے میں اس نے منافقت، دورنگی اور صرف اپنی ذات کے مادی فوائد کی سیاست اور معاشرت کو رواج دیا ہے اس سے انسانیت کا مستقبل انتہائی تاریک ہو گیا ہے۔

ان مایوس کن حالات میں مولانا شاہ احمد نورانی ایسے بطل جلیل کا اُٹھ جانا اتنا بڑا سانحہ ہے جس کی کسک سالوں نہیں صدیوں تک محسوس کی جاتی رہے گی۔ ان کا تعلق 1857ء کے اس قافلۂ عشق سے تھا جو بے سروسامانی کے باوجود انگریز ایسی جہانگیر اور جاندار قوت سے ٹکرا کر پھانسی کے پھندوں، کالے پانیوں، جائداد کی ضبطیوں کی ایسی تاریخ رقم کر گیا جو برعظیم کے ماتھے کا جھومر ہے۔ یہ وہ قافلہ ہے جن کی زندگی کا سرنامہ ہمیشہ یہ رہا ہے۔

گریزد از صفِ ما ہر کہ مردِ غوغا نیست
کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

مولانا کے لفظ میں آج جو ہلکا پن، مخصوص ذہنیت، چند قدیم علوم سے واقفیت اور اپنے گنبد کے خول میں رہنے کا تصور پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ غلط بھی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے شاہ احمد نورانی کا تعارف ''مولانا'' کے لفظ سے کرانا نہ صرف ان سے پرلے درجہ کی ناواقفیت بلکہ ان کے ساتھ ظلم ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی خوبیاں اُن کے اندر ودیعت کی تھیں کوئی ایک لفظ لغت نے ایسا ایجاد ہی نہیں کیا جو ان سارے اوصاف وکمالات کی ترجمانی کر سکے۔

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لئے یہ بات محال نہیں کہ وہ سارے جہان کو ایک آدمی میں جمع کر

دے۔

وہ ہفت زبان عالم تھے۔نام کے نہیں حقیقی مبلغ تھے کہ اُن کے ہاتھ پر دو لاکھ سے زیادہ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا، وہ عربی، فارسی، انگریزی، سنسکرت اور متعدد زبانیں، مادری زبان اردو کی طرح بولتے تھے۔ وہ مجاہد تھے انہوں نے ہر آمر ہر غیر انسانی، غیر اسلامی فکر اور شخصیت کے خلاف عمر بھر جہاد کیا وہ بولتے تو منہ سے پھول جھڑتے وہ متقی، متورع اور شب زندہ دار، تھے اور وہ اونچے درجہ کے باعمل سیاستدان تھے ان کو دیکھنے والے کے لئے ممکن ہی نہ تھا کہ وہ ایک نظر دیکھنے کے بعد نگاہیں اُن کے چہرے سے ہٹالے غالباً سیف الدین سیف نے انہی کے لئے کہا تھا

تجھ پر قربان ہوگئی ہوگی　　　　پھر پلٹ کر نگہ نہیں آئی

مجاہد اسلام مولانا عبدالستار خان نیازی نے ایک ملاقات میں راقم سے بیان کیا کہ افریقی ممالک میں شاہ احمد نورانی کے تبلیغی کام کو دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔سینکڑوں تعلیمی ادارے اخبارات، ٹرسٹ، شفاخانے، انتہائی میکانکی انداز میں خدمت خلق کے کام میں مصروف تھے۔لاکھوں لوگوں کی خدمت کرنے والے اور لاکھوں روپے ماہانہ رفاہی کاموں میں خرچ کرنے والے مرد درویش نے ساری زندگی کرائے کے معمولی فلیٹ میں گزار دی سچ ہے۔

تو نظیری زفلک آمدہ بودیؓ چو مسیح

باز رفتی و کس قدر تو نہ شناخت

ترجمہ: اے نظیری تو مسیح علیہ السلام کی طرح آسمان سے آیا۔تو واپس چلا گیا اور تیری قدر کسی نے نہ جانی۔

آپ کے خاندان کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ وہ براہ راست امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا تربیت یافتہ خاندان تھا۔آپ کے والد مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی فاضل بریلوی کے مایہ ناز شاگرد اور خلفیہ تھے۔تو آپ کے دادا سسر نامور شیخ قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری بھی فاضل بریلوی ہی کے تربیت یافتہ تھے۔

فاضل بریلوی پر انگلیاں اٹھانے والے اُن کے تربیت یافتہ خانوادوں پر نگاہ ڈال کر ان کی استقامت، صلاحیت، عملی جدوجہد، تقویٰ وطہارت اور شریعت وسنت پر عمل کو ملاحظہ کریں اور خود فاضل

بریلوی کی شخصیت کا اندازہ لگائیں۔

اے گلِ بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

## رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف!

1857ء کی تحریک آزادی سے تحریک پاکستان بلکہ قیام پاکستان تک علمائے اہلسنت کے اس سرفروز اور سر بکف قافلہ کی خدمات انتہائی شاندار اور سنہری حروف کی حامل رہیں مگر پاکستان بننے کے بعد جب جمعیت علمائے پاکستان کی قیادت مجلس احرار کے ایک سابق تھکے ہوئے اور ناکام بزرگ کے ہاتھ آئی تو انھوں نے اسے مصالحت اور مفاہمت کی ایسی راہ دکھائی جو اقتدار کی عیش پرستی اور سہل انگاری کی راہ تھی۔ محسن پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی کے انتقال کے بعد عموماً جمعیت علمائے پاکستان کا رویہ بہت زیادہ قابل فخر نہیں رہا اور انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برعظیم میں امام آزادی شاہ فضل حق خیرآبادی کی وراثت کے دعویداروں کی اکثریت سرکار دربار کی خوشنودی کے کار بے خبر میں مصروف رہی اور یوں انھوں نے ملک کے سواد اعظم پر بدنامی کا ٹیکہ سجادیا کہ ستر (70) کی دہائی میں شاہ احمد نورانی نے آگے بڑھ کر اس کی قیادت سنبھالی وہ بلاشبہ علامہ کے اس شعر کی تصویر تھے

نگہ بلند سخن دل نواز ، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

وہ کسی معمولی خاندان کے فرد نہ تھے۔ یہ خانوادہ برعظیم کا نامور خانوادہ تھا، ان کا بہت بڑا حلقہ اثر موجود تھا، نام نہاد حکمرانوں کے ٹولے شکاری کی طرح ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں مگر شاہ احمد نورانی ایسے دام ہم رنگ زمین میں کب آنے والے تھے

برو ایں دام بر مرغ وگرنہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

اقتدار سامنے بانہیں پھیلائے موجود ہو، دنیاوی آسائش و آرام آوازیں دے رہا ہو ایسے میں اپنا دامن بچانا امام ابوحنیفہ کے کسی حقیقی پیروکار کا ہی کام ہو سکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ایسے لوگ انسانی تاریخ میں موجود نہ ہوں تو انسانی ہجوم کا ریلا جانوروں کی سطح پر آجائے۔ انہی لوگوں سے انسانیت کا بھرم

قائم ہے کہ خوب فرمایا ہے علامہ نے

قوموں کی تقدیر وہ مردِ درویش　　جس نے نہ ڈھونڈی سلطاں کی درگاہ!

جمعیت علمائے پاکستان کے درمیانی عرصہ میں سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس کے منہ میں اقتدار کا خون لگ گیا۔ نتیجۃً عوام اہلسنت کے کچھ سوداگر پیدا ہو گئے جو ہر موقع پر اس کو بیچ کر اپنی کرسیاں کھڑی کرنے کے خبط میں پڑ گئے۔ انہیں شاہ احمد نورانی کی یہ مجاہدانہ ادا ایک آنکھ نہ بھائی اور وہ کمر کس کر میدان میں نکل آئے اور یوں اپنے جیسے سرکاری درباری لوگوں کا جتھہ بنا کر شاہ احمد نورانی کی کوہ بلندیوں سے پستیوں میں اُتارنے کی تحریکیں چلانے لگے۔ مگر شاہ احمد نورانی کی گراں شخصیت کو اپنی جگہ سے ہلانا ان کاغذی شیروں کے بس کی بات نہ تھی۔

ان کے ساتھ ساتھ ہمارے کچھ سادہ مزاج علماء اور نام کے مشائخ کے حواری تھے جو پیری مریدی کو ہی اصل دین سمجھتے ہیں گویا ان کے مطابق سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں آئے ہی اس لئے تھے کہ وہ صرف پیری مریدی کا ادارہ قائم فرمائیں یہ سادہ لوح حضرات اپنے پیروں کی جائز ناجائز حمایت اور ان کے ہر اقدام کو عین قرآن کا منشا ثابت کرنے پر ہر وقت تلے رہتے ہیں۔ دینی مدارس سے فارغ ہونے والے یہ نوجوان کسی نہ کسی پیر سے بیعت ہونا فرض سمجھتے ہیں۔ پھر اپنے نام کے ساتھ اپنے پیر کے نام کی نسبت کے سابقہ لاحقہ لگا کر اسے معصوم عن الخطاء ثابت کرنے کا ''دامے، درمے، سخنے، قدمے'' جہاد شروع کر دیتے ہیں۔

دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے۔ علوم نے اپنے نقاب اُلٹ دیئے ہیں مگر متحجر ذہنیت کے ہمارے یہ سادہ دل دوست ابھی تک صحیح غلط کے امتیاز سے بے خبر صرف کولھو کے بیل کی طرح اپنے پاؤں پر گھوم رہے ہیں۔ اے کاش یہ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق کو ہی صدق دل سے مان لیتے یا امام دارالہجرۃ مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ کا یہ آبِ زر سے لکھا جانے والا فرمان سامنے رکھ لیتے جو آپ نے حدیث پڑھاتے ہوئے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا آپ نے کہا کل یوخذ عنه ویرد علیه الا صاحب هذا القبر

''سوائے اس صاحب مزار (قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہر شخص کی بات قبول بھی کی جا سکتی ہے اور رد بھی!''

اس پُر آشوب دور میں سواد اعظم کی ساکھ کو مجروح کرنے میں ہمارے ان نادان دوستوں کا بڑا ہاتھ

ہے اگر علماء اور مشائخ میں سے کسی نے کسی بدقماش آمر سربراہ مملکت سے مفاہمت کی غلطی کر لی تھی۔ جسے ہمارے یہ صاحبان اجتہادی غلطی کہہ کر دوگنے ثواب کا مستحق قرار دیتے ہیں تو کیا ضروری تھا ان کے مرید و معتقد باجماعت اس کا جواز بلکہ وجوب ثابت کرنے میں مصروف ہو جائیں۔

جملہ معترضہ کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ قیام پاکستان کے بعد کون سی حکومت پاکستان میں ایسی آئی ہے جس نے صدق دل سے پاکستان کو اس کے قیام کے جواز یعنی اسلامی نظام پر مبنی حکومت بنانا چاہا ہے یا کم از کم اسے ایک فلاحی ریاست میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر مذہب کا نام لینے والے یہ حضرات کیوں وزیر مشیر بن رہے ہیں۔ یا کیوں علماء و مشائخ کی کانفرنسیں منعقد کر کے ایسی حکومتوں کو آب و دانہ مہیا کر رہے ہیں کہ کیوں ان کے کل پرزے بنے ہوئے ہیں۔ حد یہ ہے کہ بعض ''اہل جنت'' تو ان سربراہوں کو ''امیر المومنین'' کہنے سے نہیں چوکتے اور اس پر مناظرے کا چیلنج دیتے ہیں۔

کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

عمائدین اہلسنت نے ''جماعت اہلسنت'' کے نام سے جو خالص غیر سیاسی تنظیم قائم کی تھی۔ اس کا مقصد صرف اور صرف تبلیغ دین اور اصلاح اخلاق و اعمال تھا مگر صد حیف اسے بھی بعض بیوپاریوں نے بیساکھی بنا کر اپنے بونے قدوں کو اس کے ذریعہ سہارا دینے کی کوشش کی۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اب تک یا فوجی آمر حکمران رہے ہیں اور یا امریکہ کے گماشتہ، کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ان میں سے بیشتر حکمران ٹولہ بدکردار، بدقماش، غیر مخلص، غیر محب وطن، اور اسلام کا مذاق اڑانے والے تھے۔ پھر شاہ احمد نورانی سے اختلاف کرنے والے کس اجتہاد کے ذریعہ ایسے لوگوں سے پینگیں بڑھانا اسلام کا حصہ اور مسلک کی خدمت قرار دیتے ہیں؟

منبر و محراب کی جلوہ گری آسان بات ہے، پیری مریدی کی روایتی دکانیں سجانا اور لوگوں کو کشف و کرامات میں مصروف و مشغول رکھنا سہل ہے مگر وقت کے فرعونوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا، شدید گرمی کے دنوں میں پاکستان کے گرم ترین علاقہ میں جیل کی کال کوٹھڑیاں آباد کرنا اور بڑے بڑے عہدے اور پیشکشیں ٹھکرا دینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ سعادت انہی لوگوں کو ملتی ہے جنہیں قدرت اس کے لئے منتخب کرتی ہے

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

مگر یاد رہے کہ قوموں اور ملتوں کی تقدیریں تسبیحیں پھیرنے سے نہیں سر کٹانے سے بدلتی ہیں کیونکہ

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ!

شاہ احمد نورانی کی پوری زندگی جابر و آمر حکمرانوں کے خلاف جہاد کرتے، کلمۂ حق بلند کرتے اتباع رسول کا نمونہ پیش کر کے اس کی دعوت دیتے ہوئے گزری وہ علامہ اقبال کے مردِ مومن کی سچی تصویر تھے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم — رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں — جبرئیل و سرافیل و صیاد ہے مومن

بہت سے لوگوں کو صرف اس بنا پر اُن سے کد تھی کہ ان کی موجودگی میں ایسے لوگوں کا وجود سراب تھا۔ وہ اپنی پر وقار، سنجیدہ، عالمانہ اور باغ و بہار شخصیت کے ساتھ جبہ و عمامہ میں ملبوس ہو کر نمودار ہوتے تو کنجشک و حمام خود بخود غائب ہو جاتے، کیفیت یہ ہوتی

ظہورِ صبح نے سب کارخانہ کر دیا ابتر
فروغِ شمع کا پروانے کا اربابِ محفل کا

راقم السطور کو ستر (70) کی دہائی میں شاہ احمد نورانی سے نیاز حاصل ہوا۔ میں ایک غیر سیاسی آدمی ہوں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں سیاست کو دین سے علیحدہ سمجھتا ہوں اس عرصہ میں یہ عاجز ایک لحاظ سے ان کی سیاسی، علمی اور روحانی سرگرمیوں سے قریبی انداز میں منسلک رہا۔ میں نے انہیں جلوت و خلوت میں دیکھا ہے وہ ابتدا میں مجھے علامہ صاحب کہہ کر پکارتے ایک دفعہ میں نے علامہ کے لفظ کے غلط استعمال کی طرف ان کی توجہ دلائی اور اس سے متعلق ایک دو لطیفہ سنائے تو آپ نے مجھے پیر صاحب کہہ کر یاد فرمانا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ سندھ کی ایک کانفرنس میں اچانک ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے میں آتے ہوئے جہاز میں آپ کی کتاب کا مطالعہ کرتا آیا ہوں یہ خود نوازی کا ایک انداز تھا۔

کرم کردی الٰہی زندہ باشی

وہ ہاتھ کے سخی دل کے غنی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوی اخلاق کا وافر حصہ عطا کیا تھا۔ ان کی طبیعت

اور گفتگو میں بلا کا سکون، وقار، شائستگی، تحمل، اور دھیما پن تھا بولتے تو دل چاہتا کہ وہ کہیں اور سنا کرے کوئی، اسٹیج پر بولتے ہر لفظ ''از دل خیز و بر دل ریز و بم'' کا مظہر ہوتا۔ وہ اپنی طرزِ خطابت کے خود موجد تھے۔ الفاظ کا چناؤ ہو کہ لہجہ کا زیر و بم، زبان پر حاکمیت ہو کہ معلومت کی فراوانی، ہر بات میں وہ منفرد تھے۔ غالباً فیضی نے آپ ہی کے لئے کہا تھا۔

ندانم چہ جادوئیت بطرزِ گفتارش

کہ باز بستہ زبانِ سخن طرازاں راہ

ترجمہ: میں نہیں جانتا کہ اس کی گفتگو میں کیا ہے جادو ہے کہ اس نے متکلمین کی زبان خاموش کردی۔

قرآن مجید خالص عربی لے میں پڑھتے تو پتھر سے پتھر دل بھی پگھل اٹھتے۔ فاضل بریلوی کا مشہور زمانہ سلام ''مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھتے تو ہر آنکھ اشکبار ہوتی معلوم ہوتا کہ شاید فاضل بریلوی نے یہ سلام لکھا بھی شاہ احمد نورانی کے پڑھنے کی خاطر ہے۔

یہ بات شاید بہت سے صاحبان کے علم میں نہ ہو کہ شاہ احمد نورانی کا بچپن مدینہ منورہ میں گزرا تھا۔ ان کا رہن سہن، بود و باش عربوں والا تھا۔ ان کے گھر میں عربی زبان بولی جاتی تھی اس لئے کہ ان کی اہلیہ کی پیدائش اور تعلیم و تربیت مدینہ منورہ میں ہوئی۔

انتہائی افسوسناک امر ہے کہ جس شخصیت کا سارا خاندان مدینہ منورہ کے جنت البقیع میں دفن ہے جو بین الاقوامی شخصیت کا حامل ہے اس پر سعودیہ حکومت نے پابندی لگائی ہوئی تھی۔ یہ حکومت خود ملوکیت کی نمائندہ اور مخصوص عقائد کی حامل ہے۔ مگر یہ دنیا کے سوا ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے عقائد کی ٹھیکیدار بنی ہوئی ہے۔ علامہ اقبال نے تڑپ کر کہا تھا

سجودے نیست اے عبدالعزیز ایں

بروبم از مژہ خاکِ درِ دوست

ترجمہ: اے عبدالعزیز! یہ سجدہ نہیں ہے۔ میں دوست کے در پر پلکوں سے جھاڑو دیتا ہوں۔

شاہ احمد نورانی جہاں جاتے وہاں ایک پُر کیف فضا قائم ہو جاتی۔ میرا احساس ہے کہ یہ ان کی

روحانیت کا عکس اور پرتو تھا۔ اُن کی سادگی و درویشی پر تکلفات نثار ہوتے دکھائی دیتے تھے۔ اُن کی محفل میں بیٹھ کر مصنوعی قد کاٹھ والے لوگ بونے محسوس ہوتے تھے۔

اس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہ جم و پرویز!

غالباً یہ سواد اعظم اہلسنت و جماعت پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم تھا کہ اس کے دونوں قائدین شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خان نیازی انتہائی پڑھے لکھے قدیم وجدید زبانوں کے عالم اور مجاہدانہ کردار کے مالک تھے کوئی ان کا بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کے قومی کردار پر انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔

مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا

اب اہلسنت کے بیوپاریوں اور سوداگروں کو دکھاوے کے تاسف کی بجائے خوش ہونا چاہئے کہ ان کے راہ کا سب سے بڑا پتھر ہٹ گیا ہے اب وہ کھل کھیلیں اور اب ٹکڑیوں میں بیٹھنے کی بجائے آپس میں اتفاق واتحاد کر لیں جو عنقریب متوقع ہے اور یوں ایک بہت ''بڑی سُنی کانفرنس'' کا انعقاد کر کے اپنی وزارتیں اور منصب کھرے کریں اور خالص اسلامی حکومت کی قصیدہ خوانی کا ورد شروع فرمائیں۔

کاش یہ سارے لوگ مرجاتے اور نورانی زندہ رہتے مگر تقدیر کبھی خواہشات کے تابع نہیں ہوئی۔

من شاء بعدک فلیمت
فعلیک کنت احاذر

(صرف تیرا ہی کھٹکا تھا تیرے بعد جو بھی مرے مرتا رہے)

اے۔ٹی۔آئی کے چند ایسے طلبہ جن کی لیڈری، صحافت اور پہچان سراسر شاہ احمد نورانی کی رہین منت تھی، انھیں چھوڑ کر حکومت کے ایوانوں کی زینت بنے تو اخبار نویس ان کے بارے میں بار بار پوچھتے ایک دفعہ شاہ احمد نورانی نے فرمایا ''ہم اسلام کے نفاذ کے لئے ایک ٹرین پر سوار ہوئے تھے مگر کچھ دوست سفر کی تکلیف برداشت نہ کر سکے اور جب اسلام کے بجائے اسلام آباد کا اسٹیشن آیا تو وہ ہمیں چھوڑ کر اتر گئے۔تاہم ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہیں''۔

کیا ہی خوبصورت تلمیح ہے۔اور کتنا جاندار تبصرہ ہے۔

سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں حدیث کی معتبر کتابوں میں آیا ہے

کہ آپ کی زبان مبارک سے کبھی کوئی ہلکا یا سبک لفظ نہیں سنا گیا۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس سچے پیروکار کی پوری زندگی اپنے آقا کے اخلاقِ عالیہ کی تصویر تھی۔ شاہ احمد نورانی کی زبان سے کبھی کسی فرد، جماعت یا بڑے سے بڑے مخالف کے خلاف اخلاق سے گرا ہو لفظ نہیں سنا گیا۔

مشہور کالم نگار عرفان صدیقی نے 13 دسمبر کے نوائے وقت میں مولانا پر جو شذرہ لکھا ہے اس کا پیرا گراف نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتا وہ لکھتے ہیں۔

''مولانا کی شخصیت میں بلا کی کشش اور انتہا درجے کی اپنائیت تھی ان کا شمار حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوش پوش فقیروں میں ہوتا تھا مدینے کی گلیاں ان کی روح میں موتیے کی کلیاں بن کر مہکتی رہتی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب وہ لبِ لعلیں پر درود و سلام کے زمزمہ لئے، عطر میں بسی اجلی براق پوشاک زیب تن کیے، سر پر سیاہ عمامہ سجائے فرطِ عقیدت سے گردن جھکائے دست بستہ، ہولے ہولے قدم اُٹھاتے درِ جاناں کی طرف بڑھ رہے ہوں گے تو رحمت کے فرشتے ان کے جلو میں ہوں گے۔ اس وقت بھی رک رک کر فرشتوں سے پوچھ رہے ہوں گے۔ ''ایم۔ ایم۔ اے کس حال میں ہے؟ اس نے صدر مشرف کے چیلنج کا کیا جواب دیا ہے کہ ''کر لو جو کرنا ہے'' دھیان رکھنا! وہ میری جتنوں والی کمائی کوڑیوں کے مول نہ لٹا دے۔

چراغ بجھتے جا رہے ہیں اور تاریکی لحہ بہ لحہ گہری ہو رہی ہے۔''

مولانا شاہ احمد نورانی اپنی جگہ خالی کر گئے ہیں اور شاید وہ ہمیشہ خالی رہے۔

ہمارے بعد محفل میں اندھیرا رہے گا
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

یہ عاجز ایک گمنام قریہ میں بیٹھ کر سوائے اس کے اور کیا کر سکتا ہے کہ ہر آن صبا کے ہاتھوں اُن کی روح کو یہ سندیسے بجھواتا رہے۔

منی السلام الی من لست انساہ ولا یمل لسانی قط ذکراہ
فان غاب عنی فان القلب مسکنہ ومن یکون قلبی کیف انساہ

اُسے میرا اسلام پہنچے جسے میں کبھی نہیں بھول سکتا اور نہ ہی میری زبان اس کے ذکر سے سیر ہوتی ہے ہر چند وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ہے مگر میرا دل تو اس کا نگر ہے اور جو میرے من میں بستا ہے میں اسے کیوں کر بھلا سکتا ہوں۔

(حضرت پیر) سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے
زیب سجادہ آستانہ عالیہ شاہ آباد شریف
گڑھی اختیار خان۔ بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

# موت العالم موت العالم

محمد اشرف آصف جلالی رئیس الجامعہ الجلالیہ الرضویہ مظہر اسلام داروغہ والا لاہور

المجاهد الزاهد، القائد الفذ، الداعية الكبير، ربان سفينة أهل السنه نحوبَر المجد والشرف الامام الشاه احمد النورانى الصدّيقى انتقل الى جوار رحمة الله تعالٰى. وانتشر خبرو ناته فى العالم انتشّار النّار فى الهشيم. كنت فى بهاول نگر لاء لقاء الكمة فى موتمر رضاء المصطفٰى صلّى اللّٰه عليه وسلّم لمّا نعانى الشيخ العلامة محمد اللّٰه يار الاشرفى بوفاته. لقد كان هذا الخبر كالصاعقة علٰى قلبى وكادأن يطير واهتزّ مشاعرى، لأن نبضى منذ نعومة الاظفار كان رافقا بحبّه

أتانى هواه قبل أن اعرف الهوى

فصادف قلبا فارغا فتمكّنا

وكنت منذ هشا كيف غربت الشمس فى منتصف النهار وإنتشر جحا فل الظّلام كان رحمه اللّٰه تعالٰى نسيجاوحده فى الملا يين وقائدا مرموقا على صعيد العالم وورثة فى أشواك السياسة المعاصرة وكوكبادرّيًا فى الليالى الحالكة. استهدف دائما ثورة نظام المصطفٰے صلّى اللّٰه عليه وسلّم على أديم الوطن الغالى وقام بدور بارز فى الحركات الدينيه.فى الباكستان وخارجها وقضى حياته مشمّرًا عن اذيا له لمقاومة الطاغية الكبرى وسدّ خدماته لا نارة شوع الا سلام فى القلوب وبذل جهوده الجبارة لتطهير نظام الحكم فى الباكستان والقضاء علٰى الفوضى والدكتاتورية وجاهد طيلة حياته للنهضه الا سلاميّة والنزعة الروحيّة والتّيار الفكرى وغرس فى قلوب الجماهير العقيدةَ الصحيحة والفرامَ الصادق بشخصية الرسول الأعظم صلّى الله عليه وسلّم.

وكان رمز أهل السنة والجاعة وممثلا للمبادى ومنطلقات الامام الربانى مجدد الألف الثانى والقائد المنافل الامام فضل حق الخير آبادى ومجدد الأمة الامام أحمدرضا القادرى رحمهم الله تعالى.

وأنار الدرب أمام الأجيال القادمة وأتعب نفسه فى مواجهة التحديات لصالح الأمة حتى لمحة نهائية من حياته وكان آنذاك فى أهبة للقا، صحفىً فى اطار المفاوضات تجاهَ تسوية الأزمة السياسية الحالية، الأحزاب الدينية والسياسية ثمنت جهود قائدها كماالعالم الاسلامى من الأقصى الى الأقصى وضع قيمة دوره الرائه على مستوى عال. أدعوالله أن يَسكُنهُ بحبوحة حنانه ويجعل نجله الشاه أنس النورانى خير خلف لخير لف رعايته وعنايته. آمين

## ماهنامه کنزالایمان کے خصوصی شمارے

1:۔ تحریک خلافت وترک موالات نمبر

2:۔ تحریک پاکستان نمبر

3:۔ پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی شہید نمبر

4:۔ ختم نبوت نمبر

5:۔ قائداعظم نمبر

6:۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نمبر

7:۔ چودھری حمایت علی شہید نمبر

8:۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر

نوٹ:۔ ان شماروں کے حصول کے لئے آج ہی رابطہ کریں۔

فون:۔ 6680752-6681927 موبائل:۔ 0333-4284640

## اسلام کی تبلیغ کے لئے انہوں نے دنیا بھر کے دورے کیے
## ان کے قائم کردہ دینی ادارے مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں

مولانا شاہ احمد نورانی کا شمار پاکستان کی ان چند شخصیات میں ہوتا ہے جن کا خاندان نسل در نسل لوگوں کو دین کا شعور دیتا چلا آ رہا ہے۔ برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمیں چند ہی ایسے خاندان دکھائی دیتے ہیں جن کا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام تھا۔ وہ ہر وقت دین میں مکمل مغلوب دکھائی دیتے ہیں جس مقام پر بھی رہے شب و روز دین کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے والد حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی نے سفیر اسلام بن کر دنیا میں پھیلے ہوئے جہالت اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں دین حق کی شمع فروزاں کی۔ عیسائیت کی رہبانیت سے تنگ، شراب اور جنسی آلائش میں ڈوبے ہوئے ''مادر پدر'' آزاد معاشرے میں سکون کے متلاشی لوگوں کو اسلام کا عالمگیر پیغام امن و سکون پہنچایا۔

1956-58ء مولانا شاہ احمد نورانی نے حضرت مفتی ضیاء الدین بابا خانوف مفتی اعظم روس کی خصوصی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا اور سوشلسٹ معاشرہ کا مطالعہ کیا۔ یہاں انہوں نے ازبکستان، تاشقند، سمرقند، بخارا کے مقبوضہ علاقوں کے مسلمانوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے کے لئے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔ اور طاقت ور سوشلزم کے زمانے میں اپنے رابطوں کو مسلسل مستحکم کیا۔

1959ء میں مشرق وسطی کا خیر سگالی دورہ کیا۔

1960ء میں تبلیغی دورہ کے لئے مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشس گئے۔

1961ء میں مولانا نورانی نے سری لنکا اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

1962ء میں نائیجیریا کے وزیر اعظم احمد وبیلو شہید کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے اور ان کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے 3 ماہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ نیز صومالیہ، کینیا، ٹانگا نیکا، یوگنڈا اور ماریشس بھی گئے۔ یہ مولانا نورانی کے عالم شباب کا زمانہ ہے جب بڑے بڑے مبلغ اسلام اور قائد ہونے کے دعویدار گلی کوچوں میں پھرا کرتے تھے۔

1963ء میں مولانا نورانی نے ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، ماریشس، نائیجیریا، اور اسکینڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا اور اس سال چینی مسلمانوں کی دعوت پر عوامی جمہوریہ چین کا تبلیغی دورہ بھی

کیا۔

1962-63ء کی تفصیل دیکھ کر یہ خیال آتا ہے کہ عموماً لوگ شادی کے قریب اور بعد ...
مصروفیات ترک کر دیتے ہیں اور زیادہ تر گھریلو زندگی کے گرد کچھ عرصہ ضرور گھومتے ہیں مگر مولانا کے
شب و روز دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ انہیں کم وقت میں بہت کچھ کر گزرنے کی جلدی ہے۔ جیسے ان کا دل چاہتا
ہے کہ فوراً ہی اسلام کا غلبہ پوری دنیا پر ہو جائے اور ہر طرف گنبد خضرا کا پرچم لہرانے لگے۔ دنیا بھر کے
انسان اپنا رخ صرف اور صرف کعبۃ اللہ کی طرف کر لیں۔ اسلام اور کفر کے اس معرکہ میں مولانا اپنا سب
کچھ نچھاور کر رہے ہیں تا کہ اسلام کی کرنیں ہر اندھیرے گھر کو اجالے میں بدل دیں۔

1964ء میں مولانا نورانی نے امریکہ (یو ایس اے) جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا تبلیغی دورہ کیا۔

1968ء مناظرہ۔ اسلامک ریویو لندن (برطانیہ) کے قادیانی ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے
پانچ گھنٹے مناظرہ کیا بالآخر وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

1969ء میں مولانا نے پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا بیان قادیانی فتنہ پر دیا اور عالم
اسلام کے خلاف قادیانیوں کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور پوری قوم کو دعوت دی کہ فتنہ قادیانی سے نمٹنے
کے لئے بھرپور لائحہ عمل مرتب کرے۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے کراچی سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا اور پہلی ہی
جست میں کامیاب ہو کر سیاست کے میدان میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے درمیان مذہبی طاقت
کو تسلیم کروایا۔

1971ء میں علامہ نورانی نے سعودی عرب اور مشرق وسطی کے دیگر ممالک کا تقریباً ڈیڑھ ماہ کا
دورہ کیا۔

1972ء میں فتنہ مرزائیت پر قومی اسمبلی میں خطاب۔

1973ء ذوالفقار علی بھٹو کے مقابل متحدہ جمہوری محاذ کا قیام۔

1974ء مولانا شاہ احمد نورانی نے 12 اپریل 1974ء کو بریڈ فورڈ (برطانیہ) کے سینٹ جارجز
ہال میں ایک عظیم الشان عالمی کانفرنس کی صدارت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک کے پچاس علماء
شریک ہوئے۔ کانفرنس میں مولانا کو ورلڈ اسلامک مشن کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ اس موقع پر مولانا نے
24 ملکوں میں مشن کی شاخوں کے قیام کے لئے کنوینر مقرر کئے۔ جن میں پاکستان، بھارت، سری لنکا،
انڈونیشیا، تنزانیہ، پرتگال، صومالیہ، جنوبی افریقہ، سینی گال، نائیجیریا، مصر، شام، عراق، افغانستان، مغربی جرمنی،

فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، سرِیناک (ڈچ گیانا)، ارجنٹائن، سعودی عرب اور ٹرینی ڈاڈ شامل ہیں۔
پنجم: ورلڈ اسلامک مشن کی حیثیت سے 1975ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے مولانا عبدالستار خان نیازی، پروفیسر شاہ فرید الحق، علامہ ارشد القادری پر مشتمل وفد کی قیادت کرتے ہوئے امریکا، افریقہ اور یورپ کا دورہ کیا مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی حاضری اور حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد یہ وفد جدہ سے نیروبی (کینیا، افریقہ) پہنچا۔ جہاں جامع مسجد کھبراہ میں عربی زبان میں مولانا نے خطاب کیا۔ اس دورے کے دوران نیروبی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ افریقی ممالک میں قادیانی اسلام کا نام لے کر مصروف کار ہیں۔ درحقیقت وہ ان ملکوں کے اتحاد کو کمزور کر رہے ہیں۔ افریقہ کے مختلف ممالک کا 18 روزہ تبلیغی دورہ کرنے کے بعد یہ وفد برطانیہ روانہ ہو گیا جہاں دو ہفتے قیام کے بعد وفد نے امریکہ (یو ایس اے)، جنوبی امریکا، کینیڈا، مغربی جرمنی، اسپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، مصر اور ترکی کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورہ میں مولانا اور ان کے وفد نے ایک لاکھ میل سے زائد کا سفر طے کیا اور 600 سے زائد تقاریر کیں۔ اس دورے کے دوران بہت سے غیر مسلموں نے مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

1976ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے پاکستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔

اس مختصر سے جائزہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی مصروفیات کا شیڈول سال بھر کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اس میں بین الاقوامی سطح پر مصروفیات اور ملکی داخلی ضروریات کو ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے۔ مولانا نورانی نے یوں تو بہت سے چھوٹے بڑے ادارے قائم کئے لیکن ورلڈ اسلامک مشن جیسی تنظیم کی بنیاد رکھ کر پوری دنیا میں عیسائی مشینری کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ براعظم افریقہ میں مسلمانوں کی آبادی 65 فیصد ہے۔ پوپ جان پال دوئم نے افریقی سرزمین پر قدم رکھتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ موجودہ صدی میں افریقا ہمارا ہوگا۔ اس کے جواب میں عالم اسلام سے صرف ایک آواز بلند ہوئی تھی اور وہ مولانا شاہ احمد نورانی کی تھی کہ افریقہ اور موجودہ صدی اسلام کی ہے۔ وقت نے مولانا کی اس بات کو کافی حد تک درست بھی ثابت کر دیا۔

1974ء کے تبلیغی دورے پر ماریشس (افریقہ گئے) وہاں ایک اسلامی دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور 12 ربیع الاول کو عظیم الشان جلسہ میلاد النبی سے خطاب کیا۔ اس جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ماریشس کے وزیراعظم رام غلام نے کہا کہ ماریشس کے عوام بالخصوص مسلمانوں پر مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ عظیم احسان ہے کہ وہ اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر یہاں تشریف لائے۔ جلسہ میں گورنر جنرل ماریشس

سرعثمان، چیف جسٹس ایچ کاسن علی، اراکین اسمبلی، غیر ملکی سفراء، ورلڈ اسلامک مشن ماریشس کے چیئرمین محمد کسینو، نیشنل مسلم کونسل کے احمد عبداللہ اور مسلم یوتھ آرگنائزیشن کے صدر عبدالغفور نے بھی شرکت کی۔ ماریشس سے مدینہ منورہ حاضری دینے کے لئے سعودی عرب پہنچے اور مکہ معظّمہ میں عمرہ ادا کرتے ہوئے کینیا چلے گئے۔ مئی 1987ء میں علامہ نورانی کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے۔ مولانا نے وہاں کے میئر کی جانب سے شہریوں کے استقبالیہ میں ''اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے'' کے عنوان سے انگریزی میں خطاب کیا۔ جس میں کہا کہ اب دنیا بھر میں غیر مطمئن اور بے چین انسانوں کو اسلام کی اکملیت اور جامعیت کا احساس ہو رہا ہے۔ کیپ ٹاؤن کے میئر نے جوابی خطاب میں مولانا کو ''سفیر اسلام'' کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اس دورے میں 105 افریقی، یورپی اور مقامی افراد نے اسلام قبول کیا۔

1979ء میں علامہ نورانی نے برمنگھم (برطانیہ) میں منعقدہ عظیم الشان نظام مصطفیٰ کانفرنس میں شرکت کی۔ اس کانفرنس سے مفتی اعظم قبرص ڈاکٹر محمد یوجل نے بھی خطاب کیا۔ یہ برطانیہ کی تاریخ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ اسی سال مولانا نورانی نے عظیم الشان میلاد مصطفیٰ کانفرنس راولپنڈی (پاکستان) میں بھی شرکت کی۔

مولانا نے چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن کی حیثیت سے تمام براعظموں کے جس قدر دورے کئے، جتنی اسلامی خدمات انجام دیں اس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ مولانا نورانی کی سرپرستی میں مزید ادارے بھی دنیا کے مختلف ممالک میں کام کر رہے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(ماریشس)۔ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام، علیمیہ اسلامک مشن کالج، علیمیہ دارالعلوم، ورلڈ اسلامک مشن۔

(سری لنکا)۔ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون۔

(امریکہ)۔ مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن۔

(ساؤتھ امریکا)۔ اسلامک مشنریز گلڈ۔

(ملائشیا)۔ آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی۔

(برطانیہ)۔ حنفی مسلم سرکل، پریسٹن۔

(ہالینڈ)۔ دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاگ۔

روزنامہ جنگ کراچی 12 دسمبر 2003ء

# علامہ شاہ احمد نورانی

ترتیب۔ افسر عمران

سرخ و سفید رنگ، کشادہ پیشانی، بیضوی نورانی چہرہ، ہلکے سرخ لب، عینک کے چمکدار شیشے میں سے جھانکتی ہوئی موٹی موٹی سرمئی آنکھیں، سر پر نسواری رنگ کا عمامہ، گلے میں اسی رنگ کا دیدہ زیب لمبا جبہ، گفتگو میں مٹھاس اور شائستگی میدان خطابت کے شہسوار، جرات مندو بیباک، صاحب بصیرت، شیخ طریقت، دوراندیش سیاست دان، اور مبلغ اسلام قائد اہلسنت شاہ احمد نورانی، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ کے خلیفہ تھے۔ (ان کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی خلیفہ تھے)

آپ 17 رمضان المبارک 1346ھ کو میرٹھ میں پیدا ہوئے اور صرف 8 سال کی عمر میں قرآن پاک مع تجوید حفظ کیا۔ بعد ازاں نیشنل عربک کالج میرٹھ اور آلہ آباد یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کی۔ آپ نے دینی علوم کی تکمیل مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے کی اور آپ عربی، فارسی، اردو، انگریزی افریقی اور فرانسیسی نہایت روانی سے بولتے تھے۔

مولانا نورانی نے 1946ء میں قیام پاکستان کی تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے نیشنل گارڈ تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ قیام پاکستان کے بعد آئین سازی کی جدوجہد میں کوششیں کرتے رہے۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت اور 1956ء میں تدوین دستور کے لئے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ 1948ء میں جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں آیا بعد میں وہ اس کے سربراہ بنے۔ 1962ء میں شادی انجام پائی۔ 1968ء میں اسلامک ریویولندن کے قادیانی لیڈروں سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ 1970ء میں قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا اور کراچی سے منتخب ہوئے۔ 1970ء کے انتخابات کے بعد پیدا ہونے والی کشیدگی دور کرنے کے لئے ذوالفقار علی بھٹو کی دھمکی کے باوجود مشرقی پاکستان جاکر وہاں کے رہنما مجیب الرحمن سے مذاکرات کئے اسی دوران اس وقت کے ڈکٹیٹر جنرل یحییٰ خان کو شراب نوشی پر ڈانٹا اور اس کے سامنے برملا اس کی حرکت کی مخالفت کی۔

آپ نے روس، چین، امریکہ، جنوبی افریقہ، کینیڈا، برطانیہ، فرانس، مشرقی و مغربی جرمنی، کینیا، تنزانیہ، یوگینڈا، مالاگاسی، ماریشیس نائجیریا، صومالیہ، ملائیشیا اور دیگر ممالک میں سینکڑوں دورے کئے اور بے شمار غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ آپ 1968ء میں پاکستان تشریف لائے اور مستقل طور پر

کراچی میں قیام فرمایا۔ 1970ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور قومی اسمبلی میں جمعیت علماء پاکستان پارٹی کے قائد منتخب ہوئے اور 2003ء میں دوسری مرتبہ سینیٹر منتخب ہوئے اور آخری وقت تک متحدہ مجلس عمل کے صدر رہے اور آخری لمحے تک آئینی جدوجہد میں مصروف رہے۔ آپ پاکستان کی تاریخ میں وہ واحد شخصیت تھے جن پر تمام بڑی جماعتیں اعتبار کرتی اور اختیار دیتی تھیں۔ مولانا نے دوران سیاست نہ کوئی عہدہ قبول کیا اور نہ کبھی اسے دنیاوی دولت کے حصول کا زینہ بنایا۔ وہ آخری عمر تک اپنی تبلیغی جدوجہد میں مصروف رہے اور اپنے آباؤ اجداد کے مشن کو جاری رکھا۔ ان کے والد گرامی مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی تھے جنہوں نے 45 ہزار سے زائد غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام قبول کیا اور مشہور عیسائی مفکر ڈاکٹر برنارڈ شاہ سے مناظرہ کیا اور شکست دی۔ قائداعظم نے آپ کو سفیر پاکستان کا خطاب دیا۔ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے نماز عید مولانا عبدالعلیم صدیقی (والد شاہ احمد نورانی) کی امامت میں ادا کی۔ مولانا نے اپنے والد کی وفات 1953ء کے بعد تبلیغ کے عالمی فرائض سنبھال لئے اور تقریباً تمام دنیا میں تبلیغی دورے کئے حتیٰ کہ 1962ء میں نہایت مصروفیت کے عالم میں آپ کی شادی مدینہ منورہ میں قطب مدینہ حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی کی بیٹی سے ہوئی لیکن آپ نے دورے جاری رکھے جو تمام تر سیاسی مصروفیات کے باوجود 2003ء میں آخری غیر ملکی تبلیغی دورہ کیا۔ آپ نے پاکستان میں تمام بڑی سیاسی اور مذہبی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پہلی دفعہ قومی اسمبلی میں فتنہ قادیانیت پر پاکستان میں 1972ء میں آپ نے تقریر فرمائی۔ آپ نے 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کی اور اس قرارداد کی وجہ سے قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اس طرح 90 سالہ مسئلہ حل ہوگیا۔ آئینی تحریک کی وجہ سے 1984ء میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ آپ کی مذہبی اور سیاسی تحریک کا محور اور مرکز ملک میں نظام مصطفیٰ کا قیام تھا اور داعی اتحاد بین المسلمین کے قائل تھے یہی وجہ ہے کہ ان کا لقب قائد اہلسنت سے بڑھ کر قائد ملت اسلامیہ ہوگیا تھا۔ آپ مشہور عالمی تبلیغی تنظیم دعوت اسلامی کے بانی اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین تھے جس کی تمام دنیا میں چالیس سے زائد شاخیں موجود ہیں۔ اسلامی ممالک کے سربراہ اور عوام آپ سے بے حد عقیدت اور محبت کرتے تھے۔ آمر اور جابر حکمرانوں کے سامنے کلمۃ الحق بلند کرنا ان کا طرہ امتیاز تھا۔ حکمران اور ان کے درباری آپ سے بہت خوفزدہ رہتے تھے کیونکہ مولانا ان کے منہ پر صاف اور واضح موقف پیش کردیا کرتے تھے۔ آپ دنیا کے

سیاسی حالات پر ... نظر رکھتے تھے اور عراق، افغانستان، فلسطین، کشمیر، چیچنیا، بوسنیا اور فلپائن ... اسلامی تحریکوں ... مجاہدین کی کھلے عام حمایت کرتے تھے۔ امریکہ اور اس کے حواریوں کی عالمی ... پرزور مذمت اور مخالفت کرتے تھے اور عملی جہاد میں مصروف تھے۔ ملک میں موجود غیر جمہوری نظ... اصلاح اور حکمرانوں کا قبلہ درست کرنے اور ملک میں عدم استحکام کی صورت کو ختم کرنے کے لئے ... بے باکی اور دلیری سے آئینی جدوجہد کررہے تھے وہ ان کی سیاسی بصیرت اور فدائیت کا منہ بولتا ... ہے۔

1973ء میں تحریک نظام مصطفیٰ و متحدہ جمہوری محاذ میں فعال کردار ادا کیا۔ 1974ء میں اسلامک مشن کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ 30 جون 1974ء کو مرزائیوں (قادیانی) کو غیر مسلم قرار ... کے لئے قرارداد پیش کی۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں گرفتاری اور قاتلانہ حملہ ہوا۔ 15 ... 1972ء کو قومی اسمبلی سے پہلی مرتبہ خطاب کیا اور پہلے اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا م... کیا۔ 1972ء میں مسلمان کی تعریف میں یہ جملہ شامل کرکے کہ "مسلمان کے لئے لازم ہے ... حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر لحاظ سے آخری نبی مانتا ہو" قادیانیت پر کاری ضرب لگادی۔ 1973 ... آئین کے لئے 200 ترامیم پیش کیں۔ مولانا نورانی کی قرارداد کے تحت ہی ملک کا نام اسلامی جمہ... پاکستان تجویز کیا گیا جس کے تحت پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا گیا اور مسلمان کی تعریف ... حضور پرنور ﷺ کا آخری نبی ہونا باضابطہ تحریر ہوا۔ 1977ء ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی تنظیم پیپلز پارٹی ... خلاف چلنے والی ملک گیر تحریک کو نظام مصطفیٰ ﷺ کا نام دیا اور اسے کامیاب بنایا۔ اس دوران مولا... قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ 78 اور 1977ء مولانا شاہ احمد نورانی نے جنرل ضیاء الحق ... آمریت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بے شمار تکالیف کو برداشت کیا۔ 1985ء میں سندھ میں لسانی فساد... سازش کو ناکام بنایا' سندھ یوتھ بورڈ کے زیر اہتمام سندھ بھر کے دورے کئے۔

روزنامہ جنگ کراچی 12 دسمبر 03

## نامور خاندان کے فرد

مولانا شاہ احمد نورانی کے خاندان کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو برصغیر کی تاریخ کا سچا مورخ اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتا دکھائی دیتا ہے کہ ان کے خاندان کے ہماری تاریخ پر ان مٹ نقوش ہیں۔ ان کے دادا عبدالحکیم جوش میرٹھی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب اور اسلام کے مبلغ بھی تھے۔ ان کے تایا مولانا نذیر احمد صدیقی، خطیب بمبئی تھے۔ قائداعظم دینی معاملات میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اور آزاد میدان پارک میں قائداعظم ان کے پیچھے عیدین کی نماز ادا کرتے تھے۔ قائداعظم نے رتن بائی سے شادی کا فیصلہ کیا تو انہوں نے مولانا نذیر احمد صدیقی سے ہی مشورہ لیا۔ رتن بائی کو مولانا نذیر احمد صدیقی کے ہاتھ پر ہی اسلام قبول کرایا۔ مولانا نورانی کے والد عبدالعلیم صدیقی اپنے وقت کے جید عالم دین تھے اور ان کو مبلغ اسلام کا لقب دیا گیا تھا۔ ان کی بہن ڈاکٹر فریدہ احمد ممتاز ماہر تعلیم ہیں اور کئی تعلیمی ادارے چلا رہی ہیں۔ مولانا کے خاندان کے ایک فرد مولانا محمد اسمٰعیل میرٹھی اردو کے منفرد شاعر تھے۔ ان کی بچوں کی نظمیں اردو ادب کا سرمایہ ہیں۔ ان کی شاعری پرائمری سے لیکر یونیورسٹی تک کے نصاب میں شامل ہے۔

روزنامہ جنگ کراچی 12 دسمبر 2003ء

# نوٹ

**یہ شمارہ فروری اور مارچ 2004ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔**

**آئندہ شمارہ اپریل میں ان شاءاللہ**

**انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر ہوگا۔**

# پہلی منتخب اسمبلی کے پہلے اپوزیشن لیڈر

# مولانا شاہ احمد نورانی

زیبا نور

متحدہ مجلس عمل، کے رہنما اور ورلڈ اسلامک فاؤنڈیشن کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی خالق حقیقی
سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کا سانحہ ارتحال عالم اسلام اور ملکی سیاست کے لئے ناقابل تلافی
نقصان ہے، سیاست سے ان کی طویل وابستگی رہی اور یحییٰ خان کے دور حکومت سے تا دم مرگ ملکی سیاست
میں ان کا نمایاں کردار رہا۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی 1926ء
میرٹھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اسی شہر سے حاصل کی، گریجوایشن نیشنل کالج میرٹھ سے
جبکہ دینی تعلیم مدینہ منورہ سے حاصل کی۔ انہوں نے جرمنی اور برطانیہ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ ان کا تعلق
خالص مذہبی گھرانے سے تھا ان کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی ایک نامور مفکر اور بہت اچھے مقرر تھے
کے تایا بھی ایک نامور عالم دین تھے اور بمبئی کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اکثر فخر
کہتے تھے "قائداعظم ان کے تایا کے پیچھے نماز جمعہ ادا کیا کرتے"۔ ان کی اپنی بھی ذاتی پہچان تھی۔

مولانا احمد شاہ احمد نورانی کا پارلیمانی کیرئیر 33 سال پر محیط رہا 1970ء کے پہلے عام انتخابات
میں متحدہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں کراچی سے ممبر منتخب ہوئے تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے
1973ء کے آئین کے خالق ہیں کیونکہ اس وقت کے آئین کی اسلامی دفعات کی منظوری کے لئے
انہوں نے ایک اسلامی اسکالر کی حیثیت سے زبردست جدوجہد کی۔ کی 1973ء کے متفقہ آئین کی
منظوری کے بعد وہ نئی سینٹ کے بانی ممبر تھے جسے 1977ء میں جنرل ضیاء الحق کے طویل ترین مارشل
لاء کے تحت توڑ دیا گیا ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ کے روح رواں
مولانا شاہ احمد نورانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جمہوریت پسند تھے اور انہوں نے جنرل ضیاء
کے مارشل لاء کی سخت مخالفت کی جس کی سزا انہیں یہ ملی کہ ان کی جماعت کے کئی ٹکڑے کر دیئے
مولانا عبدالستار نیازی، حنیف طیب اور ظہور حسن بھوپالی نے اپنے علیحدہ گروپ دیئے اس کے باوجود
جنرل ضیاء ... مارشل لاء کے سخت مخالف رہے اور ان کی مجلس شوریٰ اور غیر جماعتی انتخابات کے

ناقد رہے انہوں نے جنرل مشرف کی فوجی حکومت کی بھی مخالفت کی۔ 1973ء کی ختم نبوت تحریک اور پی این اے کی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا انہوں نے طویل سیاسی کیریئر میں متعدد بار قید و بند کی مصیبتیں بھی اٹھائیں۔

ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ان کی شہرت 1970ء میں ہوئی جب وہ پہلی منتخب اسمبلی میں پہلے قائد حزب اختلاف چنے گئے جبکہ اس وقت ولی خان اور بزنجو سمیت متعدد نامور سیاسی شخصیات کا نام بطور اپوزیشن لیڈر لیا جارہا تھا۔

1977ء قومی اتحاد کی پہلی آزمائش اس وقت شروع ہوئی جب یہ بھٹو جیسے لیڈر کے مقابل نبرد آزما تھا۔ اس قومی اتحاد کو نوستاروں کا نام دیا گیا۔ گزشتہ روز ملکی سیاست کی تاریخ کا ایک المناک دن تھا جب ملک بھر میں ایم ایم اے کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات کی خبر دکھ اور صدمے سے سنی گئی۔ طویل عرصے کے بعد ایم ایم اے کے پلیٹ فارم سے تمام مذہبی جماعتوں کے اتحاد نے 1977ء کے قومی اتحاد کی یادیں تازہ کردیں اگرچہ فرق یہ تھا کہ تب قومی اتحاد میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی جماعتیں شامل تھیں جبکہ ایم ایم کے پلیٹ فارم سے پہلی بار مذہبی جماعتیں ایک جگہ اکٹھی ہوئیں۔ 1977ء کے قومی اتحاد پر تبصرہ کرتے ہوئے اس وقت ایک دانشور نے اسے سراہتے ہوئے لکھا تھا ''ایک عجیب بات ہے کہ اتحاد میں شامل تمام جماعتیں ایک سا انداز فکر رکھی ہیں اور ان کے رہنما ایک جیسی باتیں کرتے ہیں۔ این ڈی پی کا طرز فکر کچھ اور ہوسکتا تھا لیکن بیگم نسیم ولی خان اور سردار شیر باز مزاری کی تقریریں بھی نظام مصطفیٰ کے عنوانات کے تحت ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو فکری وحدت و یگانگت کا یہ عالم ہے کہ ان رہنماؤں کی تقریروں میں نہ صرف تھیم بلکہ الفاظ بھی ایک جیسے استعمال ہوتے ہیں جو کچھ پروفیسر غفور سوچتے ہیں وہی مفتی محمود کہتے ہیں۔ شاہ احمد نورانی جو بات اپنی تقریروں مین کرتے ہیں وہی دوسرے رہنماؤں کی بھی ہوتی ہے۔

اکتوبر 2002ء میں مشرف حکومت کی سربراہی میں ہونے والے انتخابات میں پہلی دفعہ مذہبی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر نظر آئیں ملک کے سیاسی حلقوں میں یہ تاثر عام تھا کہ جلد ہی یہ اتحاد فکری اختلافات کے باعث ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجائے گا لیکن مولانا شاہ احمد نورانی کی سربراہی میں اتحاد نے ملکی تاریخ میں پہلی دفعہ شاندار کامیابی حاصل کی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق سیاست دانوں کی اس صف میں ہوتا ہے جنہوں نے شرافت چلن

ـ ہوئے ... نی کبھی ... یات ... ریعہ معاش نہ بنایا بلکہ ان کا سیاسی کیریئر اس لحاظ سے بے داغ ... ساتھ ... م کا ... اسکینڈل وابستہ نہیں۔ مولانا کو یہ اعزاز حاصل رہا کہ پوری ... ن کوئی ... ن عہدہ ... نہیں کیا۔ ان کا ذریعہ معاش تجارت تھا اور خاندانی جواہرات ... سے تاحیات ... رہے وہ جب بھی یورپ اور افریکی ملکوں کے تبلیغی دوروں پر جاتے تو تجارتی سرگرمیاں بھی ... رکھتے چندوں یا نذرانوں پر گزارا نہیں کیا بلکہ اپنی روزی خود کمائی۔

مولانا ش... نورانی کو ملک بھر میں بحیثیت اسلام کے عظیم مبلغ کے طور پر بھی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اس مقصد کے لے انہوں نے عالمی موومنٹ قائم کر رکھی تھی جس کے تحت وہ دنیا بھر میں اسلام کی ترویج اور فروغ کے لئے دورے کرتے۔ ان کے ہاتھ پر بڑی تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا وہ حافظ قرآن تھے اور اس کے ساتھ انہیں انگریزی، اردو، عربی، فارسی اور دیگر زبانوں پر بھی مہارت حاصل تھی جس کے باعث وہ ان زبانوں کے ممالک میں با آسانی تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ 60 سال سے زائد عرصہ سے وہ کراچی کی معروف میمن مسجد میں تراویح میں قرآن مجید کی زبانی تلاوت کرتے۔

عالمی سطح پر نائن الیون کے حادثے نے جہاں پوری دنیا کی معیشت کو متاثر کیا وہیں دنیا بھر میں بسنے والے مسلمان بھی متاثر ہوئے مولانا شاہ احمد نورانی امریکا کے افغانستان اور عراق پر حملے کے باعث شدید برہم تھے اور انہوں نے بار بار حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں سخت پالیسی اختیار کرے۔

ان کی سربراہی میں ملکی سطح پر ایم ایم اے حکومت کے ساتھ ایل ایف او کے تنازع پر الجھی رہی اور اب ایم ایم اے کی طرف سے 18 دسمبر کو ایل ایف او پر آئینی پیکج پارلیمنٹ میں پیش نہ ہونے کی صورت میں ایم ایم اے 18 دسمبر سے ملک گیر تحریک کا آغاز کرنے والی تھی لیکن مولانا کی اچانک وفات سے اس تحریک کا التواء میں پڑنے کا خطرہ ہے۔ ان کی وفات ایم ایم اے کے لئے ایک بڑا دھچکا ہے جس سے ایل ایف او کے خلاف تحریک بھی متاثر ہو سکتی ہے۔

روزنامہ دن 12 دسمبر 2003ء

# مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی

زیبا نورین

مولانا شاہ احمد نورانی کے والد مشہور عالم دین مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی 15 رمضان 131 ہجری (3 اپریل 1892ء) کو میرٹھ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ان کے والد اور مولانا شاہ احمد انی کے دادا حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحکیم صدیقی اپنے زمانے کے مشہور فلسفی، شاعر اور روحانی رہنما ے۔ مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی غضب کے ذہین اور ان کی یادداشت اپنے کمال کو پہنچی ہوئی تھی ان کی خصوصیت کو دیکھتے ہوئے ان کے بزرگوں نے ان کو تین سال کی عمر میں تعلیم کے حصول کی جانب زن کر دیا۔ درس نظامی میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ نی زندگی کے موجودہ چیلنجز کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہوسکیں۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کو درپیش چیلنجز واب دینے کے لئے ضروری سمجھا کہ انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی جائے۔

ان کی خوبصورت آواز کی بدولت سننے والوں کے اندر کا سویا ہوا ضمیر جاگ جاتا تھا جب کہ ان کے ں خطبات نے ان تمام زخموں پر مرہم کا کام کیا جو اس وقت کے سکالرز نے اسلام پر لگا رکھے تھے۔ ں نے لاکھوں انسان کی آنکھوں اور کانوں میں اللہ کے پیغام کو اس انداز سے اتارا کہ وہ اس دین کی ں کے قائل ہو گئے۔ انہوں نے تبلیغ کی خاطر دنیا کے کئی ممالک کا سفر بھی اختیار کیا۔ اس سلسلے میں ں طور پر سری لنکا، جنوبی افریقہ، پرتگال، مشرقی افریقہ قابل ذکر ہیں۔ 1948ء کے یورپی دورے نے و اسلامی تاریخ کے اہم مسند پر فائز کر دیا جب انہوں نے اسلام کے پیغام کو فرانس، برطانیہ، امریکہ اور ے غیر مسلم یورپی ممالک تک پہنچایا اور جس کی بدولت ہزاروں انسان حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ذی الحج 1372 ہجری بمطابق 22 اگست 1954ء کو اسلام کا یہ عظیم فرزند خالق حقیقی سے جاملا۔

روزنامہ دن 12 دسمبر 2003ء

# مولانا شاہ احمد نورانی کی زندگی کے اہم حقائق

زیبا نورین

میرٹھ میں رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں پیدا ہوئے اور صرف آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔

آپ 20ویں صدی کے عظیم مفکر اور عظیم مبلغ اسلام مرحوم مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔

آپ کا شجرہ نصب پہلے خلیفہ اسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

آپ کو سترہ زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔

بہت کم عمری میں ہی اپنے والد کے ہمراہ تبلیغی دوروں پر جاتے۔

تخلیق پاکستان کے بعد آپ نے اپنے تبلیغی دورے جاری رکھے۔

12 سال تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے اعزازی سیکرٹری جنرل رہے۔

1972 میں مکہ مکرمہ میں دارالارقم میں انٹرنیشنل اسلامک مبلغین گلڈ کے بانی رہے۔

1972 میں جمعیت علمائے پاکستان کے منتخب صدر رہے۔

1970 میں ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔

1973 میں رکن سینٹ منتخب ہوئے۔

اپریل 1974 میں بریڈفورڈ میں ہونے والی بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کی صدارت کی اور ورلڈ اسلامک مشن کے بلامقابلہ صدر منتخب ہوئے۔

مارچ 1977 میں دوبارہ رکن پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔

آپ نے دنیا بھر میں مسلمان مبلغین سے رابطے کئے اور انہیں اسلامی سکول اور مسجد میں تعمیر کرنے کی تحریک دی۔

آپ ملی یکجہتی کونسل آف پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔

عراق میں بغداد کی یونیورسٹیوں میں لیکچر کے لئے گاہے بگاہے دورے کرتے۔

آپ نے اسلامی تبلیغی نقطۂ نظر سے 1978، 1989، 1992، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، اور 2000ء میں غیر ملکی دورے کئے۔

روزنامہ دن 12 دسمبر 2003

## مولانا شاہ احمد نورانی کا شجرہ نسب

زیبا نورین

1۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ 2۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ 3۔ حضرت حسنؓ ۔ 4۔ شیخ حبیبیؒ ۔ 5۔ شیخ داؤدؒ ۔ 6۔ شیخ معروفؒ ۔ 7۔ شیخ سر بیؒ ۔ 8۔ شیخ سیدت توا الفتی ابی القاسمؒ ۔ 9۔ شیخ ابی بکر شبلیؒ ۔ 10۔ شیخ عبدالواحدیؒ ۔ 11۔ شیخ عبدالعزیزیؒ ۔ 12۔ شیخ ابی الفراحیؒ ۔ 13۔ شیخ ابی الحسنؒ ۔ 14۔ شیخ ابی سعدیؒ ۔ 15۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۔ 16۔ شیخ سعدی عبدالرزاقؒ ۔ 17۔ شیخ سیدی عبدالصوالحیؒ ۔ 18۔ شیخ سیدی احمد شاہؒ ۔ 19۔ شیخ سیدی شہاب الدینؒ ۔ 20۔ شیخ سیدی شمس الدینؒ ۔ 21۔ شیخ سیدی علاو الدینؒ ۔ 22۔ شیخ سیدی نوری محمد شاہؒ ۔ 23۔ شیخ سیدی عبدالجلالیؒ ۔ 24۔ شیخ سیدی بہاول قلندرؒ ۔ 25۔ شیخ ابی المعالیؒ ۔ 26۔ شیخ مخاددینؒ ۔ 27۔ شیخ شاہ امرؒ ۔ 28۔ شیخ عبداللطیفؒ ۔ 29۔ شیخ دریشی محمد دینؒ ۔ 30۔ شیخ شاہ احمد شاہؒ ۔ 31۔ شیخ عبداللطیفی ثانیؒ ۔ 32۔ شیخ مدیح شاہؒ ۔ 33۔ شیخ سید اعظم علی شاہؒ ۔ 34۔ شیخ سید محمد غوث علی شاہؒ ۔ 35۔ شیخ مولانا محمد عبدالحکیمؒ ۔ 36۔ شیخ احمد مختار صدیقیؒ ۔ 37۔ شیخ طریقت مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقیؒ ۔ 38۔ مولانا شاہ احمد نورانیؒ ۔

روزنامہ دن 12 دسمبر 2003ء

---

### ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

الف سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی

کنزالایمان پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱

ب تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔

کنزالایمان پارہ نمبر ۱۳ سورۃ الرعد آیت نمبر ۱۶

# ایک عہد تھا جو گزر گیا

یوسف خان

مولانا شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے۔ نوائے وقت کے سعید خاور نے جب ٹیلی فون پر یہ روح فرسا خبر سنائی تو میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا پہلا سوال ذہن میں یہی اٹھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے اللہ کرے غلط ہو۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کا ایسے نازک مرحلہ پر رخصت ہونا نہ ذہن قبول کرنے کو تیار تھا نہ دل تسلیم کرنے پر آمادہ تھا میں سیدھا نورانی میاں کے گھر کی طرف چل پڑا ساری زندگی صدر کے فلیٹ میں گزارنے کے بعد دو سال قبل ہی مولانا اس گھر میں منتقل ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے بالمقابل جب اس گھر پر پہنچا تو چوکیدار کھڑا دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ گھر کے اندر سے آہ وزاری کی آوازیں آرہی تھیں، انس نورانی باہر نکلے کسی سے موبائل پر بات کر رہے تھے۔ حضرت کی رحلت کی تصدیق کرنے کی ہمت نہ تھی چند لمحوں کے اندر گھر پر سینکڑوں افراد کا تانتا بندھ گیا ان میں نورانی میاں کے روحانی سیاسی غیر سیاسی ہر قسم کے مرید تھے۔ مولانا کے بہنوئی مولانا محمد احمد صدیقی جن کا خود حال ہی میں دل کا اپریشن ہوا ہے زرد چادر اوڑھے داخل ہوئے وہ زار و قطار رو رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت چلے گئے ہم یتیم ہو گئے ہمارا کوئی سہارا نہیں رہا۔ کچھ دیر کے اندر مولانا شاہ احمد نورانی کے خلیفہ آئے جن کو لوگوں نے سہارا دے رکھا تھا کہ ان پر غشی کی کیفیت طاری تھی۔ عبیداللہ قادری، طارق محمود مشیر ابو طالب سب کا صدمہ سے برا حال تھا۔ نفیس صدیقی نور سہروردی اور فاروق فاریہ آ گئے تھے۔ سب شدت غم سے نڈھال تھے۔ کارکن فوٹو گرافرز کو دیکھ کر اشتعال میں تھے ان کو منع کر رہے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت پر ہر فرد سکتہ کی کیفیت سے دوچار تھا۔ یہ ایک ایسا صدمہ تھا جس سے ہر فرد متاثر کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر عالم اسلام کے بطل جلیل تھے جن کو ہر حلقہ اور ہر طبقہ فکر میں بے پناہ احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ مذہبی طور پر مولانا قائد اہلسنت کی حیثیت سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورے ایشیا یورپ امریکہ افریقہ ہر براعظم میں ان کے مرید ہیں۔ سیاسی طور پر مولانا میانہ روی اور اعتدال کے قائل تھے۔ انہوں نے انتہا پسندی کی روش کبھی اختیار نہیں کی ہمیشہ رواداری اور تحمل پر یقین رکھتے تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی رحلت ایک ایسے نازک مرحلہ پر ہوئی جب پاکستان میں آئینی

بحران کے طے ہونے کے امکانات پیدا ہو رہے تھے۔متحدہ مجلس عمل کے حکومت کے ساتھ آئینی تنازعات پر معاملات حتمی شکل اختیار کر رہے تھے۔مجلس عمل نے حکومت کو 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن دیدی تھی۔اس طرح اے آر ڈی جب حکومت کے خلاف تحریک کی تیاریاں کر رہی تھی اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان چل بسے تھے۔یہ عجیب سانحہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور نوابزادہ نصر اللہ دونوں کا بڑے نازک مرحلہ پر اسلام آباد میں انتقال ہوا۔دونوں کی وفات سے سیاست میں خلاء پیدا ہوا ہے۔مولانا نورانی کی رحلت سے مذہبی قوتوں کو دھچکہ لگا ہے جو طویل عرصہ بعد عوام میں مقبولیت اختیار کر رہی تھیں۔مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی اصولی سیاست کے علمبردار تھے کبھی اصولوں پر کمپرومائز نہیں کیا کبھی بیک ڈور سے اقتدار قبول کیا نہ اس کی خواہش کی نہ کوشش کی۔یہی وجہ ہے کہ سیاسی مخالفین تک ان کا نام نہایت احترام سے لیتے تھے۔تحریک پاکستان سے لے کر تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفی اور اب جمہوریت کی آئینی پارلیمنٹ کی بالا دستی کی تحریک تک مولانا جدوجہد کے کسی مرحلہ میں کبھی پیچھے نہیں رہے۔جب قوم پر وقت آیا ان کو صف اول اور آگے پایا گیا۔کی قربانی سے مولانا نے کبھی دریغ نہیں کیا۔قوم پرستی کی سیاست کے روز اول سے خلاف تھے آخر تک اس پر کوئی کمپرومائز نہیں کیا۔اصولوں پر ہمیشہ ڈٹے رہے کئی بار اس اصول پرستی کی بدولت ان کی جان تک خطرہ میں پڑی مگر مولانا نے اپنے اصولوں پر سمجھوتا کرنا گوارا کیا نہ پیچھے ہٹنا گوارا کیا۔مولانا شاہ احمد نورانی کے مرید لاکھوں نہیں کروڑوں تھے جو خود کو یتیم محسوس کر رہے ہیں۔ایک سایہ دار درخت ٹوٹ گیا ایک قد آور شخصیت جدا ہوگئی سیاست کا ایک ستون منہدم ہوگیا۔

مگر مولانا شاہ احمد نورانی کے فرزند اور مریدین فخر سے سر اٹھا کر چل سکتے ہیں مولانا نے مفاد پرستی حرص وطمع کی کبھی سیاست نہیں کی ہمیشہ اسلام پاکستان اور مسلمان کا مفاد ملحوظ خاطر رکھا۔عالم اسلام ایک بہت بڑی ہستی سے محروم ہوگیا یہ سب کا اجتماعی نقصان ہے۔مولانا شاہ احمد نورانی کے لئے جنہیں محبت اور عقیدت ہے لوگ نورانی میاں کہتے تھے بڑے مواقع آئے جب اقتدار لے سکتے تھے عہدہ لے سکتے تھے پاور شیئرنگ کر سکتے تھے مگر اصولوں پر کبھی کمپرومائز نہیں کیا۔ان کی سیاست اصولی سیاست تھی یہ ان کی شخصیت تھی جس نے انتہائی مشکل حالات میں مختلف فرقوں کے رہنماؤں اور جماعتوں کو ملی یکجہتی کونسل کی شکل میں متحد کیا۔سارے فقہ کے علماء ان کی قیادت پر متفق تھے یہ سعادت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔مولانا نورانی ملکی اور غیر ملکی حالات علاقہ کی صورت حال پر گہری نظر رکھتے تھے۔سیاسی مضامین کی ایک

ایک سطر پڑھتے تھے جو بات پسند ہو اس کا برملا اظہار کرتے جو ناپسند کرتے اس کے اظہار میں تامل نہیں کرتے تھے۔ پاکستان کی سیاست میں جب قوم پرستی کا سیلاب آیا یہ لوگ کہنے لگے کہ مولانا نورانی کی سیاست کا باب بند ہو گیا۔ چند سالوں میں ثابت ہو گیا کہ یہ باب بند نہیں ہوا۔ متحدہ مجلس عمل آج بہت بڑی سیاسی قوت ہے۔ یہ مولانا نورانی کی شخصیت تھی جس نے مختلف نظریات رکھنے والے سیاستدانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ جو لوگ مذاق اڑا رہے تھے کہ علماء کبھی متحد نہیں ہوں گے خاموش ہو گئے آج کل کے دور میں فوجی قیادت پر نکتہ چینی آسان ہے کیونکہ پریس آزاد ہے۔ جنرل ضیاء الحق کی آمریت میں جب سیاچین کا واقعہ ہوا مولانا نورانی نے مطالبہ کیا کہ سیاچن کی چوکی کھونے پر جنرل ضیاء کا کورٹ مارشل کیا جائے یہ مطالبہ ان کی تقریر کی کیسٹ کی شکل میں گلی گلی گونجا۔

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

# کنز الایمان سوسائٹی کی مطبوعات

| | | |
|---|---|---|
| 1 | لمحہ فکریہ | عبدالخالق صدیقی |
| 2 | وصایا قمریہ | خواجہ قمر الدین سیالوی |
| 3 | چالیس احادیث مبارکہ | بشیر احمد ملک |
| 4 | شاہ فہد کے نام خط | خواجہ قمر الدین سیالوی |
| 5 | رہبر و رہنما | پروفیسر مسعود احمد |
| 6 | علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو | |

# نورانی میاں....... ظلمتوں میں ایک ہالا نور کا

قاری حسن جاوید

مولانا شاہ احمد نورانی جمعرات کی صبح اس طرح اچانک ہم سے بچھڑ گئے کہ گویا چھپ گئے ہیں اور مجھے ڈھونڈو کی آواز لگا رہے ہوں دل یہ ماننے کو ابھی تک تیار نہیں کہ قضائے الٰہی انہیں ہم سے چھین کر لے گئی ہے اور کل نفس ذائقۃ الموت کا سندیسہ سنا گئی ہے۔ غم و کرب کی اس کیفیت میں اس بڑے آدمی کے لئے کچھ لکھنا بھی کارے دارو والا معاملہ ہے۔ پھر بھی لکھنے بیٹھ گیا شاید اس طرح ہی غم کا کچھ بوجھ ہلکا ہو جائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی ایک متحرک فعال اور قوم و ملک کا درد رکھنے والی ایسی شخصیت تھے جن کا اوڑھا بچھونا رضائے الٰہی کا حصول، حب مصطفی ﷺ کا مجسم سراپا اور قیام پاکستان کا مقصد کیا لا الہ الا اللہ" کے نعرے کو پاکستان میں عملی صورت دینے کی شدید خواہش تھی۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر کے انہوں نے اپنے جسد خاکی، اپنی چلنے والی سانسوں اور اپنی زندگی کو راست رکھنے کے جذبہ توانا کا اظہار کر دیا تھا۔ 21 برس میں جب وہ جوان رعنا تھے تو پاکستان آئے تو اپنے ساتھ علم و عمل کا سرمایہ لائے اور تھوڑے ہی عرصے میں قوم کے دلوں میں گھر کر لیا۔ جو اول و آخر بوریا نشیں ہی رہے۔ اپنی مقبولیت اور منکسر المزاجی کی وجہ سے وہ سیاسی و سماجی حلقوں میں سرو قد نظر آئے۔

1970ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہونے کے بعد انہوں نے قومی سیاست میں قدم رکھا لیکن اس خارزار میں دامن کو بچاتے آگے بڑھتے چلے گئے اور ایوان اقتدار کے جبر اور حد سے تجاوز کو بھی خاطر میں نہ لائے اور جابر سلطانوں کے سامنے کلمہ حق ادا کرنے کی انہوں نے بڑی قیمت چکائی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن نہایت جرأت مندی اور خندہ پیشانی سے اس عرصے میں مسجد میں خطابت کا فریضہ بھی ادا کرتے رہے اور اس میں کسی مصروفیت کو حائل نہیں ہونے دیا۔ ان کا بڑا اعزاز ہے کہ سیاست میں بے اعتدالیوں کی بھرمار کے باوجود انہوں نے اپنا دامن کبھی آلودہ نہ ہونے دیا۔ تہذیب و شائستگی والدین کی شاندار تربیت کی بدولت ان کے قول و فعل سے آشکار تھے۔ جابر حکمرانوں کو للکارتے بھی تھے تو اخلاق ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ مخالفین کو تنقید کا نشانہ بناتے وقت قوت بھی وہ اپنی اخلاقی حدود کے اندر رہتے۔ چھوٹے بڑے سے ملتے تو حفظ مراتب کا خیال رکھتے۔ ان کی اس

خوبی کا اب بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ وہ جئے تو سب کے لئے جئے، کبھی اپنی ذات کو مقدم نہ جانا ۔پاکستان کا یہ بڑا رہنما تھا کہ ان سے ملاقات کبھی مشکل نہ تھی۔

تحریک نظام مصطفی ﷺ کے دوران آپ کی شخصیت زیادہ ابھر کر سامنے آئی۔ یہی وہ دور تھا جب منشائے ایزدی مولانا کو آزما رہی تھی۔ دن رات مصروفیت انتظامیہ کا جبر اور حکمرانوں کی چیرہ دستیاں کیا کیا مصیبت تھی جو آپ نے برداشت نہ کی ہو مگر پائے استقامت میں لغزش نہ آئی اور نہ ہی حق گوئی کا مسلک چھوڑا۔ انہوں نے اپنے عمل سے دینی رواداری کے تصور کو اس قدر راسخ کیا کہ ان کی ذات فرقہ ورانہ سوچ سے ہمیشہ بلند رہی اور آج بھی ایم ایم اے کی شکل میں ان کی شخصیت کا یہ پہلو نمایاں نظر نہیں آتا ہے۔

یہاں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اپنی قریباً چالیس سالہ سیاسی سرگرمیوں کے دور میں بھی وہ ان خرابیوں سے دور رہے جو ہمارے ہاں سکہ رائج الوقت ہیں، وہ کل بھی بوریا نشیں تھے اور آج بھی اسی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں، وہ چاہتے تو آج نہ جانے وہ کہاں پہنچے ہوئے ہوتے مگر ایسا ہوا نہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی اپنے اعلیٰ نسب خاندان کے اعتبار سے پہچان کراتے تو یہ بھی ان کے لئے کافی تھا۔ مگر انہوں نے اپنی شخصیت و کردار کو نکھار کر اپنی روایات کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ آگے ہی بڑھایا اور اپنا تشخص بہر حال قائم رکھا اور مرور ایام میں وہ زیادہ ہی نکھرتا رہا۔ آج جب وہ ہم میں نہیں ہیں تو نہ جانے کتنی آنکھیں نم ناک ہیں اور کتنے لبوں سے آہ ہائے غمناک سننے میں آرہی ہیں یہ اعزاز بھی گویا انہیں کے نصیب میں لکھا گیا تھا۔

دوست و دشمن سب ہی ان کے جانے سے افسردہ ہیں مجھے سیاست کے حوالے سے کچھ زیادہ باتیں نہیں کرنی ہیں لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ایم ایم اے اور اے آر ڈی میں اعتدال پسند لوگوں کا رخصت ہوتے جانا حکومت کے لئے لمحہ فکریہ ہونا چاہئے۔ اے آر ڈی کے چئیر مین نوابزادہ نصر اللہ خان اور ایم ایم اے کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے چلے جانے کے بعد یہ جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ سخت موقف رکھنے والے لوگوں کے ہاتھ میں آیا تو ہٹ دھرمی کی موجودہ سرکاری پالیسی کوئی بھی رنگ لاسکتی ہے لہٰذا بہتر یہ ہوگا کہ وہ آئین اور اخلاق کے تمام پہلوؤں کی پاسداری کر کے ایسا وقت نہ آنے دے۔ مولانا نورانی بہر حال ایک قدآور رہنما تھے جس کا بدل تو شائد نہ مل سکے۔

حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا۔

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

# گھر کے اندر غم سے نڈھال اہل خانہ سے گفتگو

غزالہ فصیح

## مولانا ہزاروں خاندانوں کو یتیم کر گئے!

مولانا ہزاروں خاندانوں کو یتیم کر گئے' یہ بات ہر زبان پر تھی' مولانا شاہ احمد نورانی کی بیگم سلمیٰ نورانی غم سے نڈھال تھیں' لیکن مولانا کی مریدوں تسلی دے رہی تھیں' ہر ایک کو گلے لگا کر صبر کی تلقین کر رہی تھیں۔ مولانا کے انتقال کی خبر سنتے ہی کراچی کے کونے کونے سے ان کے پیروکار مولانا کی رہائش گاہ پر پہنچے تھے۔ خواتین دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں' کورنگی اور ملیر سے آئی ہوئی دو مریدیں بے ہوش ہو کر گر گئیں' پیر بھائی چلے گئے' ہمارے بابا چلے گئے' ہم یتیم ہو گئے گریہ زاری کرتی ہوئی خواتین کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔ مولانا کی چھوٹی بیٹی ایمان زارو قطار رو رہی تھیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی بہن رکن اسمبلی ڈاکٹر فریدہ احمد غم سے نڈھال تھیں۔ انہوں نے کہا بھائی میرے لئے باپ کی جگہ تھے۔ ابھی اسلام آباد جانے سے پہلے میری ان سے ملاقات ہوئی تھی اور کل ہی فون پر بات ہوئی تھی سینٹ کے مسئلے مسائل پر بات کر رہے تھے۔ ڈاکٹر فریدہ نے بتایا اسلام آباد جانے سے پہلے مولانا صاحب کی طبیعت بالکل ٹھیک تھی۔ دل کے بائی پاس کے بعد وہ غذا وغیرہ میں بھی بہت احتیاط کرتے تھے' بائی پاس آپریشن کے مریضوں کو عموماً دس پندرہ سال بعد دوبارہ شکایت ہوتی ہے لیکن مولانا کے آپریشن کو سترہ سال گزر گئے تھے۔ ڈاکٹر فریدہ نے بتایا ان کا ایک مرتبہ ہی بائی پاس ہوا تھا۔

مولانا نورانی کی والدہ کا تین سال قبل انتقال ہوا تھا وہ کل سات بہن بھائی تھے اب دو بھائی اور دو بہنیں رہ گئے ہیں۔ مولانا اپنے بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے۔ ڈاکٹر فریدہ نے کہا مجھے وہ بالکل بیٹیوں کی طرح چاہتے تھے ہر بات کا خیال رکھتے تھے۔ دو مہینے پہلے میرے شوہر کا بائی پاس ہوا تھا بھیا روزانہ انہیں دیکھنے آتے رہے۔

ڈاکٹر فریدہ سے وزیر اعظم میر ظفر جمالی نے ٹیلی فون پر تعزیت کا اظہار کیا اور دریافت کیا کہ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں جس پر ڈاکٹر صاحبہ نے ان سے کہا ''بس ہمارے بھائی کو جلد سے جلد ہمارے پاس بھجوانے کے انتظامات کروا دیجئے۔''

بیگم سلمیٰ احمد نورانی دوسروں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے خود پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں' وہ کہہ رہی

تھیں زندگی میں ہر موقعے پر ہمیشہ میرے ساتھ رہے' آج ساتھ چھوڑ گئے' مولانا نورانی اور بیگم سلمٰی کی شادی 1964ء میں ہوئی تھی' مولانا کی وفات سے یہ چھتیس سالہ رفاقت ختم ہوگئی' بیگم نورانی بتا رہی تھیں بدھ کی رات میری مولانا سے بات چیت ہوئی' میرا دل صبح سے ہی گھبرا رہا تھا شام کو ان سے بات ہوئی تو وہ میری طبیعت کا پوچھنے لگے میں نے کہا طبیعت ٹھیک نہیں! آپ اپنا کام برخواست کر کے جلد آجائیں' کہنے لگے ٹھیک ہے' بس کام نپٹا کر جلدی آجاؤں گا' وہ کہہ رہی تھیں' سمجھ میں نہیں آتا میں مولانا کی کون کون سی صفت بیان کروں' وہ فرشتہ آدمی تھے' کبھی ہمیں کوئی دکھ تکلیف نہیں دی (بیٹی کو لپٹاتے ہوئے کہا) ان بچوں کو دیکھ کر جیتے تھے' ہزاروں لاوارث اور یتیم بچوں کی کفالت کرتے تھے' پورا رمضان گھر پر انہیں افطار کرواتے رہے عید پر ان کے لیئے نئے جوڑے سلوائے۔

بیگم نورانی بتا رہی تھیں مولانا بہت صفائی پسند نفاست پسند تھے دن میں دو تین مرتبہ لباس تبدیل کرتے تھے عطر لگاتے تھے ہمیشہ صاف ستھرے رہتے تھے۔ انہوں نے کہا پچھلے کچھ عرصے سے مولانا کو دوبارہ انجائنا کی شکایت ہورہی تھی دوائیاں لگاتار لے رہے تھے لیکن کمزور ہوگئے تھے۔ ابھی ہمارا ارادہ تھا اسلام آباد سے واپسی پر ان کی انجیوگرافی کروائیں گے۔

بیگم نورانی نے کہا' مولانا خود کو کبھی بیمار نہیں سمجھتے تھے ہمیشہ کہتے تھے کہ میں ٹھیک ہوں اور ہر کام وقت پر کرتے تھے۔ بیگم نورانی باتیں کرتے ہوئے زار و قطار رو رہی تھیں روتے ہوئے وہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھ رہی تھیں۔

مولانا نورانی کی چھوٹی صاحبزادی ایمان جو کلفٹن پر رہائش پذیر ہیں ان کے انتقال کی خبر سنتے ہی بے ہوش ہوگئیں انہیں بمشکل والدہ کے پاس لایا گیا ایمان اپنے والد سے ان کے اسلام آباد جانے سے پہلے ملی تھیں' مولانا کی بیگم نے بتایا دونوں باپ بیٹی آپس میں مذاق کرتے رہتے تھے' پیر کے روز جب وہ اسلام آباد گئے ہیں تب بھی جانے سے پہلے بیٹی سے ہنسی مذاق کے ساتھ گفتگو کرتے رہے۔

مولانا نورانی کی رہائش گاہ پر خواتین کا ہجوم تھا بیشتر تعداد ان کی مریدوں کی تھی جو ڈیفنس کے قرب وجوار کے علاوہ لانڈھی' کورنگی' ملیر گلبرگ اور صدر کے علاقے سے خبر سنتے ہی پہنچ گئی تھیں' صدر کے علاقے سے آئی ہوئی ایک مرید کہہ رہی تھیں مولانا ہمارے لئے باپ کی جگہ تھے' انہوں نے میرے بچوں کے کان میں اذان دی انہیں گھٹی دی ہے' ایک مرید نے کہا آج اہلسنت کا ستون گر گیا' وہ ایک آدمی سب مخالفتوں کا سامنا کرنے کے لئے کافی تھا۔

ایک اور مرید نے روتے ہوئے بتایا، مولانا نے پورا رمضان ہمیں خوب عبادت کروائی ہالینڈ، ماریشس، فرانس اور پاکستان بھر سے مہمان ان کے ہاں آئے ہوئے تھے، یہ سب مولانا کی دعا ان کشش میں کھنچے چلے آئے تھے، شبینہ عبادتیں ہوئیں پھر مولانا نے خود ان لوگوں کو رخصت کیا اور اب خود رخصت ہو گئے ہیں۔

قاضی حسین احمد کی صاحبزادی راحیل قاضی نے اسلام آباد سے بیگم نورانی سے تعزیت کرتے ہوئے کہا میں نے اپنے والد کو جس طرح آج روتے ہوئے دیکھا ہے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ راحیل قاضی نے بتایا قاضی صاحب وہیں موجود تھے پریس کانفرنس کے لئے جانے کی تیاری ہو رہی تھی مولانا کو واش روم میں تاخیر ہوئی تو قاضی صاحب نے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا جلدی کیجئے اس پر انہوں نے مولانا کو کراہتے ہوئے سنا جب دیکھا تو ان کی حالت بگڑ چکی تھی۔

مولانا کی بڑی صاحبزادی اعناز دبئی سے کراچی آنے کے لئے طیارے میں سوار ہو چکی تھیں جبکہ امریکہ میں مقیم ان کے صاحبزادے اویس بار بار اپنی والدہ سے موبائل پر بات کر رہے تھے والدہ انہیں روتے ہوئے کہہ رہی تھیں بیٹا ہم تمہارے پہنچنے تک بابا کو نہیں رکھ سکیں گے ایک عظیم انسان کے چلے جانے پر ان کے اہل خانہ ہی نہیں ہر آنکھ اشکبار تھی۔

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

## معبود حقیقی

الف اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

کنز الایمان پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۶۳

ب اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں

کنز الایمان پارہ نمبر ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۶

# بیگم گھر کے کام نہیں کرنے دیتیں

## مولانا نورانی کے پہلے فیملی انٹرویو کے چند منتخب حصے

صوفیہ یزدانی

ستمبر 98ء کے اوائل میں مولانا شاہ احمد نورانی سے میری پہلی بار ملاقات ٹیلی فون پر ہوئی تھی جب میں نے ان سے نوائے وقت کے ہفت روزہ ''فیملی میگزین'' کے لئے فیملی انٹرویو دینے کی درخواست کی تھی۔اس سے پہلے مولانا نے کبھی کسی اخبار یا رسالے میں انٹرویو نہیں دیا تھا اور نہ ہی اپنے حوالے سے اپنے خاندان کی تشہیر کرانا پسند کرتے تھے لیکن اتفاق کہئے یا فیملی میگزین کا پہلا اعزاز کہ مولانا نے فیملی انٹرویو دینے پر رضامندی ظاہر کردی اور دو دن کے بعد بہت اصرار کر کے ظہرانے پر مدعو کیا۔میں مقررہ وقت سے پہلے مولانا کے ہاں پہنچی۔لاکھوں مریدوں کے قائد کو ابھی تک روبرو دیکھنے کا یہ پہلا اتفاق تھا سوچ رہی تھی کہ مولانا کی رہائش گاہ پر ہزاروں افراد ان سے ملنے آتے ہیں اس کی آرائش تو دیکھنے والی ہوگی لیکن صدر میں کچھی میمن مسجد کے قریب پرانے طرز کے فلیٹوں میں سے ایک فلیٹ مولانا کی رہائش گاہ تھی جہاں بادشاہ سے لے کر فقراء تک ان سے ملاقات کے لئے آتے تھے۔داخلی دروازے کے اندر ایک مختصر سی انتظار گاہ اس کے ساتھ ملاقات کا کمرہ ڈرائنگ روم میں پرانے طرز کے دو صوفے اور پرانا قالین مختصر سا ڈائننگ روم اور پرانے طرز کے چند ایک دو کمرے جن میں سے ایک کمرے میں مولانا نورانی کی ضعیف العمر والدہ انتظار فرما رہی تھیں کچھ وقفے کے بعد مولانا تشریف لائے دھیمے اور نرم لہجے میں رک رک کر بات کرتے ہوئے مولانا جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے جا رہے تھے۔مولانا کے آنے سے پہلے ان کی اہلیہ اور بیٹیوں سے غیر رسمی گفتگو ہوتی رہی۔مولانا کی اہلیہ ایک گھریلو خاتون ہیں۔انہوں نے کبھی سیاسی سرگرمیوں میں مولانا کے ساتھ حصہ نہیں لیا لیکن مولانا کے گھر آنے والوں سے حسن سلوک سے ملنا اور ان کی خاطر مدارت میں پیش پیش رہنے سے مولانا کو ان کا مکمل تعاون حاصل رہا۔البتہ وہ کبھی کبھار ورلڈ اسلامک مشن کے جلسوں کی صدارت کرتی رہی ہیں۔مولانا کی اہلیہ کا تعلق سعودی عرب سے ہے، مدینہ میں رہائش پذیر تھیں۔ان کے دادا اور مولانا کے والد کے قریبی تعلقات دونوں خاندانوں کو جوڑنے کا باعث بنے۔شادی کے فوراً بعد مولانا افریقی ممالک کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے تو اہلیہ کو بھی ساتھ لے گئے اور پھر واپس کراچی آئے۔عرب ہونے کے باعث مولانا کی اہلیہ کو شروع میں زبان کا مسئلہ ہوا جو

مولانا کی محبت اور تعاون سے رفتہ رفتہ کم بلکہ بالکل ختم ہوگیا۔

مولانا کے فیملی انٹرویو کے دوران ان کی دونوں صاحبزادیاں ایمان اور اناس (جو اس وقت دبئ سے آئی ہوئی تھیں) بھی اپنے بچوں سمیت موجود تھیں۔ مولانا سے ہونے والی یادگار گفتگو کے چند حصے قارئین کی نظر ہیں۔

فیملی: دین کی طرف آپ کا رجحان کیسے آیا؟

مولانا: میرے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی مشہور مبلغ تھے وہ جاپان، امریکہ، اور یورپ وغیرہ کے دوروں پر جاتے رہتے تھے۔ میرے دادا شاہ عبدالحکیم صدیقی کا شمار بھی جید علماء میں ہوتا تھا۔ میرے پورے گھر کے ماحول اور خاندانی پس منظر میں دینی تعلیمات رچی بسی ہوئی تھیں۔ لہٰذا دین سے میری رغبت اسی کا نتیجہ ہے۔

فیملی: اپنے خاندان کے پس منظر کے بارے میں بتائیے؟

مولانا: ہمارا خاندان بھارت کے شہر میرٹھ میں آباد تھا۔ ہمارے گھرانے کا شمار وہاں کے مشہور علمی وصوفی گھرانوں میں ہوتا تھا۔ ہمارے اباؤ اجداد عرب سے آئے تھے۔ میرٹھ وہ مقام ہے جہاں 1857ء کی جنگ آزادی کی ابتدا ہوئی اس وقت وہاں فوجی چھاؤنی قائم تھی۔ دادا بہت بڑے صوفی شاعر تھے۔ مولانا اسمٰعیل میرٹھی دادا کے بھائی تھے ان کی کتب یوپی بورڈ میں اردو میں پڑھائی جاتی ہیں مولانا مختار احمد صدیقی، مولانا بشیر احمد صدیقی اور مولانا نذیر احمد والد صاحب کے بھائی تھے۔ میرے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی نے اسلامی ممالک کو تحریک پاکستان کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔ انہیں عربی زبان پر عبور حاصل تھا۔ چنانچہ انہوں نے غیر ملکی تبلیغی دوروں کے دوران بھی تحریک پاکستان کے لئے کام کیا قیام پاکستان کے بعد عیدالاضحیٰ کا پہلا خطبہ کراچی عیدگاہ میں والد صاحب نے دیا۔

فیملی: آپ ماشاءاللہ سے حافظ قرآن بھی ہیں، قرآن کس عمر میں حفظ کیا؟

مولانا: جس وقت قرآن حفظ کرنا شروع کیا اس وقت تقریباً ساڑھے 6 سال تھی 9 سال کی عمر میں پورا حفظ کرلیا اس کے بعد قرأت کرنا سیکھی۔

فیملی: تعلیم کا سلسلہ حفظ قرآن کے بعد شروع کیا؟

مولانا: جی ہاں! حفظ قرآن کے بعد میرٹھ میں ہی پرائمری اسکول میں داخلہ لیا۔ میٹرک بھی وہیں سے کیا۔ ایک بہت بڑا دارالعلوم تھا یہاں سے درس نظامی فاضل عربی کی تعلیم حاصل کی اس کے

...تھا۔ کالج کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہا اور الہ آباد یونیورسٹی میں انگریزی، سوکس وغیرہ کے مضا...
میں گریجوایشن اور درس نظامی موجودہ ایم اے کے برابر ہوتا ہے۔

فیملی: تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے عملی زندگی کا آغاز کردیا؟

مولانا: جی ہاں! تعلیم مکمل کرنے کے بعد یہاں آگیا۔ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ والد صا...
نے افریقہ، امریکہ، کینیڈا سری لنکا، اور ملائیشیا میں مراکز قائم کررکھے تھے۔ میں نے تعلیم مکمل کرنے...
بعد ان ممالک کے تبلیغی دورے شروع کردیئے۔

فیملی: نوکری کا سلسلہ کب شروع کیا؟

مولانا: میں نے کبھی نوکری نہیں کی۔

فیملی: تو پھر ذریعہ معاش کیا اپنایا؟

مولانا: ہمارا خاندانی ذریعہ معاش تجارت تھا۔ ہمارے والد اور دادا نے بھی کبھی نوکری نہیں...
۔(مسکراتے ہوئے) اب میری عمر 72 سال ہوگئی ہے اس لئے تجارت سے بھی ریٹائر ہوگیا ہوں۔

فیملی: عموماً کس چیز کی تجارت کی؟

مولانا: مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کے ساتھ تجارت کرتا رہا ہوں۔

فیملی: بیرون ملک سب سے پہلا دورہ کب کیا؟

مولانا: (سوچتے ہوئے) 1953ء میں افریقی ممالک میں کینیا، تنزانیہ، ماریشس...
موزمبیق اور اس کے بعد یورپی ممالک گیا۔

فیملی: پہلے دورے کے دوران والد ساتھ گئے تھے؟

مولانا: نہیں، اس وقت والد صاحب کا انتقال ہوچکا تھا۔

فیملی: پہلے غیر ملکی تبلیغی دورے کا تجربہ کیسا رہا؟

مولانا: بہت خوشگوار تجربہ ہوا لوگوں سے مل کر اور ان تک دین کا پیغام پہنچا کر بہت خوشی...
ہوئی جہاں جہاں گیا لوگوں نے بہت محبت سے استقبال کیا۔

فیملی: لوگ اپنی محبت کے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے یقیناً تحائف بھی دیتے ہو...
آپ کو زیادہ تر کیا تحائف ملتے ہیں؟

مولانا: بیرونی ممالک میں چونکہ علماء کی بہت کمی ہے جو انگریزی میں تبلیغ کرسکیں اس۔...

پراگرام ختم ہونے کے بعد لوگ قلم رومال اور جبہ (عربی لباس) وغیرہ دیتے ہیں ان کا ... بہت محبت آمیز ہوتا ہے۔

فیملی: اپنی شادی کے بارے میں کچھ بتائیے؟

مولانا: والد صاحب نے اپنی زندگی کے آخری سال میں مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے وہاں ایک چھوٹا سا مکان بنایا۔ تقریباً 7 یا 8 ماہ وہاں رہنے کے بعد انتقال ... اس وقت میری والدہ بھی وہاں تشریف لے گئی تھیں۔ (اہلیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ان کے دادا مولانا ضیاء الدین مدینہ کے مشہور بزرگ تھے ان کا قیام بھی مدینہ مین تھا۔ وہیں پر ہمارے اور ان کے خاندان کے تعلقات استوار ہوئے جو بالآخر رشتہ داری میں تبدیل ہو گئے۔

فیملی: مولانا آپ کو کبھی قومی لباس (شلوار قمیص) میں نہیں دیکھا جاتا؟

مولانا: میں نے کبھی شلوار قمیص نہیں پہنی ہمارے والد صاحب بھی یہی لباس پسند کرتے تھے میں گھر میں اور باہر بھی جبہ پہننا پسند کرتا ہوں سر پر ٹوپی یا عمامہ ہوتا ہے۔

فیملی: کبھی تجارتی دورے پر بھی بیرون ملک گئے؟

مولانا: نہیں! صرف تبلیغی دورے پر ہی جاتا ہوں تجارت کا کام صرف کراچی تک محدود رکھا۔

فیملی: اب تک کتنے غیر ملکی دورے کر چکے ہیں؟

مولانا: صحیح تعداد تو یاد نہیں البتہ الحمد واللہ اس کام کے لئے سال میں تقریباً 4 ماہ ملک سے باہر ہی رہتا ہوں۔

فیملی: آپ کی غیر موجودگی میں گھر کا کام کون سنبھالتا ہے؟

مولانا: ظاہر ہے کہ یہ کام بیگم ہی کرتی ہے۔ مگر گھر میں موجودگی کے دوران مجھے کوئی کام نہیں کرنے دیتیں۔

فیملی: دن بھر آپ کی کیا مصروفیات رہتی ہیں؟

مولانا: میں نے مختلف کاموں کے لئے اوقات مقرر کر رکھے ہیں نظام الاوقات گھر کے باہر لگایا ہوا ہے صبح پورے دس بجے دفتر جاتا ہوں ظہر کی نماز وہیں مسجد میں ادا کرتا ہوں دفتر سے ہمارا ماہانہ رسالہ انگریزی میں ''دی میسج انٹرنیشنل'' اور عربی میں الدعوۃ نکلتا تھا۔ الدعوۃ زیادہ نہ چل سکا تو بند کر دیا البتہ

انگریزی رسالہ ماشاء اللہ بہت اچھا چل رہا ہے عصر اور مغرب کے درمیان لوگوں سے ملتا ہوں۔ مغرب کے بعد گھر پر تین چار حفاظ آجاتے ہیں ان کے ساتھ قرآن پڑھتا، سنتا اور سناتا ہوں۔ رات بارہ ایک بجے تک سو جاتا ہوں۔

فیملی: آپ نے بچوں کی تربیت میں کن باتوں کو ترجیح دی؟

مولانا: میں نے اپنے چاروں بچوں کو گرامر اسکول میں تعلیم دلوائی لیکن اس کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر ان کی تربیت اسلامی بنیادوں پر کی ہے انہیں قرآن مجید پڑھایا سمجھایا اور فقہ حدیث کی تعلیم دی۔

فیملی: کھانا کیا پسند کرتے ہیں؟

مولانا: کھانے میں زیادہ تر دالیں پسند ہیں، سبزیوں میں لوکی شوق سے کھاتا ہوں، گوشت نہیں کھاتا۔ اس کے علاوہ سنت نبوی ﷺ سمجھ کر روزانہ ایک چمچ شہد استعمال کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ شہد میں شفا ہے۔

فیملی: پان بھی شوق سے کھاتے ہیں؟

مولانا: مسکراتے ہوئے پان کھانے کا شوق بچپن سے ہے بہار، میرٹھ اور یوپی کے علاقوں میں خاص طور پر پان کھانے کا رواج تھا اس وقت مہمانوں کی خاطر تواضع پان سے ہی کی جاتی تھی آج کل کی طرح چائے سے نہیں۔ ہمارے گھر میں چونکہ پان کھایا جاتا تھا اس لئے بچپن سے ہی مجھے اس کی عادت پڑ گئی۔

فیملی: آپ نے زندگی میں کن چیزوں سے محبت کی؟

مولانا: مجھے عملاً دو چیزیں پسند ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند فرمائی ہیں۔ قرآن کی تلاوت اور قرآت کے کیسٹ خصوصی طور پر پسند ہیں۔

فیملی: کونسی چیزیں بری لگتی ہیں؟

مولانا: دینی گھرانے اور دین سے تعلق کی وجہ سے جو چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہیں وہ مجھے بھی بری لگتی ہیں۔ خاص طور پر بے حیائی، عریانی، فحاشی کے مناظر، اور بے پردگی سے سخت نفرت ہے اس لئے کہ پردے میں حیا ہے۔

فیملی شاعری سے کتنی دلچسپی ہے؟

مولانا: نعتیہ شاعری سے دلچسپی ہے پڑھنے کے دوران جو شعر اچھا لگے وہ نوٹ کر لیتا ہوں۔

فیملی: آپ دن بھر مصروف رہتے ہیں آپ کے کہنے کے مطابق آپ عمر کے 73 سال میں قدم رکھ چکے ہیں اس عمر میں ماشاء اللہ اچھی صحت کے مالک ہیں؟

مولانا: اصولی زندگی میری صحت کا سب سے بڑا راز ہے۔ میرا ذاتی نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت اور درود شریف کا ورد کرنے سے صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے میں روزانہ قرآن کی تلاوت کرتا ہوں۔ ہمارا ایک قاعدہ ایک حلقہ ہے تلاوت کے بعد کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں۔

فیملی: آپ طویل عرصے سے دین کی تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اسلام کی کوئی ایسی خوبی جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو؟

مولانا: اصل میں مجھے چونکہ بچپن سے ہی اسلامی ماحول ملا، قطرتاً انسان کی عادات واطوار خود بخود اپنے اطراف کے ماحول میں ڈھل جاتے ہیں مجھے تو اسلام کی ہر بات ہی پسند ہے لیکن خاص طور پر سب سے زیادہ شرم وحیا پسند ہے۔

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003

## نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے

الف اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی۔ اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی۔

کنزالایمان پارہ نمبر۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۸۸۔

ب ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس نیکیوں کا یہی صلہ ہے۔

کنزالایمان پارہ نمبر ۲۴ سورۃ الزمر آیت ۳۴

# مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات پر ایک اجمالی نظر

علامہ شاہ احمد نورانی 7 رمضان المبارک 1344ھ بمطابق 31 مارچ 1926 کو میرٹھ (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ درس نظامی (فاضل) کی سند دار العلوم عربیہ میرٹھ سے حاصل کی جبکہ نیشنل عربیک کالج میرٹھ سے گریجوایشن کیا اور فاضل عربی کی ڈگری الہ آباد یونیورسٹی سے حاصل کی۔ انہیں اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، زبان سمیت 12 زبانوں پر عبور تھا۔ ان کے والد گرامی علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز خلیفہ تھے۔ وہ 1953 سے 1964ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے سکریٹری جنرل رہے۔ انہوں نے 1953ء اور 1974ء میں ختم نبوت کی تحریکوں میں حصہ لیا۔ 1977ء میں بھٹو کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ چلائی، 1970ء میں وہ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قومی اسمبلی کے رکن اور 1973ء میں جمعیت کے صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے 1973ء کے آئین کی تیاری اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی کاروائی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ وہ 2002ء کے انتخابات میں ایم ایم اے کے ٹکٹ پر سینیٹر منتخب ہوئے۔ ان کی شادی 1962ء میں مدینہ منورہ میں انجام پائی۔ اپنے والد گرامی مولانا عبد العلیم صدیقی کے انتقال کے فوراً بعد سے ہی انہوں نے تبلیغی دوروں کی ذمے داری سنبھال لی تھی۔ 1955ء میں جامعہ الازہر کے علماء کی دعوت پر قاہرہ گئے تھے۔ 1956ء، 1968ء میں تبلیغی دورے پر روس گئے، اس کے علاوہ 1959ء سے 1962ء کے دوران مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے متعدد بار مشرقی وسطیٰ، مشرقی افریقہ، نائیجریا، ماریشس، سری لنکا، شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔ 1963ء میں انہوں نے ترکی، فرانس، جرمنی، برطانیہ، اور دیگر ممالک کے تبلیغی دورے کئے۔ انہوں نے امریکا اور کینز میں بھی عالمی تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔ 1968ء میں انہوں نے لندن (ریویو) کے قادیانی ایڈیٹر سے ساڑھے پانچ گھنٹے تک مناظرہ کیا اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ 1984ء میں انہیں دل کا عارضہ لاحق ہوا جس کے بعد ان کا بائی پاس آپریشن کیا گیا۔

ہفت روزہ اخبار جہاں 22 تا 28 دسمبر

# شاہ صاحب کے معمولات زندگی

مولانا شاہ احمد نورانی کی ساری زندگی اسلام کی ترویج واشاعت اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کی جدو جہد کے لئے وقف تھی۔ وہ اپنی آخری عمر تک پیرانہ سالی کے باوجود لمبے لمبے سفر کرتے لیکن اپنے معمولات پر سختی سے عمل کرتے۔ ان کے معمولات یہ تھے۔

☆ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قرآن مجید کے دو پارے حفاظ کرام کے ساتھ تلاوت فرماتے۔

☆ ناشتہ کے بعد انگریزی اور اردو کے مختلف اخبارات کا دیر تک مطالعہ کرتے۔

☆ پھر وہ دفتر تشریف لے جاتے جہاں تمام دینی و مذہبی امور طے فرماتے۔ اس دوران دنیا بھر سے ٹیلی فون بھی آتے رہتے اور مختلف شخصیات سے تبادلہ خیال بھی ہوتا رہتا۔

☆ نماز ظہر ادا فرمانے کے بعد گھر واپس تشریف لے جاتے اور کھانا کھا کر آرام فرماتے۔ کھانے میں ان کی مرغوب غذا لوکی شریف (کدو) تھی۔ وہ اہل خانہ کو بھی لوکی کھانے کی ترغیب دیتے اور مہمانون کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔

☆ نماز عصر کے بعد پاکستان سے آنے والے مختلف وفود سمیت ملکی و بین الاقوامی شخصیات سے تبادلہ خیال ہوتا۔

☆ نماز مغرب کے بعد پھر دو پارے حفاظ کرام کے ساتھ تلاوت فرماتے۔ تلاوت کے اوقات میں وہ ملاقات کرنے والوں سے عموماً معذرت کر لیتے تھے۔

☆ نماز مغرب کے بعد پھر معتقدین اور دیگر شخصیات سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہتا۔

☆ عشاء کی نماز کے بعد وہ کھانے میں سوپ لیتے جس کے بعد پھر ملاقاتوں کا سلسلہ رات ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک جاری رہتا۔

☆ رات 4 بجے تہجد کے لئے اٹھ جاتے اور نماز ادا کرنے کے بعد اپنے اوراد اور وظائف ادا فرماتے اور یہ سلسلہ نماز فجر تک جاری رہتا۔

ہفت روزہ اخبار جہاں 22 تا 28 دسمبر

# 11 ستمبر اہل مغرب کے لئے اور 11 دسمبر ملت اسلامیہ کے لئے بڑا سانحہ ہے۔ مولانا شاہ انس نورانی

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے صاحبزادے مولانا شاہ انس نورانی نے گفتگو کرتے ہوئے نمائندہ اخبار جہاں سے کہا کہ 11 ستمبر اہل مغرب کے لئے تباہ کن تھا۔ لیکن 11 دسمبر ملت اسلامیہ کے لئے انتہائی دکھ اور کرب کا باعث ہے جو تاریخ میں ہمیشہ قائد اہل سنت و قائد ملت شاہ احمد نورانی کی رحلت کے حوالے سے یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ انتہائی مصروف زندگی گزارنے کے باوجود ہماری تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیتے اور فکرمند رہتے۔ انہوں نے میری تربیت پر خصوصی شفقت فرمائی۔ دینی تعلیم کے ساتھ ہی کراچی گرامر اسکول سے میٹرک اور پھر کراچی ہی کے ایک کالج سے گریجویشن کیا جس کے بعد ان کے حکم پر برادر اسلامی ملک میں اعلیٰ عربی کی تعلیم اور زبان پر عبور کے لئے مجھے بھیج دیا گیا۔ میں پچھلے ہی سال اپنی تعلیم پوری کر کے باہر سے آیا۔ مولانا انس نورانی نے بتایا کہ ان کا سفر کرنا میرے لئے باعث حیرت تھا وہ اس روحانی قوت سے سفر کرتے کہ چھوٹی چھوٹی جگہوں پر کچے پکے راستوں پر باوجود اس بات کہ کہ وہ بائی پاس آپریشن کروا چکے تھے لیکن وہ نوجوانوں سے زیادہ مستعد رہتے۔

عیدالفطر کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ عید کی نماز کچی میمن مسجد صدر میں ادا فرمائی اور منبر پر بیٹھے ہوئے لوگوں سے عید اس انداز سے ملتے رہے کہ جیسے وہ آخری بار عید مل رہے ہوں جس کے بعد وہ عبداللہ شاہ غازی کے مزار اقدس پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر فاتحہ خوانہ کے بعد میری دادی جان اور اپنی والدہ محترمہ کی قبر انور پر دیر تک فاتحہ خوانی کرنے کے بعد ان کے قدموں پر اپنے عصا سے زمین کو ٹھوکتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ کیسی ہے؟ اس وقت ان کی آنکھیں اور چہرہ بالکل سرخ تھا۔ کچھ توقف کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے اور معمولات میں لگ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اور بہت سے واقعات میں سے یہ ایک واقعہ ان کی ولایت پر دلالت کرتا ہے کہ انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس دار فانی سے کوچ کرنے والے ہیں۔

ہفت روزہ اخبار جہاں 22 تا 28 دسمبر

خصوصی فیچر

# ملی یکجہتی کا روشن منارہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ

## جس کی علمی مذہبی وسیاسی بصیرت پر تمام مکاتب فکر متفق تھے

شارق مہر

جمعرات 11 دسمبر کی شام میری نگاہوں نے ملت اسلامیہ کے اتحاد ویگانگت کی ایک ایسی مثال دیکھی جس کی یاد میرے حافظے میں تادیر اسیر رہے گی۔ ہزاروں افراد کی اداس وپرنم نگاہیں اُفق کے اس پار کچھ تلاش کررہی ہیں۔ وہ خاموشی کی زبان میں ایک دوسرے کو تسلی دینے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہ تمام افراد جو مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ آج آخر کیوں وحدت ملی کی ایک ایسی تصویر بنے ہوئے ہیں جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا تھا میں سوچ کی عمیق گہرائیوں میں کھو کر خود سے یہ سوال کرنے لگا کہ یہاں جمع ہونے والے آخر آج اپنی ذات میں بریلوی، دیوبندی، سنی، شیعہ کیوں نہیں؟ اپنے تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ''بمثل یک جان دو قالب'' وہ کس ایک امام کی اقتدا میں جمع ہیں؟ انکے بوجھل قدم اور پُر آشوب نگاہیں یقیناً اس بات کی غماز ہیں کہ کوئی ''جاں سے زیادہ قیمتی متاع حیات'' اس دار فانی سے کوچ کر چکی ہے وہ ایک ایسے عظیم رہبر و رہنما کے منتظر ہیں جس نے فرقہ بندی کی سنگلاخ چٹانوں پر قائم بتوں کو توڑ کر ملت اسلامیہ کے بکھرے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ بالآخر رات 8 بج کر 45 منٹ پر سی 130 نے زمین کو چھوا تو فیصل بیس کی سرد فضاؤں کو لوگوں کی سسکیوں، آہوں اور اللہ اکبر کے پرجوش نعروں نے گرما دیا۔ کچھ دیر بعد ملت اسلامیہ کے عظیم قائد، مرد قلندر، مولانا شاہ احمد نورانی کے جسد خاکی کو طیارے سے اتارا گیا۔ راستے بھر لوگ دیوانہ وار جنازے کے ساتھ ساتھ ان کی رہائش گاہ تک بھاگتے چلے گئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا جنازہ بھی اتحاد ویگانگت اور باہمی اتفاق کا عملی نمونہ ثابت ہوا۔ جسے دیکھ کر شاہ صاحب ہی کے منہ سے ادا کئے ہوئے وہ الفاظ بھی لوگوں نے دہرائے کہ ''ملت اسلامیہ میری زندگی میں نہیں تو شاید میری موت کے بعد ہی متحد ہو جائے'' انہیں عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں ان کی والدہ ماجدہ کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔ اس طرح 1926 سے شروع ہونے والا سفر زندگی اپنے اختتام کو پہنچا۔ ان کے جنازے میں ملک کی مقتدر مذہبی، سیاسی، علمی شخصیات کے ساتھ ساتھ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی جن میں ہر آنکھ اشکبار اور زبان پر دعا تھی۔ شاہ صاحب نے بیوہ، دو بیٹوں، اور دو بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا۔

## سوئم کے موقعہ پر منعقدہ ہونے والا تعزیتی اجلاس

علامہ شاہ احمد نورانی کے سوئم کے حوالے سے ہونے والے تعزیتی جلسے میں بہت سی ملکی وغیر ملکی شخصیات نے شرکت کی جس میں وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری، ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری، حامد ناصر چٹھہ، سابق وفاقی وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب یاسین وٹو، سردار شیر باز خان مزاری، جنرل (ر) کے ایم اظہر، پروفیسر غفور احمد، معراج الہدیٰ، ناظم اعلیٰ کراچی نعمت اللہ ایڈووکیٹ، ناظم جنوبی فاروق فاریہ، معراج محمد خان، دوست محمد فیضی، علامہ حسن ترابی، اسد اللہ بھٹو، مولانا حسن حقانی، قاری شفق الرحمٰن، مفتی منیب الرحمٰن، مفتی جان محمد نعیمی، ڈاکٹر ابوالخیر زبیر علامہ عرفان مشہدی، علامہ سعید کاظمی، صدیق راٹھور، الیاس صدیقی، ہاشم صدیقی، احمد الحق قاسمی، حاجی حنیف طیب، طارق محبوب، حافظ تقی اور مولانا حامد سعید کاظمی بھی موجود تھے۔ اس کے علاوہ بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے اکابرین علماء کرام کی بڑی تعداد کے علاوہ عمائدین شہر نے بھی شرکت کی۔

اس موقع پر نمائندہ اخبار جہاں سے مولانا نورانی کی شخصیت پر گفتگو کرتے ہوئے وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری نے کہا کہ مولانا نورانی میرے والد محترم، سابق وزیر قانون محمود احمد قصوری، کے ساتھیوں میں سے تھے اور انہوں نے 73ء کے آئین کے لئے مل کر کوششیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ مختلف ممالک سے چار وفود اسلام آباد آئے ہوئے ہیں لیکن میں خصوصی طور پر شرکت کے لئے یہاں آیا ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اعلیٰ صفات کے حامل بلند پایہ علمی شخصیت تھے۔

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں یاسین وٹو نے اس موقع پر بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ میرا واسطہ شاہ صاحب سے اس وقت ہوا جب میں وزیر اعلیٰ تھا۔ اس وقت پورے پنجاب میں فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے تھے۔ انہوں نے میرے ساتھ پنجاب کے دورے کئے اور فرقہ وارانہ آگ کو بجھانے میں میری مدد فرمائی ان کی زبان میں ایسی تاثیر تھی کہ وہ جہاں بھی گئے لوگوں نے نہ صرف ان کی عزت کی بلکہ ان کی بات بھی مانی اور کچھ ہی عرصے میں پورے پنجاب میں امن وسکون ہو گیا۔

اس موقع پر سابق وفاقی وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ مولانا نورانی جیسے رہنما صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی ذات میں یکتا تھے۔ بلاشبہ وہ ایک بہت بڑی شخصیت تھے۔ شرافت، علم اور اعلیٰ انسانی اوصاب انکی شخصیت کا خاصہ تھا۔

# سوئم کے موقعہ پر منعقدہ ہونے والا تعزیتی اجلاس

علامہ شاہ احمد نورانی کے سوئم کے حوالے سے ہونے والے تعزیتی جلسے میں بہت سی ملکی و غیر ملکی شخصیات نے شرکت کی جس میں وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری، ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری، حامد ناصر چٹھہ، سابق وفاقی وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب یاسین وٹو، سردار شیر باز خان مزاری، جنرل (ر) کے ایم اظہر، پروفیسر غفور احمد، معراج الہدیٰ، ناظم اعلیٰ کراچی نعمت اللہ ایڈووکیٹ، ناظم جنوبی فاروق فاریہ، معراج محمد خان، دوست محمد فیضی، علامہ حسن ترابی، اسد اللہ بھٹو، مولانا حسن حقانی، قاری شفق الرحمٰن، مفتی منیب الرحمٰن، مفتی جان محمد نعیمی، ڈاکٹر ابوالخیر زبیر علامہ عرفان مشہدی، علامہ سعید کاظمی، صدیق راٹھور، الیاس صدیقی، ہاشم صدیقی، احمد الحق قاسمی، حاجی حنیف طیب، طارق محبوب، حافظ تقی اور مولانا حامد سعید کاظمی بھی موجود تھے۔ اس کے علاوہ بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے اکابرین علماء کرام کی بڑی تعداد کے علاوہ عمائدین شہر نے بھی شرکت کی۔

اس موقع پر نمائندہ اخبار جہاں سے مولانا نورانی کی شخصیت پر گفتگو کرتے ہوئے وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری نے کہا کہ مولانا نورانی میرے والد محترم، سابق وزیر قانون محمود احمد قصوری، کے ساتھیوں میں سے تھے اور انہوں نے 73ء کے آئین کے لئے مل کر کوششیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ مختلف ممالک سے چار وفود اسلام آباد آئے ہوئے ہیں لیکن میں خصوصی طور پر شرکت کے لئے یہاں آیا ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ اعلیٰ صفات کے حامل بلند پایہ علمی شخصیت تھے۔

سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں یاسین وٹو نے اس موقع پر بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ میرا واسطہ شاہ صاحب سے اس وقت ہوا جب میں وزیر اعلیٰ تھا۔ اس وقت پورے پنجاب میں فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے تھے۔ انہوں نے میرے ساتھ پنجاب کے دورے کئے اور فرقہ وارانہ آگ کو بجھانے میں میری مدد فرمائی ان کی زبان میں ایسی تاثیر تھی کہ وہ جہاں بھی گئے لوگوں نے نہ صرف ان کی عزت کی بلکہ ان کی بات بھی مانی اور کچھ ہی عرصے میں پورے پنجاب میں امن و سکون ہو گیا۔

اس موقع پر سابق وفاقی وزیر دفاع آفتاب شعبان میرانی نے کہا کہ مولانا نورانی جیسے رہنما صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی ذات میں یکتا تھے۔ بلاشبہ وہ ایک بہت بڑی شخصیت تھے۔ شرافت، علم اور اعلیٰ انسانی اوصاب انکی شخصیت کا خاصہ تھا۔

معروف مذہبی رہنما علامہ حسن ترابی نے کہا کہ "ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہوتی ہے" مولانا شاہ احمد نورانی ہم سب کے قائد تھے وہ انسانیت کے قائد تھے۔ آزادی کے قائد تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقات کے بعد یہ احساس ہوا کہ لوگوں کے دلوں پر علماء کی حکومت ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے سنیت، وہابیت، شیعت کے بتوں کو توڑا اور امت مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک دنیاوی حکومت پرویز مشرف کی ہے لیکن دلوں پر حکومت نورانی کی ہے۔

اس موقع پر معروف سیاستدان معراج محمد خان نے کہا کہ مولانا نورانی ایک معتدل مزاج رہنما تھے۔ دین اسلام میں برداشت کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ اس کا رول ماڈل تھے۔ وہ مخالفین کی باتوں کو بڑے غور سے سنا کرتے اور مخالفت برائے مخالفت کی بجائے مخالفت برائے اصلاح کے اصولوں پر بات کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ملک میں فرقہ واریت کے خاتمے اور بھائی چارے اور اخوت کے لئے تمام عمر کام کیا۔ 73ء کا آئین ان کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

ضلع جنوبی کے ناظم فاروق فاریہ نے کہا میں 1970ء میں شاہ صاحب کا پولنگ ایجنٹ تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے عید کے دن مجھے گلے لگایا اور بہت دیر تک مجھ سے ملتے رہے پھر مجھے۔ دعا دی کہ تو ترقی کرے۔ آپ یقین کریں کہ آج میں اپنی تمام تر ترقی کے پیچھے شاہ صاحب کی دعاؤں کو دیکھتا ہوں وہ ایک بہت بلند پایہ مرد درویش تھے۔

رکن قومی اسمبلی محمد حسین محنتی نے بتایا کہ میں نے میاں نورانی کے خلاف انتخابات میں حصہ لیا۔ وہ مجسم شرافت تھے۔ انہوں نے انتخابی مہم میں کبھی بھی میری ذات کو نشانہ نہیں بنایا۔ وہ حزب اختلاف کا کردار ادا کرنا بخوبی جانتے تھے۔ اگر کسی کو مخالفت کرنے کے آداب سیکھنے ہیں تو وہ مولانا نورانی سے سیکھے۔ اس کے ساتھ ہی جب ہماری جماعت مولانا کے حق میں دستبردار ہوئی تو میں نے ان کے زیر نگرانی کام بھی کیا وہ بہت اعلیٰ اوصاف کے مالک انسان تھے۔ اس موقع پر رکن صوبائی اسمبلی اسد اللہ بھٹو، دوست محمد فیضی اور دیگر نے بھی مولانا نورانی کی شخصیت کے حوالے سے بات چیت کی۔

اخبار جہاں 22 تا 28 دسمبر 2003ء

معروف مذہبی رہنما علامہ حسن ترابی نے کہا کہ ''ایک عالم کی موت پورے عالم کی موت ہوتی ہے''
مولانا شاہ احمد نورانی ہم سب کے قائد تھے وہ انسانیت کے قائد تھے۔ آزادی کے قائد تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقات کے بعد یہ احساس ہوا کہ لوگوں کے دلوں پر علماء کی حکومت ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے سنیت، وہابیت، شیعت کے بتوں کو توڑا اور امت مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک دنیاوی حکومت پرویز مشرف کی ہے لیکن دلوں پر حکومت نورانی کی ہے۔

اس موقع پر معروف سیاستدان معراج محمد خان نے کہا کہ مولانا نورانی ایک معتدل مزاج رہنما تھے۔ دین اسلام میں برداشت کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ اس کا رول ماڈل تھے۔ وہ مخالفین کی باتوں کو بڑے غور سے سنا کرتے اور مخالفت برائے مخالفت کی بجائے مخالفت برائے اصلاح کے اصولوں پر بات کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ملک میں فرقہ واریت کے خاتمے اور بھائی چارے اور اخوت کے لئے تمام عمر کام کیا۔ 73ء کا آئین ان کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

ضلع جنوبی کے ناظم فاروق فاریہ نے کہا میں 1970ء میں شاہ صاحب کا پولنگ ایجنٹ تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے عید کے دن مجھے گلے لگایا اور بہت دیر تک مجھ سے ملتے رہے پھر مجھے۔ دعا دی کہ تو ترقی کرے۔ آپ یقین کریں کہ آج میں اپنی تمام تر ترقی کے پیچھے شاہ صاحب کی دعاؤں کو دیکھتا ہوں وہ ایک بہت بلند پایہ مرد درویش تھے۔

رکن قومی اسمبلی محمد حسین محنتی نے بتایا کہ میں نے میاں نورانی کے خلاف انتخابات میں حصہ لیا۔ وہ مجسم شرافت تھے۔ انہوں نے انتخابی مہم میں کبھی بھی میری ذات کو نشانہ نہیں بنایا۔ وہ حزب اختلاف کا کردار ادا کرنا بخوبی جانتے تھے۔ اگر کسی کو مخالفت کرنے کے آداب سیکھنے ہیں تو وہ مولانا نورانی سے سیکھے۔ اس کے ساتھ ہی جب ہماری جماعت مولانا کے حق میں دستبردار ہوئی تو میں نے ان کے زیر نگرانی کام بھی کیا وہ بہت اعلیٰ اوصاف کے مالک انسان تھے۔ اس موقع پر رکن صوبائی اسمبلی اسد اللہ بھٹو، دوست محمد فیضی اور دیگر نے بھی مولانا نورانی کی شخصیت کے حوالے سے بات چیت کی۔

اخبار جہاں 22 تا 28 دسمبر 2003ء

## کراچی کی ڈائری

# حضرت شاہ احمد نورانی کا سانحہ ارتحال

نذیر لغاری

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کے سانحہ ارتحال نے کراچی کو سوگوار کر دیا یوں تو پورا ملک ان کے غم میں ڈوبا ہوا ہے مگر اہالیان کراچی اپنے دیرینہ بزرگ کے اچانک بچھڑ جانے پر انتہائی دل گرفتہ ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی کے انتقال کے بعد ان کی مسند رشد و ہدایت کو اپنی تابانی سے رونق افروز رکھنے والے علامہ شاہ احمد نورانی اپنی ذکاوت، علمی قابلیت، فہم دین اور رشد و ارشاد کی وجہ سے ہی خلق خدا میں مقبول نہیں تھے بلکہ وہ سیاسی زندگی میں اپنی ثابت قدمی، جمہوریت سے پختہ وابستگی، غیر جمہوری قوتوں سے کھلی جنگ اور جمہوری اداروں کی بالادستی کے لئے اپنی مسلسل اور انتھک جدوجہد کے باعث بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ رہیں گے۔

علامہ شاہ احمد نورانی 1926 میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں 1857ء میں انگریزوں کے خلاف لڑی جانے والی جنگ آزادی کا آغاز ہوا۔ اسی شہر میں انگریز، فوجیوں پر پہلی گولی چلائی گئی۔ انگریزوں کے خلاف جنگ کا نقطۂ آغاز پانے والی اس سرزمین پر مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے بچپن اور جوانی کے دن گزارے۔

1970ء کے عام انتخابات میں مولانا شاہ احمد نورانی نے پیپلز پارٹی کے امیدوار سوداگر درویش کو شکست دی اور اس کے بعد وہ ملک کے سیاسی افق پر چھا گئے۔ وہ ایک طرف حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ علم فقہ، علم شریعت، علم حدیث پر قدرت رکھتے تھے۔ جبکہ دوسری جانب وہ جدید دستوری تاریخ، علم سیاسیات اور جدید مغربی علوم پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ ان کی دیگر بڑی خوبیوں کے علاوہ ایک قابل ذکر خوبی یہ تھی کہ وہ انگریزی، فرانسیسی، عربی، فارسی اور ہسپانوی سمیت دنیا کی ایک درجن سے زائد زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے اور ان کا طرز استدلال اور انداز گفتگو ان کے سامعین کو مبہوت اور گرویدہ کر دیتا تھا۔

مولانا نورانی کی پارلیمنٹ کے ایوانوں، بڑے بڑے سیاسی جلسوں اور ڈرائنگ کی نجی مجلسوں میں کی جانیوالی گفتگو کے الگ الگ رنگ اور جدا جدا صوت و آہنگ ہوا کرتے تھے۔ مگر دوران گفتگو ان کی علمی قابلیت سامعین کو سحر زدہ کر دیتی تھی۔ ان کی گفتگو میں قطعیت کا رنگ غالب ہوتا تھا وہ لگی لپٹی رکھے بغیر

سچائی کو پوری قوت سے سچائی اور جھوٹ کو پوری طاقت سے جھوٹ کہنے میں بالکل نہیں ہچکچاتے تھے۔

1978ء میں جنرل ضیاء الحق نے انہیں پیغام بھیجا کہ وہ ان کی جماعت کو حکومت میں شامل کرنے اور انہیں مرکز اور دو صوبوں میں اہم وزارتیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ مزید برآں اس پیغام کے ذریعے یہ بات بھی ان کے علم میں لائی گئی کہ مولانا مفتی محمود کی جمعیت علمائے اسلام، نوابزادہ نصر اللہ خان کی جماعت پی ڈی پی، جماعت اسلامی، مسلم لیگ اور پاکستان قومی اتحاد میں شامل دیگر جماعتیں بھی حکومت میں شامل ہونے کی حامی بھر چکی ہیں۔ اب وزارتوں کی تقسیم کے لئے ان کا عندیہ ملنے کا انتظار کیا جارہا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نامہ بر سے پیغام سننے کے بعد شدید غصے کے عالم میں پرسکون رہنے کی کوشش کرنے لگے۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد انہوں نے کہا کہ سیاستدان اپنے افکار و نظریات اپنے خیالات اور اپنے سیاسی تصورات کے علاوہ جمہوریت، اور جمہوری عمل سے کمٹڈ ہوتا ہے۔ میں ملک کی جمہوری تحریک سے وابستہ ہوں۔ میرے لئے یہ قطعی طور پر ممکن نہیں ہے کہ میں جمہوریت پر شب خون مارنے والے ایک مطلق العنان فوجی آمر کے ہاتھ پر بیعت کرلوں اور وزارتیں حاصل کرنے کے لئے اپنے ذہن، طرف اور ضمیر کا سودا کرلوں۔ انہوں نے کہا کہ اقتدار کے لئے سودے بازی اور سمجھوتے بازی ہمارے بزرگوں کا وتیرہ نہیں رہا۔ جنرل ضیاء کی حکومت میں جسے بھی شامل ہونا ہو اپنی مرضی سے شامل ہو جائے میں آمروں کی صفوں میں شامل ہونے والوں میں اپنا نام نہیں درج کرا سکتا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے جو کوششیں کیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ ان کی ذات تمام فرقوں کے پیروکاروں کے لئے قابل احترام تھی۔ ملی یکجہتی کونسل اور بعد ازاں متحدہ مجلس عمل کے قیام میں ان کا کردار بنیادی نوعیت کا حامل تھا۔ انہوں نے کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا وہ اپنے عقیدے پر بھی سختی سے کاربند رہے۔ کبھی سیاست کو انفرادی مقصد کے حصول کا ذریعہ بھی نہیں بنایا۔ کبھی کسی سیاسی مخالف کی مخالفت سے خوفزدہ نہیں ہوئے اور کبھی اپنے رویے سے کسی سیاسی مخالف کو خوفزدہ نہیں کیا۔ انہوں نے کبھی سیاسی اختلاف کو ذاتی اختلاف میں تبدیل نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ملک کے طول و عرض میں ایک غیر متنازع شخصیت کا درجہ حاصل کر چکے تھے۔ اور یقیناً یہ وہ اسباب تھے جو بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور اثناء عشری مکاتب فکر کے گوناگوں اختلافات کے باوجود اتحاد بین المسلمین کی منزل حاصل کرلیا کرتے تھے اور تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کے مشترک متفقہ مقاصد کا تعین کر کے انہیں ایک ہی لڑی میں پرو لیا کرتے تھے۔

علامہ شاہ احمد نورانی کی زندگی کی طرح ان کا سفر آخرت بھی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا نادر ونایاب نمونہ تھا۔ ان کی نماز جنازہ میں تمام مکاتب اور مسالک سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ علامہ نورانی اگرچہ کبھی حکمرانوں کی صفوں میں شامل نہیں ہوئے مگر میں نے کئی وفاقی اور صوبائی وزراء کو مولانا شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ کے لئے بنائی جانے والے صفوں میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے دیکھا۔ ان کی نماز جنازہ میں دو صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، وزیر دفاع سندھ اور سرحد کے درجن بھر وزراء اور حکومت اور اپوزیشن کے ارکان پارلیمنٹ کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ ملک کی کوئی سیاسی، دینی مذہبی اور سماجی تنظیم ایسی نہیں تھی جس کے نمائندوں نے علامہ نورانی کے جنازے میں شرکت نہ کی ہو۔

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

ہفت روزہ اخبار جہاں 22 تا 28 دسمبر

## انبیاء کی معصومیت

بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔

کنز الایمان پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۵

### (۵) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں

یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو

کنز الایمان پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت ۹۰

### (۶) حضور کی نسبت عظمت کی دلیل

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

کنز الایمان پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰

# مولانا نورانی کی وفات کے بعد ملکی سیاست میں بڑی تبدیلیاں ہوں گی؟

رانا شفیق پسروری

پاکستان کی سیاسی فضا پر ابھی بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خاں مرحوم کا سوگ ہی طاری تھا کہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی بھی دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ان کی وفات اچانک ہوئی ہے۔ بظاہر ان کی وفات ہارٹ اٹیک کی وجہ سے ہوئی ہے۔ لیکن جس طرح نوابزادہ نصر اللہ خان کی وفات پر بعض حلقوں نے شکوک وشبہات کا اظہار کیا تھا اسی طرح مولانا نورانی کی وفات پر بھی بعض لوگ شکوک کا اظہار کر رہے ہیں۔ خصوصاً حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان ہونے والی ''ڈیل'' کے حوالے سے تازہ صورت حال کے پس منظر میں مولانا کی موت کو اچانک قرار دیا جا رہا ہے اور پر اسرار بنایا جا رہا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی موجودہ حکومت کے مخالفین میں شمار ہوتے تھے۔ شروع میں جب جنرل پرویز مشرف برسر اقتدار آئے تو ان کا رویہ کچھ کچھ مصالحت آمیز اور نرم تھا۔ مگر جب متحدہ قومی موومنٹ نے موجودہ حکومت میں شمولیت اختیار کی تو مولانا کا موقف سخت ہو گیا۔ وہ جب بھی موجودہ حکومت پر تنقید کرتے تو کراچی کے حالات اور کراچی کے ''مجرموں'' کو اقتدار دیئے جانے کی بات ضرور کرتے تھے۔

11 ستمبر کے واقعات کے بعد جب مشرف حکومت نے امریکی پالیسیوں کو تحفظ دینا شروع کیا تو دیگر مذہبی جماعتوں کے ساتھ مولانا نورانی کی پارٹی بھی میدان میں نکل آئی۔ پہلے دفاع افغان و پاکستان کونسل بنی اور جلد ہی پاکستان کے مذہبی مکاتب فکر کی نمائندہ چھ جماعتوں نے متحدہ مجلس عمل پاکستان کے نام سے اتحاد تشکیل دے لیا۔ اس اتحاد کی سربراہی کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کے نام قرعہ پڑا اور یوں وہ اپنی وفات تک مجلس عمل کے متفقہ صدر رہے۔ ان کے دور صدارت میں مجلس عمل کی مذہبی جماعتوں نے چونکا دینے والی کامیابی حاصل کی اور یوں حکومت اور عوام کی نظر میں متحدہ مجلس عمل کو بنیادی اپوزیشن کی حیثیت مل گئی۔

بظاہر مولانا شاہ احمد نورانی مجلس عمل کے سربراہ تھے۔ اور ہماری سیاسی روایات میں سمجھا یہ جاتا ہے کہ جو پارٹی سربراہ ہو وہ ہی اتھارٹی ہوتا ہے مگر مجلس عمل کی سربراہی کی صورت حال ایسی نہ تھی۔ چونکہ نورانی صاحب کی پارٹی (جمعیت علمائے پاکستان) نے عام انتخابات میں بہت ہی کم سیٹیں حاصل کی تھیں۔ اس لحاظ سے متحدہ مجلس عمل میں مولانا فضل الرحمن کی پارٹی کی حیثیت بڑی پارٹی کی تھی۔ چنانچہ

اکثر معاملات میں انہی کی مرضی چلتی تھی۔ ویسے مجلس عمل میں مشاورت کو اہمیت حاصل ہے۔ لیکن بین السطور حقیقت یہی ہے کہ بڑی پارٹی کی مرضی کو واضح حیثیت حاصل ہے۔ مشاورت کے معاملہ میں مولانا شاہ احمد نورانی کا سٹائل اپنا تھا۔ وہ میٹنگوں میں زیادہ گفتگو نہیں کرتے تھے۔ جہاں بولنا ضروری ہوتا وہاں کہتے ''میری فقیر کی رائے یہ ہے۔۔۔۔۔'' اور بات مکمل کر کے کہتے آگے جو فیصلہ ہو۔ وہ دھیمے لہجے میں مسکراہٹ کے ساتھ اپنی بات کہہ جانے کا فن بخوبی جانتے تھے۔

مجلس عمل نے شروع دن سے موجودہ حکومت کی اپوزیشن کے لحاظ سے سیاست کی ہے۔ عام انتخابات میں بھی عوام کو مشرف حکومت کے خلاف برانگیخت کر کے ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی۔ بعد ازاں حالات کو دیکھتے ہوئے خصوصاً صوبہ سرحد میں مجلس عمل کی حکومت کو بچانے کے لئے جمالی حکومت کے ساتھ مذاکرات کا دول ڈالا گیا۔ حتیٰ کہ متحدہ اپوزیشن کی دیگر پارٹیوں سے الگ مذاکرات کے لئے بھی اقدام کیا اس اقدام میں مولانا فضل الرحمٰن اور ان کی پارٹی کے ایماء پر تمام قائدین نے رواداری کا مظاہرہ کیا۔ مولانا (فضل الرحمٰن کی خواہش تھی کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ یعنی سرحد حکومت بھی محفوظ رہے مشرف وجمالی سے بات بھی ہو جائے اور مجلس عمل کی پالیسی بھی قائم رہے) حکومت کے ساتھ مجلس عمل کے مذاکرات رک رک کر چلتے اور چل چل کر رکتے رہے۔ آخر پارلیمنٹ میں آئینی پیکج کے لئے 17 دسمبر کی ڈیڈ لائن دیدی گئی تھی۔ مولانا فضل الرحمٰن کے چودھری شجاعت سے خصوصی مذاکرات بھی ہو چکے تھے۔ مجلس عمل کی دورکنی ٹیم (لیاقت بلوچ اور حافظ حسین احمد) بڑی سرگرمی سے مختلف حکومتی ٹیموں سے مذاکرات کئی رخ بدل چکے تھے۔ آخری دنوں میں متحدہ مجلس عمل نے 9 دسمبر بروز منگل اسلام آباد میں اپنی سپریم کونسل کا اجلاس طلب کر لیا تا کہ حکومت سے معاملات طے کرنے کے لئے حتمی پالیسی طے کر لی جائے۔ سپریم کونسل کے اس اجلاس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے صدارت کرتے ہوئے۔ ابتدائی کلمات ادا کئے تو ان میں موجودہ حکومت کی خارجہ وداخلہ پالیسیوں پر سخت تنقید کی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے واضح الفاظ میں کہا'' 11 ستمبر کے بعد مشرف نے سب سے زیادہ امریکہ کا ساتھ دیا ہے۔ افغانستان میں بے گناہوں کو قتل کیا گیا۔ ابھی تک بے شمار پاکستانی افغانستان میں قید ہیں۔ آئے روز پاکستان میں امریکی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر چھاپے مارے جارہے ہیں۔ دینی مدارس غیر محفوظ ہیں۔ قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن جاری ہیں۔ یکطرفہ طور پر سیز فائر کا اعلان کر دیا گیا ہے اور یوں کشمیر کے مسئلہ کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ سیاچن اس میں شامل نہیں تھا۔ بعد میں انڈیا کے کہنے پر اس کو بھی شامل کر لیا گیا۔ بھارتی تاجروں

سے ملاقات میں جنرل مشرف نے کسی مطالبہ کے بغیر یکطرفہ فضائی رابطوں کی بحالی کا اعلان کر دیا۔ اب واجپائی کی آمد پر غوری میزائلوں کے ماڈل ہٹا دیئے ہیں۔ بھارت نے بارڈر پر باڑ لگانی شروع کر دی ہے۔ اور انہوں نے کہوٹہ لیبارٹری کے سائنسدان پکڑ کر امریکی ایجنسیوں کے حوالے کر دیئے ہیں۔ مشرف اور موجودہ حکومت ملک وقوم کے وقار کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ایسے میں آپ دیکھ لیں ان کے ساتھ کس طرح معاملات کرنے ہیں۔''

مولانا نورانی کی صدارت میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا تھا کہ 17 دسمبر کی ڈیڈ لائن حتمی ہے۔ اس میں تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح 18 دسمبر سے چلنے والی ''مشرف ہٹاؤ'' تحریک بھی اعلان کردہ پروگرام کے مطابق ہی چلے گی۔ شیڈول کے مطابق 18 دسمبر کو ڈی جی خان کا جلسہ ہوگا اور ملتان سے ڈی جی خان کے لئے روانہ ہونے والا کاروان ضرور روانہ ہوگا۔ سب سے اہم فیصلہ یہ ہوا کہ متحدہ مجلس عمل پرویز مشرف کو اعتماد کا ووٹ کسی صورت نہیں دے گی۔ حتیٰ کہ یہ طے ہوا کہ صوبہ سرحد میں کوشش کی جائے گی کہ مشرف کو ہرایا جائے۔ سپریم کونسل کے اس تاریخی اجلاس کے بعد بدھ کے روز سینٹ کے اجلاس میں متحدہ مجلس عمل کے ایماء پر متحدہ اپوزیشن کی طرف سے پروفیسر ساجد میر نے تقریر کی۔ پروفیسر ساجد میر نے اپنی اس تقریر میں موجودہ حکومت اور جنرل مشرف کی پالیسیوں پر بہت ہی سخت الفاظ میں زبردست تنقید کی۔ مولانا نورانی اس تقریر کے دوران نہ صرف سینٹ میں موجود رہے بلکہ تقریر کے بعد پروفیسر ساجد میر سے کہا کہ ''آپ نے مجلس عمل کی پالیسی کے مطابق بہترین تقریر کی ہے''۔ مولانا نورانی کی موجودگی میں مجلس عمل کے ارکان اپوزیشن کی دیگر پارٹیوں کے ساتھ مل کر ''گو مشرف گو''، ''نو ایل ایف او نو'' اور تکبیر کے نعرے بلند کرتے رہے۔ پھر مولانا نورانی اپوزیشن کے دیگر ارکان کے ساتھ مل کر واک آؤٹ کر گئے اور بعد ازاں متحدہ اپوزیشن کے دیگر رہنماؤں کے ساتھ مل کر حکومت کے خلاف پریس کانفرنس کی۔ یعنی مولانا نورانی آخر دم تک موجودہ حکومت کے خلاف رہے۔

اب جبکہ وہ دنیا میں سے رخصت ہو گئے ہیں تو دیکھنا ہے ان کی وفات کے بعد سیاسی صورت حال میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوں گی۔ سب سے پہلے تو یہ بات یقینی ہے کہ مجلس عمل کی تحریک جو حکومت کے تمام تر دباؤ کے باوجود ملتوی نہیں کی جا رہی تھی۔ وہ ضرور ملتوی ہوگی۔ خود چند دنوں کے لئے اسی طرح مجلس عمل کی ڈیڈ لائن میں توسیع کا بھی امکان ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بڑی تبدیلی خصوصاً پالیسی بدلنے کا امکان نہیں ہے۔ مولانا نورانی مجلس عمل کے صدر ضرور تھے۔ مگر وہ ''پالیسی ساز'' نہیں تھے۔ البتہ ان کی مشاورت کی بڑی اہمیت تھی۔ ان کا سیاسی تجربہ ان کی سیاسی بصیرت میں کوئی شک نہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے

کہ مجلس عمل میں دو بڑی پارٹیوں کا عمل دخل زیادہ ہے۔ ہاں البتہ جمعیت علمائے پاکستان کی قیادت میں مولانا شاہ احمد نورانی کے پائے کا کوئی دوسرا لیڈر نظر نہیں آتا۔

مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار نیازی مرحوم کی ولولہ انگیز قیادت نے ستر کی دہائی میں اپنے ہم مکتب عوم کو بہت متاثر کیا تھا۔ پھر جب ان دونوں کی رفاقت میں دراڑیں پڑیں تو جمعیت علمائے پاکستان کے وقار کو دھچکا لگا۔ دونوں قد آور شخصیات تھیں۔ دونوں کے حامی افراد دو حصوں میں بٹ گئے۔ پھر کئی لوگوں نے اپنی اپنی قیادت کا الگ اعلان کر دیا۔ اس طرح جمعیت کے وابستگان بٹتے چلے گئے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی جیسا ''قد آور'' کوئی نہیں تھا۔ ان کا نام ایک ہی بھرم تھا۔ اب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ تو جمعیت علمائے پاکستان میں دور دور تک کوئی نمایاں نام دکھائی نہیں دے رہا۔ اس وقت جمعیت علمائے پاکستان کے کئی گروپ بن چکے ہیں۔ جن میں سے فضل کریم گروپ، انجنیئر گروپ، نیازی گروپ کے دو حصے، کراچی میں حاجی طیب کا الگ گروپ ہے۔ مولانا نورنای جیسی شخصیت ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ وہ ایک روشن چراغ تھا۔ نہ رہا بلا شبہ ان کی وفات ایک عظیم ملی سانحہ ہے۔

مجلس عمل کے آغاز ہی سے مولانا نورانی کو صدر چن لیا گیا تھا۔ شروع میں یہ انتخاب صرف چھ ماہ کے لئے تھا۔ بعد ازاں (چھ ماہ گزرنے پر) 20 مارچ کو پیر اعجاز ہاشمی کے گھر مولانا نورانی کو دو سال یعنی باقی ڈیڑھ سال کے لئے بھی متفقہ طور پر صدر بنا دیا گیا۔ مولانا کی نیابت میں قاضی حسین احمد، پروفیسر ساجد میر، مولانا سمیع الحق اور علامہ ساجد نقوی، کے نام (بطور نائب صدر) تھے۔ اب مولانا نورانی کے بعد زیادہ امکان یہی ہے کہ قاضی حسین احمد کو مجلس عمل کا صدر بنا دیا جائیگا۔ جہاں تک مجلس عمل کی پالیسی کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ پالیسی وہی رہے گی۔ البتہ احتجاجی تحریک دیا گیا شیڈول شاید تبدیل ہو جائے۔

ہفت روزہ زندگی 14 تا 20 دسمبر 2003ء
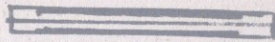
# نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ان کی زندگی کا مشن تھا

بین الاقوامی شہرت کے حامل دینی سکالر صفِ اول کے سیاسی رہنما ورلڈ اسلامک فاؤنڈیشن کے چیئرمین اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ سینٹر مولانا شاہ احمد نورانی خالق حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مولانا شاہ احمد نورانی 17 رمضان المبارک 1344 ہجری بمطابق یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے تھے اور آٹھ برس کی عمر میں انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مشہور عالم دین مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی سے حاصل کی گریجوایشن نیشنل عربک کالج میرٹھ سے کی اور الہ آباد یونیورسٹی سے ڈگری لی۔ جبکہ دینی تعلیم مدینہ منورہ جا کر حاصل کی جہاں کے نامور اساتذہ سے تجوید اور کئی دوسرے علوم سیکھے بارہ زبانوں پر عبور حاصل کیا جن میں عربی، انگریزی، فرانسیسی، سواحلی، اردو، پنجابی، سندھی، فارسی، بلوچی اور دیگر زبانیں شامل ہیں مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحکیم صدیقی اپنے زمانے کے مشہور فلسفی شاعر اور روحانی رہنما تھے انہوں نے درس نظامی میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی اور اس میں عبور حاصل کیا انہوں نے دین اسلام کی تبلیغ کیلئے دنیا کے متعدد ممالک کا سفر کیا ان ممالک میں سری لنکا جنوبی افریقہ پرتگال مشرقی افریقہ فرانس اور برطانیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کی یہ مساعی انتہائی کامیاب ہوئی اور اس کی بدولت ہزارو غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے ان کی وفات 22 اگست 1954ء کو ہوئی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق اسی دینی خانوادے سے تھا ان کے والدِ ماجد شاہ عبدالعلیم صدیقی بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہ صرف ایک دینی سکالر، زبردست مبلغ اسلام تھے بلکہ ایک عظیم مفکر اور بے مثال خطیب بھی تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے خاندان کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے خاندان کے متعدد افراد نے ملّی تاریخ میں دینی خدمت کی یادگار داستانیں چھوڑی ہیں۔ دادا عبدالحکیم میرٹھی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب اور مبلغ اسلام' ان کے تایا مولانا نذیر احمد صدیقی بمبئی کی جامع مسجد کے خطیب، جن سے حضرت قائدِ اعظم بھی دینی معاملات میں مشورے لیا کرتے تھے اور آزاد میدان پارک بمبئی میں حضرتِ قائدِ اعظم نے رتن بائی (جو شادی کے بعد مریم جناح ہوئیں) سے شادی کا فیصلہ کیا تو انہوں نے مولانا نذیر احمد صدیقی ہی سے مشورہ لیا اور رتن بائی کو مولانا نذیر احمد صدیقی ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرایا۔ اسی طرح مولانا شاہ احمد نورانی کے والدِ گرامی عبدالعلیم صدیقی اپنے وقت کے جید

عالم تھے اور عالم اسلام میں مبلغ اسلام کے لقب سے ملقب تھے۔ مولانا مرحوم کے خاندان کے ایک فرد مولانا محمد اسماعیل میرٹھی اردو کے ممتاز اور منفرد شاعر تھے۔ اور ادب میں ان کی نظمیں لازوال اہمیت کی حامل ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی نمازِ عید بھی بانی پاکستان حضرت قائدِ اعظم نے مولانا شاہ احمد نورانی کے والد محترم مولانا عبدالعلیم صدیقی کی امامت میں ادا کی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے والد کی وفات کے بعد عالمی سطح پر تبلیغ کے فرائض سنبھالے اور اس مشن کو زندہ رکھنے کے لئے دنیا کے بیشتر ممالک میں تبلیغی دورے کئے۔ 1962ء میں ان کی شادی مدینہ منورہ میں نامور دینی شخصیت حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی کی بیٹی سے ہوئی۔ اگرچہ مولانا شاہ احمد نورانی کو قیام پاکستان سے قبل 1941ء میں نیشنل گارڈ کی تنظیم کے بانیوں میں شمار کیا جاسکتا ہے مگر انہوں نے باقاعدہ سیاست کا آغاز چھٹی دہائی کی پہلی تہائی میں کیا۔ اور 1953ء کی تحریکِ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔

1956-58ء کے دوران مولانا شاہ احمد نورانی نے مفتی اعظم روس حضرت مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی خصوصی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا' جہاں انہوں نے سوشلسٹ معاشرے کا قریب سے مشاہدہ و مطالعہ کیا۔ انہوں نے تاشقند' سمرقند اور بخارا کے علاقوں کا دورہ کر کے وہاں اسلام کے نام لیواؤں میں دینی جذبہ زندہ رکھنے کا حوصلہ دیا۔ اسلام کی تبلیغ کا مشن انہیں ورثے میں ملا تھا' اس لئے ملکی سیاست میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے مولاناؒ نے اس مشن سے لمحہ بھر کے لئے بھی صرف نظر نہ کیا۔ 1960ء میں وہ مشرقی افریقہ' مڈغاسکر اور ماریشس گئے۔ 1961ء میں سری لنکا اور شمالی افریقہ کے تبلیغی دورے سے واپس لوٹے ہی تھے کہ 1962ء میں نائیجریا کے وزیر اعظم احمد و بیلو شہید کی دعوت پر وہاں چلے گئے اور اُن کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے 3 ماہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ یہ مولانا شاہ احمد نورانی کے عالم شباب کا زمانہ تھا جس کی تمام تر توانائیاں انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی روایات کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے وقف کر دیں۔ 1963ء میں انہوں نے ترکی' فرانس' مغربی جرمنی' برطانیہ اور سیکنڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ اسی برس آپ چینی مسلمانوں کی دعوت پر عوامی جمہوریہ چین بھی تبلیغی دورے پر گئے اور اگلے برس 1964ء میں انہوں نے اپنے مشن کے تحت امریکہ جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔

1968ء میں مولانا شاہ احمد نورانی نے اسلامک ریویولندن کے قادیانی ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا۔ اس مناظرے میں قادیانی بالآخر کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا اور 1969ء میں وطن واپس آکر مولانا شاہ احمد نورانی نے بیرونی دنیا بالخصوص عالم اسلام میں قادیانیوں کی مسلم دشمن سرگرمیوں کا ایک بیان میں پردہ چاک کیا اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے قوم کو لائحہ عمل مرتب کرنے کی راہ دکھائی۔ مولانا شاہ احمد نورانی 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر کراچی سے متحدہ پاکستان (مشرقی اور مغربی پاکستان) کی قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1972ء میں انہوں نے فتنہ مرزائیت پر پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھر پور خطاب کیا۔

1972ء کے آخر میں مولانا مکہ مکرمہ گئے' جہاں انہوں نے دارالارقم کے مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی۔ 1974ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت نے بلوچستان میں شہری آزادیوں کو کچلنے کے لئے فوج تعینات کی تو اُس کے خلاف پنجاب میں ملک بھر کی جمہوریت پسند سیاسی جماعتوں نے متحدہ جمہوری محاذ قائم کیا۔ اس کے قیام میں مولانا نورانی نے مرکزی کردار ادا کیا اور اسی سیاسی اتحاد نے وزیر اعظم بھٹو کے اس اقدام کے خلاف کامیاب تحریک چلائی۔

1974ء میں 12 اپریل کو بریڈ فورڈ برطانیہ کے سینٹ جارجز ہال میں منعقدہ عظیم الشان عالمی کانفرنس میں پچاس ممالک کے جید علمائے کرام نے متفقہ طور پر مولانا شاہ احمد نورانی کو ورلڈ اسلامک مشن کا چیئر مین منتخب کیا۔ 1975ء میں مولانا نے عبدالستار خاں نیازی مرحوم' پروفیسر شاہ فرید الحق اور علامہ ارشد القادری پر مشتمل وفد کی قیادت کرتے ہوئے امریکہ' افریقہ اور یورپ کے متعدد ممالک کا دورہ کیا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری اور حج و زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد یہ وفد جدہ سے نیروبی پہنچا۔ وفد نے امریکہ' جنوبی امریکہ' کینیڈا' مغربی جرمنی' سپین' تیونس' لیبیا' الجزائر' مصر اور ترکی کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران لاتعداد غیر مسلموں نے مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کی رحلت کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کو جمعیت علمائے پاکستان کا سربراہ منتخب کر لیا گیا۔ وہ تادمِ آخر اس عہدے پر فائز رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ کی حیثیت سے دنیا بھر کے جس قدر تبلیغی دورے کئے ان کو محدود صفحات پر احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں' تاہم دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی براہ راست سرپرستی میں کام کرنے والے اداروں میں ماریشس میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت

اسلام، علیمیہ اسلامک مشن، علیمیہ دارالعلوم اور ورلڈ اسلامک مشن، سری لنکا میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون، امریکہ میں مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ میں اسلامک مشنریز گلڈ، ملائشیا میں آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی، برطانیہ میں حنفی مسلم سرکل پریسٹن اور ہالینڈ میں دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام شامل ہیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی کو پاکستان کے سیاستدانوں میں اس لئے ممتاز اور منفرد حیثیت حاصل ہے کہ وہ نہ صرف صف اول کے سیاسی رہنما تھے بلکہ ایک ممتاز دینی سکالر اور مذہبی رہنما بھی تھے جنہیں بلاشبہ ملک کی بھاری اکثریت اہل سنت والجماعت کے عصر حاضر کا امام ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ دینی اعتبار سے مرحوم کی خدمات کا دائرہ ساٹھ برس سے زائد عرصے پر محیط ہے، جبکہ وہ ایک تہائی صدی سے ملکی سیاست کے میدان میں تھے۔ اس دوران قومی سیاست کا کوئی ایسا موڑ نہیں تھا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جمہوری اقدار کی پاسداری اور شہری آزادیوں کے تحفظ کے لئے نمایاں کردار ادا نہ کیا ہو، جبکہ اس راہ میں انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے بھی پالا پڑا۔

سقوطِ ڈھاکہ کے بعد انہوں نے 1973ء کے آئین کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا، مگر اس راہ میں قومی و ملکی مفادات کا پوری طرح تحفظ کیا۔ اور 1973ء کے آئین میں انہوں نے اس مقصد کے لئے 200 لگ بھگ ترامیم پیش کیں۔ مولانا نورانی کی ایک قرارداد ہی کی روشنی میں پاکستان کا نام 1973ء کے آئین میں اسلامی جمہوریہ پاکستان اور پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا گیا۔

مسلمانوں کی تعریف کو دستور کا حصہ قرار دلوایا۔ آج تک جو بھی حلف نامہ وزراء اعلیٰ اور صدر پاکستان اٹھاتے ہیں وہ سب مولانا شاہ احمد نورانی کا تحریر کردہ ہے انہوں نے 1974 میں ختم نبوت کی تحریک اسمبلی میں پیش کی اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا۔ 1975ء میں سینیٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977 میں بھٹو حکومت کی دھاندلی کے باوجود قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ اس تحریک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا نعرہ دراصل مولانا شاہ احمد نورانی کا عطا کردہ تھا۔ جبکہ ان کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان کے دستور میں بھی یہی ہے۔

1985ء کے غیر جماعتی انتخابات کا ان کی جماعت نے ملک کی دیگر جمہوریت پسند جماعتوں کی طرح بائیکاٹ کیا۔ جب ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد قومی اتحاد کی بعض جماعتیں جنرل ضیاء کی مجلس شوریٰ یا وزارتوں میں شامل ہوگئیں تو جمعیت علماء پاکستان اور تحریکِ استقلال نے ضیاء الحق کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ ضیاء الحق نے جذبۂ انتقام کے تحت جمعیت سے وابستہ بعض علماء اور مشائخ کو رویت ہلال

کمیٹی کی چیئرمینی، اسلامی نظریاتی کونسل کی سربراہی، مدارس اور مساجد کو زکوۃ اور فنڈز فراہم کر کے جمعیت علماء پاکستان کو کمزور کرنے کی پوری کوشش کی، اور پھر ضیاء الحق نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس جماعت کا زور توڑنے کے لئے کراچی اور سندھ کے دیگر شعبوں میں سرکاری سرپرستی میں لسانی تنظیموں کو پروان چڑھایا۔ مولانا نورانی کو اس سازش کے تحت 1988ء کے انتخابات میں ناکام کرایا گیا، مگر مولانا شاہ احمد نورانی کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور انہوں نے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی جدوجہد جاری رکھی۔

1990-91ء میں جب امریکہ نے اپنے اتحادی ممالک سمیت عراق پر بلا جواز غیر قانونی حملہ کیا تو مولانا شاہ احمد نورانی کی ہدایت پر پاکستان میں ان کی جماعت کے لاکھوں کارکنوں نے سڑکوں پر آ کر عراق کی حمایت اور امریکہ کی مذمت کی۔ امریکہ نے افغانستان کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا تو مولانا نے دفاعِ پاکستان و افغانستان کونسل تشکیل دی اور دفاع پاکستان و افغانستان کونسل کی بنیاد ہی پر 7 جولائی 2002ء کو اسلام آباد میں قاضی حسین احمد کی اقامت گاہ پر پاکستان کی چھ دینی اور سیاسی جماعتوں کا اتحاد متحدہ مجلس عمل کے نام سے تشکیل دیا گیا جس کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی چُنے گئے تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کس حد تک جمہوری اقدار و سیاسی روایات کے پاسدار تھے اس کا اندازہ اسی ایک بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1973ء کے آئین کی منظوری کے بعد جب وزیر اعظم کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو اُس وقت پورے ملک میں پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کا طوطی بولتا تھا۔ ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ کوئی سیاستدان ان کے مقابلے میں آنے کی کم ہی ہمت کر سکتا تھا۔ مگر ایسے میں صرف مولانا شاہ احمد نورانی ہی تھے جنہوں نے جمہوری اقدار کی پاسداری کا راستہ اپناتے ہوئے وزیر اعظم کے عہدے کے لئے ہونے والے انتخابات میں حصہ لیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی سیاست میں شرافت کی علامت تھے۔ بے انتہا حلیم الطبع تھے، شگفتہ مزاج تھے۔ ایسے طرحدار خطیب تھے کہ سننے والے مبہوت ہو کر اس طرح ان کی تقریر سنتے گویا سحر زدہ ہیں۔ سیاست میں صاحبِ بصیرت اور دینی معاملات میں شیخ طریقت اور امام اہل سنت والجماعت تھے۔ ایسی تمام خوبیوں سے مرصع مولانا شاہ احمد نورانی ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین بھی تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے پاکستان کی سیاست ایک تجربہ کار اور قد آور شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔ بلاشبہ مولانا شاہ احمد نورانی کا شمار پاکستان کی ان ہستیوں میں ہوتا ہے جن کے سیاسی کارناموں اور دینی خدمات سے تاریخ ملت کے صفحات جگمگاتے رہیں گے۔

ندائے ملت رپورٹ

# اک دیا اور بجھ گیا

چوہدری خادم حسین

مولانا شاہ احمد نورانی کو دل کی تکلیف قریباً بیس بائیس سال پہلے ہوئی' پہلے حملے سے سنبھل گئے تو ڈاکٹروں نے ان کو بائی پاس کا مشورہ دیا' ان کی جماعت کے راہنماؤں اور کارکنوں نے بھی اصرار کیا کہ وہ یہ آپریشن کرالیں لیکن مولانا اسے ٹالتے رہے' یہ تکلیف ایسی تھی کہ وہ پہلے جیسے چست نہ رہے اور جماعت کے لئے بھی ان کی سرگرمیاں محدود تر ہو کر رہ گئیں یہ تشویش کی بات تھی' اکابرین جماعت نے مولانا پر دباؤ ڈالا اس کے علاوہ کراچی کی میمن برادری نے بھی کہا۔ مولانا نے پھر بھی ٹالنے کی کوشش کی' ایسے ہی موقع پر بالآخر ان کو بتانا پڑا کہ وہ مالی حیثیت سے آپریشن کے اخراجات برداشت کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ان دنوں بائی پاس آپریشن کے لئے لندن کے کراموپل ہسپتال کو بہترین سمجھا جا رہا تھا تاہم اس کے اخراجات تین سے چار لاکھ روپے تک تھے۔ مولانا کی طرف سے اس اظہار کے بعد ان کے معتقدین اور اکابرین جماعت نے کئی لاکھ کی پیشکش کی لیکن مولانا نے قبول کرنے سے انکار کر دیا' ان کی طرف سے انکار اور دوسری طرف سے اصرار کا سلسلہ جاری رہا اور بالآخر مولانا کو ہی ہتھیار ڈالنا پڑے تاہم انہوں نے یہ شرط عائد کی کہ وہ صرف اتنے پیسے لیں گے جتنے ان کے پاس اپنے پیسوں سے زائد کی ضرورت ہوگی اور یہ بھی قرض حسنہ ہوگا اس بات پر سمجھوتہ ہوگیا۔ مولانا کے آپریشن کے انتظام کی بات شروع ہوئی تو انہوں نے یہ آپریشن لندن کی بجائے ہالینڈ میں کرانے کو ترجیح دی کہ وہاں اخراجات دنیا بھر سے کم تھے۔ مولانا کا یہ آپریشن کامیاب رہا اور وہ تھوڑے ہی عرصے میں روبصحت ہو کر پھر سے سرگرم عمل ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی شگفتہ مزاج تھے۔ وہ بڑی سے بڑی بات ہنس کر کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ تقریر مدلل اور دلنشین پیرائے میں کرتے جبکہ میز پر ہونے والی گفتگو میں بھی سیاسی راہنما ان کی مہارت کے قائل ہیں۔ مولانا کی مقبولیت' مریدین اور معتقدین کی تعداد اتنی کثیر ہے کہ دولت ان کے گھر کی لونڈی ہوتی لیکن انہوں نے کبھی رغبت نہیں دکھائی اور کردار کے لحاظ سے مضبوط رہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاست میں آمد اور چرچا 1970ء میں ہوا جب وہ حیدرآباد سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے' ان کا تعلق اہلسنت والجماعت سے تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر ان کی وابستگی جمعیت علماء پاکستان سے تھی۔ جس کے بعد میں وہ صدر بھی منتخب ہوئے اور مرتے دم تک رہے سقوط مشرقی

پاکستان کے بعد قومی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے مولانا نے 1973ء کے آئین کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا اگرچہ وہ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف سے متعلق تھے تاہم آئین کی تیاری کے وقت ان کا رویہ معتدل تھا۔ سختی سے اصول پر قائم رہتے ہوئے بعد ازاں انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے والی ترمیم منظور کرانے کے لئے بھی بھرپور جدوجہد کی۔

شاہ احمد نورانی نے 1977ء میں پاکستان قومی اتحاد کی تشکیل میں بھی حصہ لیا اور قومی اتحاد میں ان کی جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ان کی جماعت جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل رفیق احمد باجوہ کو ہی قومی اتحاد کا سیکرٹری جنرل چنا گیا جن کو اس حیثیت میں بے انتہا شہرت ملی' تاہم ایک وقت آیا جب رفیق احمد باجوہ کی بھٹو مرحوم سے ملاقات کا تنازعہ پیدا ہوا تو یہ شاہ احمد نورانی ہی تھے جنہوں نے ایک لمحہ توقف کئے بغیر اپنے سیکرٹری جنرل کو جماعت سے الگ کردیا۔ جس کے نتیجے میں جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور احمد قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل ہوئے تھے۔

جہاں تک 1977ء کی اس تحریک کا تعلق ہے جو مرحوم بھٹو کے خلاف انتخابی دھاندلی کے الزام میں شروع ہوئی اور بھٹو حکومت کے خاتمے اور مارشل لاء کے نفاذ پر منتج ہوئی اس میں بھی مولانا کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل رہا۔ یہ مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے سیکرٹری جنرل رفیق احمد باجوہ تھے جنہوں نے اس سیاسی تحریک کو نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی تحریک کا نام اور رنگ دے دیا اور پھر یہ تحریک نظام مصطفیٰ ہی کہلائی۔ ان کو اپنی زندگی میں ایک سے زیادہ مرتبہ جمعیت علماء پاکستان کی تقسیم کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ اس کے باوجود وہ جماعت کو زندہ رکھنے میں کامیاب رہے۔ ایک دور وہ بھی آیا جب ان کے دیرینہ رفیق اور سیکرٹری جنرل مولانا عبدالستار نیازی مرحوم ناراض ہو گئے اور انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کے نام سے اپنا الگ دھڑا بنا لیا' مولانا شاہ احمد نورانی اپنے اس رفیق کا اپنے بزرگوں کی طرح احترام کرتے اور ہمیشہ تعظیماً ان کی آمد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر کسی وقت مولانا نورانی پریس سے بطور صدر بات کر رہے ہوتے اور مولانا نیازی آجاتے تو وہ اپنی بات ختم کر کے مولانا نیازی کو پہلے سے کہی گئی بات بتاتے اور پھر ان سے گذارش کرتے کہ وہ کچھ کہیں۔ مولانا نیازی بات کر لیتے تو مرحوم پھر اپنی بات شروع کرتے۔

تبلیغی میدان میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کے نام سے تنظیم قائم کی جس کا مرکزی دفتر لندن (برطانیہ) میں ہے وہ اپنے اس مشن کو اس طرح انجام دیتے تھے کہ اکثر ملک سے باہر تبلیغی دورے پر

رہتے تھے اور اس حوالے سے ہونے والے اعتراض کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے تھے۔ ان کی وفات سے جمہوری اور آئینی تحریک کو شدید دھچکا لگا ہے، جبکہ بیرون ملک تبلیغی سرگرمیاں بھی متاثر ہوں گی۔

مولانا شاہ احمد نورانی تجزیہ کرتے وقت بھی حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے تھے۔ یہ 1973ء یا 1974ء کا واقعہ ہے، اسلام پورہ میں جمعیت علماء پاکستان کے دفتر میں ایک انٹرویو کے بعد جب عام گفتگو شروع ہوئی تو مولانا نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ (ووٹر) نماز تو ہمارے پیچھے پڑتے ہیں، لیکن ووٹ پیپلز پارٹی کو دیتے ہیں، اب ہم کو ایسا کرنا ہے کہ یہ نماز پڑھتے ہیں تو ووٹ بھی ہم کو دیں۔

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی پان کھانے کے عادی تھے اور ہمیشہ پاندان ساتھ رکھتے، بائی پاس آپریشن کے بعد ڈاکٹروں نے ان کو پان کھانے سے منع کیا جس پر وہ کچھ عرصہ تک تو عمل کرتے رہے، پھر یہ سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا اور آخر تک پان ان کی عادت میں شامل رہا۔

روزنامہ پاکستان 12 دسمبر 2003ء

## نوٹ

یہ شمارہ فروری اور مارچ 2004ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔

آئندہ شمارہ اپریل میں ان شاء اللہ انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر ہوگا۔

# مولانا شاہ احمد نورانی ہر دور میں ڈٹے رہے

نجم الحسن عارف

مولانا شاہ احمد نورانی بھی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس مردِ حر کا خمیر اللہ نے حریت پسندوں کی سرزمین میرٹھ سے اٹھایا تھا۔ جہاں سے برطانوی سامراج کے خلاف 1857ء کی جنگ آزادی کا آغاز ہوا تھا اور بالآخر برطانوی سامراج کو برصغیر سے واپس جانا پڑا۔

1947ء میں پاکستان کے قیام کے ایک سال بعد مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے والد شاہ عبدالعلم صدیقی کے ہمراہ پاکستان کے لئے ہجرت کی اور کراچی میں قیام کیا۔ علم وفضل اس خاندان کا خاصہ تھا۔ اس لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی تمام عمر سوائے آخری ایک دو سال کے تین چار مرلے کے ایک کرائے کے مکان میں گزار دی لیکن ان کے علم کی وسعت کبھی بھی اس مکانی تنگنائی میں گھٹ کر نہ رہی۔ دنیوی علوم اور زبانوں پر عبور کے ساتھ ساتھ دینی علوم میں بھی مولانا نے گہرا رسوخ پیدا کیا اور تمام دینی اور دنیاوی علوم کے مخزن قرآن پاک کو بھی سینے میں محفوظ کر لیا۔ پاکستان میں قیام کے کوئی دس سال پورے ہونے پر مولانا کے والد گرامی شاہ عبدالعلیم صدیقی حجاز مقدس میں انتقال کر گئے اور وہیں جنت البقیع ان کا مدفن قرار پایا۔ والد گرامی کے انتقال کے بعد بھی مولانا شاہ احمد نورانی کی علمی و تبلیغی سرگرمیوں میں کوئی کمی نہ آئی اور انہوں نے اپنی سمت اور شناخت علوم دینیہ کو قرار دیا۔ یہی ان کا ساری زندگی اوڑھنا بچھونا رہا۔

1960ء کی دہائی تک ان کی سرگرمیوں کا دائرہ زیادہ تر دعوت و تبلیغ رہا۔ تاہم ایوبی آمریت ختم ہوئی تو مولانا شاہ احمد نورانی نے عملی سیاست میں فعالیت سے حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ ''وہ آیا اور چھا گیا'' کے مصداق مولانا نورانی نے پہلی مرتبہ 1970ء کے قومی انتخابات میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی کے رکن کے طور پر اپنے علم، سیاسی ویژن، سنجیدہ فکری اور اسلام کے ساتھ گہری وابستگی کے باعث انہوں نے اپنا موثر کردار ادا کرنے کا عزم کیا۔ سقوط مشرقی پاکستان کے سانحے کی کوکھ سے بھٹو حکومت برآمد ہوئی تو ملک کے لئے سب سے بڑا چیلنج بچے کھچے حصہ کو ایک ایسا آئین دینا تھا جو تمام صوبوں کو ایک لڑی میں پروئے رکھے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت اور ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں ایک ایسے پاکستان کی نئے سرے سے دریافت کرنا زیادہ آسان نہ تھا جسے اسلامی شناخت کے حوالے سے جانا

جائے۔ لیکن مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسی مشکل کو آسان بنانے کی ٹھان لی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کو اس زمانے میں نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم' مولانا مفتی محمود مرحوم' پروفیسر غفور احمد اور اس طرح کے اکابر سیاستدانوں کی معیت حاصل تھی۔ دستور سازی کا مرحلہ آیا تو مولانا نورانی قومی اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے رکن بنے۔ یہیں سے ان کا تاریخی کردار سامنے آیا۔

یہ مولانا شاہ احمد نورانی ہی تھے جنہوں نے 1973ء کے دستور میں تین بنیادی چیزوں کو شامل کرانے میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔

(i) مسلمان کی تعریف دستور پاکستان میں شامل کرائی۔ یہ تعریف مولانا نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی۔

(ii) صدر' وزیر اعظم اور دیگر اہم قومی عہدوں کے لئے حلف کی عبارت بھی مولانا نورانی نے ہی تحریر کی۔

(iii) سب سے اہم کام جس کی سعادت مولانا شاہ احمد نورانی کے حصہ میں آئی وہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے ان کی تگ و دو تھی جو انہوں نے قومی اسمبلی میں بطور رکن اسمبلی کی۔ اس حوالے سے قرارداد بھی مولانا نورانی کے قلم سے تحریر ہوئی اور بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو اسی قرارداد کی بنیاد پر غیر مسلم قرار دیدیا یہی وجہ تھی کہ مولانا نورانی اور ان کی جماعت جمعیت علماء پاکستان نے 1974ء سے اب تک ہر سال 7 ستمبر یوم ختم نبوت ہی منایا بلکہ اس حوالے سے تقریباً ہر مرتبہ پورے پورے عشرے پر پھیلی مہم چلائی اور تقریبات منعقد کر کے عقیدہ ختم نبوت کو اجاگر کیا اور قادیانیوں کی ملک کے اندر اور بیرون ملک ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کیا انہوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا بیرون ملک ان افریقی ممالک کو خصوصاً مرکز بنایا جہاں قادیانیوں نے اپنی جھوٹی نبوت کا پرچار کر کے مسلمانوں کو گمراہ کیا یا نومسلموں کو قادیانی بنانے کی کوشش کی۔ اپنی ان کوششوں میں وہ بے مثال کامیابی حاصل کرتے رہے اور افریقہ' جنوبی افریقہ اور ماریشش جیسے ممالک میں انہوں نے ہزاروں قادیانیوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ سچی بات یہ ہے کہ ملک میں نظام مصطفیٰ کا نعرہ دینے کے علاوہ مولانا نورانی کی عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات کا اعزاز اور افتخار انہیں اپنی سیاسی زندگی کے اوائل میں ہی حاصل ہو گیا۔ دستور سازی کے لئے چار ماہ تک انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بھٹو حکومت کے ساتھ طویل مذاکرات کئے اور کامیاب رہے۔

1977ء کے انتخابات میں بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی کی نشست کے لئے کراچی سے کامیابی حاصل کی لیکن قومی اتحاد کی طرف سے دھاندلی کے خلاف بائیکاٹ کے باعث اسمبلی رکنیت کا حلف نہ اٹھایا۔ تحریک نظام مصطفیٰ چلی تو مولانا شاہ احمد نورانی اوران کی جماعت نے اس میں اہم کردار ادا کیا' اور نظام مصطفیٰ کی خوبصورت اصطلاح انہی کی جانب سے سامنے آئی جو بعد میں زبان زد عام ہوگئی۔

جولائی 1977ء میں مارشل لاء لگ گیا تو مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی اتحادی سیاسی جماعتوں سے الگ راہ اپنائی اور فیصلہ کیا کہ جس طرح ذوالفقار علی بھٹو کی جمہوری آمریت کے خلاف لڑتے رہے' اسی طرح جنرل ضیاء الحق کی فوجی آمریت کے خلاف بھی ڈٹے رہنے کا فیصلہ کیا۔ میرٹھ کی سرزمین سے حریت کا جذبہ ان کی گھٹی میں شامل تھا۔ لہٰذا جنرل ضیاء الحق کے اسلامی کور میں فوجی اقتدار سے بھی متاثر نہ ہوئے اور کسی بھی دور آمریت میں آمریت کا ساتھی ہونے کا داغ اپنے دامن پر نہ لگنے دیا۔

1985ء میں جنرل ضیاء الحق نے غیر جماعتی انتخابات کرائے تو مولانا نورانی اور ان کی جماعت نے ان کا بائیکاٹ کیا کہ یہ انتخابات ملک میں محض جاہلانہ تعصبات کے فروغ اور سیاسی وقومی عدم استحکام کا باعث بن سکتے تھے۔ اس لئے تعصبات پر مبنی سیاست اور کلچر سے اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ فرقہ واریت کے حوالے سے بھی مولانا نورانی نے پاکستان میں پھیلائی گئی گمراہیوں کو ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے دور کرنے کی کافی حد تک کامیاب کوششیں کیں جبکہ لسانی' صوبائی تفرقوں کا بھی کراچی اور سندھ کی حد تک خوب مقابلہ کیا۔

ان [illegible] زندگی کی آخری تین دہائیوں میں مسلمانوں کے اتحاد اور امت کے ایک ہونے کا تصور زیادہ واضح ہو گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی میں ان کے بعض اپنے لوگوں نے ان کی مخالفت شروع کردی اور تعصبات اور نفرتوں کو فروغ دینے میں مولانا نورانی کے افکار ان کے خلاف ہو گئے۔ لیکن مولانا نورانی نے امت کے ایکے اور اتحاد کے لئے کراچی جیسے شہر میں سیاسی' لسانی اور فرقہ وارانہ تمام مخالفتوں کا نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ قربانیاں بھی دیں۔

1988ء اور 1990ء میں بھی انہوں نے قومی اسمبلی کے لئے انتخاب میں حصہ لیا۔ 1990ء میں کراچی کے ساتھ ساتھ مظفر گڑھ سے بھی انتخاب میں حصہ لیا لیکن تعصبات کی آگ بجھانے والے آسانی سے اس ماحول میں کامیاب نہ ہو سکتے تھے تاہم انہوں نے کسی جمہوری آمر یا فوجی آمر کے ساتھ سمجھوتہ کیا نہ کسی قسم کے تعصب کے اسیر کی اطاعت قبول کی۔ وہ آخر وقت تک جابروں اور آمروں کے

خلاف آواز بلند کرتے رہے اور اپنی سیاست کے آخری دن ماضی سے بھی زیادہ وقار، جرأت، استقامت اور سج دھج سے گزارے انہوں نے مشرف حکومت کی امریکہ نواز پالیسیوں سے لیکر ملک کے اندر سیکولر پالیسیوں، سیاسی اور غیر آئینی چالوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور دینی جماعتوں نے ان کی بزرگی، تجربہ، ویژن اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کمٹمنٹ کی بنیاد پر متحدہ مجلس عمل کا سربراہ بنایا گیا۔

اس سعادت بزور بازو نیست

انہوں نے سیاست کا آغاز کیا تو آئین بنانے کے لئے اور سیاست کا انجام ہوا تو آئین بچانے کے لئے آخری مورچے میں قوم کی کمان کرتے ہوئے جان دیدی۔ ان کی زندگی اور موت دونوں خوبصورت رہیں۔ اللہ نے انہیں لحن داؤدی دی تھی۔ انہوں نے اسے قرآن کی تلاوت کے لئے عمر بھر وقف رکھا اور اپنی 78 برس کی عمر میں 66 سال تک تراویح میں قرآن سنایا۔ حالیہ چند برسوں سے پہلے وہ ایک رمضان میں دو مرتبہ قرآن سناتے تھے۔ لیکن اب پیرانہ سالی طویل قیام مشکل ہو گیا تھا۔

روزنامہ پاکستان 12 دسمبر 2003ء

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

## مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا۔

**مسئلہ** کیا فرمان ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ آج کل عموماً بہت لوگ مساجد میں دینوی باتیں کرتے بلکہ بے باک تو قہقہہ، آپس میں دل لگی کرتے ہیں اور مسجد کا کوئی ادب نہیں سمجھتے کہ یہ خانہ خدا ہے ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور مسجد میں باتیں کرنے کی مذمت اور خاموش رہنے کی بھلائی مع حدیث شریف بیان فرمائی جائے تاکہ ایسے لوگ عبرت حاصل کریں۔

**الجواب** مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو ایسا کھاتی ہے جیسا آگ لکڑی کو اور مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرے لاتا ہے اس کی حدیثیں بارہا بیان ہو ہیں مگر کون سنتا ہے اللہ ہدایت دے واللہ تعالیٰ اعلم

احکام شریعت صفحہ ۱۲۹ حصہ اول

# متحدہ مجلس عمل کی تحریک کیا رُخ اختیار کرے گی؟

ممتاز شفیع

2003ء ہمیں جاتے جاتے اور صدمے سے دوچار کر گیا ہے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد ممتاز عالم دین اور با اصول سیاستدان مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ بلاشبہ مولانا نورانی کے انتقال پُر ملال سے اصولی سیاست اور دینی قیادت کے ایک عظیم دور کا خاتمہ ہو گیا ہے اور وہ دیا بجھ گیا ہے۔ جس کی روشنی سے دینی اور سیاسی محفلیں رہنمائی کیا کرتی تھیں۔ مولانا نورانی نے دینی خدمات سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا تھا کہ ان کے والد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے، اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے مولانا نورانی نے مبلغ اسلام کی حیثیت سے دنیا بھر میں تبلیغی دوروں کا آغاز کیا۔ انہیں سترہ مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ چنانچہ مصر، روس، مشرق وسطیٰ، مشرقی افریقہ، ترکی، فرانس، یوگنڈا، نائجیریا، چین، کینیڈا، امریکہ، صومالیہ، ماریشس، مڈغاسکر اور یورپی ممالک میں انہوں نے بار بار دورے کئے اور ان کی تبلیغ کی وجہ سے ہزاروں غیر مسلم اسلام لائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی عظیم خدمات کا آغاز 1953ء میں ہوا، جب انہیں ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بنایا گیا، وہ 1964ء تک اس عہدے پر فائز رہے، پھر وہ سیاست میں بھی حصہ لینے لگے۔ 1970ء میں وہ جمعیت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور اس کے بعد جب 1973ء میں انہیں جمعیت علماء پاکستان کا صدر بھی منتخب کیا گیا۔ اس طرح مولانا نورانی بیک وقت دین اور سیاست دونوں شعبوں میں صف اول کے رہنماؤں میں شامل ہوئے، ذوالفقار علی بھٹو کی سیاست کا مقابلہ کرنے والوں میں مولانا نورانی کا کردار بہت نمایاں تھا۔ 1977ء میں بھٹو کے خلاف تحریک کو تیز کرنے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔ مولانا نورانی کو روشن خیال عالم دین کے طور پر بہت زیادہ اہمیت تھی۔ چنانچہ دینی اور سیاسی قائدین میں وہ بے حد مقبول ہوئے۔ جولائی 1977ء میں جب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ختم کر کے جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کیا اور بھٹو کو قید کر لیا گیا تو اس کے چند ہفتوں کے بعد ہائی کورٹ نے بھٹو کو ضمانت پر رہا کر دیا۔ جب بھٹو صاحب لاہور آرہے تھے تو ان کے استقبال کے لئے ہزاروں افراد ان کے راستے میں موجود تھے۔ اتفاقاً ایک سڑک پر پیپلز پارٹی کے

پرجوش کارکنوں نے اس کار کو روک لیا، جس میں مولانا نورانی موجود تھے۔ مولانا نورانی کار سے باہر نکل آئے، دوران گفتگو بعض نوجوانوں کے دھکم پیل سے مولانا نورانی کی دستار سر سے اتر گئی اس واقع کا علم جب بھٹو کو ہوا تو سخت سیاسی مخالفت کے باوجود بھٹو نے مولانا نورانی سے ذاتی طور پر معذرت کی۔ ان کے احترام اور وقار کی وجہ سے بھٹو ان سے معذرت کرنے پر مجبور تھے۔

دراصل مولانا نورانی نے ہمیشہ با اصول سیاست کی اور اسی حوالے سے انہیں ہر دور میں اہم مقام حاصل رہا۔ بھٹو کے بعد جنرل ضیاء الحق کے خلاف انہوں نے ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ فوجی آمریت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جنرل پرویز مشرف برسر اقتدار آ گئے تو انہوں نے بمشکل ان کے اقتدار میں آنے کے جواز کو قبول کیا، تاہم ان کا اصرار تھا کہ جلد از جلد جمہوریت بحال ہونی چاہئے اور فوجی دور کو جاری رکھنے میں کوئی سمجھوتا نہیں ہوگا۔ دینی اور سیاسی جماعتوں پر مشتمل جب متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں لایا گیا تو مولانا نورانی کو اس کا سربراہ منتخب کیا گیا کہ تمام دینی قائدین ان کے تجربے اور سیاسی بصیرت کا اعتراف کرتے تھے۔ حکومت کے ساتھ متحدہ مجلس عمل کی قیادت کے مذاکرات میں مولانا نورانی کا سیاسی موقف نمایاں رہا۔ باخبر سیاسی حلقوں کے مطابق متحدہ مجلس عمل نے صدر مشرف کی وردی اور پارلیمنٹ میں اعتماد کے ووٹ کے حوالے سے جو سخت رویہ اختیار کر رکھا تھا، اس کی بڑی وجہ مولانا نورانی تھے۔ اگرچہ قاضی حسین احمد بھی اپنی تقاریر اور بیانات میں بہت سخت باتیں کرتے ہیں لیکن متحدہ مجلس عمل کے اجلاسوں اور حکومتی ٹیم کے ساتھ مذاکرات میں مولانا نورانی سخت موقف کے حوالے سے پیش پیش ہوتے تھے، چنانچہ ساتھی قائدین کو بھی حوصلہ ملتا تھا۔

متحدہ مجلس عمل بنیادی طور پر صدر مشرف کے اقتدار کے جلد از جلد خاتمے کے لئے قائم ہوئی تھی اور متحدہ اپوزیشن کا اہم حصہ سمجھی جاتی ہے، تاہم جمالی حکومت کے ساتھ صدر مشرف کی وردی اور صدارت کے مسئلہ پر مذاکرات اور آئینی پیکج کا ڈرافٹ تیار ہونے کے حوالے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر حکومت کے ساتھ کوئی سمجھوتہ ہوگیا تو پھر متحدہ مجلس عمل کا وہی کردار نہیں رہے گا، جس کے لئے یہ قائم ہوئی تھی بلکہ حکومت کی حمایت کرے گی، یہ بات قابل ذکر ہے کہ مجلس عمل کی جانب سے یہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ آئ

پیکج پارلیمنٹ میں آجانے کے بعد بھی مجلس عمل اقتدار میں شریک نہیں ہوگی اور حکومت کے غلط اور غیر جمہوری اقدامات کی بدستور مخالفت جاری رہے گی۔ اگرچہ اپوزیشن کو یکے بعد دیگرے دو بڑے سانحات برداشت کرنا پڑے ہیں کہ پہلے بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان (مرحوم) کا انتقال ہوا اور اب مولانا شاہ احمد نورانی ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے ہیں' لیکن یہ امکان زیادہ ہے کہ متحدہ مجلس عمل اپنے قیام کے بنیادی مقاصد کے تحت اپنا کردار ادا کرتی رہے گی۔ بعض حلقوں کی یہ رائے ضرور اہمیت رکھتی ہے کہ مولانا نورانی کے انتقال کے بعد متحدہ مجلس عمل پہلے کی طرح سخت موقف اختیار نہیں کرے گی' تاہم مولانا نورانی اپنی زندگی میں جمالی حکومت کے ساتھ مذاکرات کے دوران جو مضبوط بنیادیں رکھ گئے ہیں' ان کی وجہ سے اس پلیٹ فارم سے نرم یا مصلحت آمیز موقف کی توقع کم ہے۔ مولانا نورانی کے انتقال کے بعد یقینی طور پر یہ سوال فطری انداز میں نمایاں ہوا ہے کہ اب متحدہ مجلس عمل کی تحریک کیا رخ اختیار کرے گی؟ سیاسی اور عوامی حلقے اس کے جواب میں یقیناً دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس پر مختلف حلقوں کی جانب سے آراء بھی پیش کی جاتی رہیں گی اور آئندہ چند روز میں صورت حال واضح ہو سکے گی' تاہم اس بات پر سبھی متفق ہیں کہ مولانا نورانی جس بااعتماد انداز سے حکومتی ٹیم کے علاوہ اے آر ڈی اور متحدہ اپوزیشن کے قائدین سے بات چیت کرتے رہے' اس کے اثرات تادیر موجود رہیں گے اور متحدہ مجلس عمل کی آئندہ حکمت عملی پر بھی متاثر ہوگی۔

روزنامہ پاکستان 12 دسمبر 2003ء

## امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

### عورت کے مرید ہونے کے لئے خاوند کی اجازت کی ضرورت

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں اگر بغیر اجازت ہو گئی تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب** ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احکام شریعت صفحہ ۱۸۴ حصہ دوم

# سیاست دست شفقت سے محروم ہوگئی

ندیم اپل

سال 2003ء اس اعتبار سے بڑا سفاک ثابت ہوا ہے کہ اس نے ملک کی تین اہم سیاسی شخصیات ہم سے چھین لیں۔ ہم سے رخصت ہونے والی ان تینوں شخصیات میں اور باتوں کے علاوہ ایک قدر مشترک یہ بھی تھی کہ ان کے اندر ملک وقوم کی خدمت کا بے لوث جذبہ تھا اور انہوں نے تمام عمر بغیر کسی ذاتی مفاد اور لالچ کے اور اس ملک وقوم کی بہتری کے لئے کام کیا حتٰی کہ اپنی زندگی کے آخری سانس بھی انہوں نے اس قوم کے لئے وقف کر دیئے۔

جی ہاں ہماری مراد ملک معراج خالد، نوابزادہ نصر اللہ خان اور مولانا شاہ احمد نورانی سے ہے یہ تینوں وہ عظیم ہستیاں تھیں جنہوں نے عمر بھر انسانی حقوق کی بحالی اخلاقی اقدار کی پاسداری اور جمہوری آزادی کے لئے کام کیا یہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کے تین ایسے ہیرو تھے کہ جنہوں نے ہمیشہ فوجی آمریت کے خلاف نعرہ مستانہ لگایا علم آزادی بلند کیا اور وقت کے آمروں سے ایسی ٹکر لی کہ جس پر پاکستان کی سیاسی تاریخ کا مورخ ہمیشہ ان تینوں بزرگ سیاسی ہستیوں پر نازاں رہے گا۔

ان تینوں سیاسی شخصیات میں ایک اور مشترک قدر یہ تھی کہ انہوں نے ہمیشہ اقتدار کے ایوانوں کو ٹھکرا دیا بڑے سے بڑے عہدے کی پیشکش کو بھی مسترد کر دیا اور صحیح معنوں میں عوام کی نمائندگی کا حق ادا کیا ملک معراج خالد کو جب نگران وزیر اعظم بنایا گیا تھا تو یہ ان کی خواہش نہیں تھی بلکہ رات دو بجے اس وقت کے صدر فاروق لغاری نے انہیں گھر فون کر کے بتایا تھا کہ انہیں نگران وزیر اعظم مقرر کیا گیا ہے گویا انہیں اقتدار پلیٹ میں رکھ کر پیش کیا گیا تھا مگر اپنی وزارتِ عظمٰی کے دوران بھی انہوں نے خود کو ایک سچا مسلمان اور صاحب کردار ثابت کیا تھا۔ البتہ جہاں تک مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق ہے تو وہ نوابزادہ نصر اللہ خان اور ملک معراج خالد سے اس اعتبار سے ضرور مختلف تھے کہ نوابزادہ نصر اللہ اور ملک معراج خالد خالصتاً ایک سیاستدان تھے جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی ایک جید عالم اور مذہبی سکالر تھے انہوں نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی اور اس حوالے سے پورے عالم اسلام میں ان کی ایک اپنی پہچان تھی سیاست کو فقط انہوں نے اس لئے اپنایا تھا کہ بقول شاعر

جدا ہو دین سیاست سے
تو رہ جاتی ہیں تدبیریں

یہ حقیقت ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے مذہبی سیاست کا ایک باب ختم ہو گیا ہے انہوں نے سیاست کے لئے مذہب کا پلیٹ فارم ضرور استعمال کیا مگر مذہب کے نام پر کبھی اپنی دکان سجانے کی کوشش نہیں کی سیاست میں آ کر انہوں نے وہی کچھ کیا جس کی مذہب میں جتنی گنجائش تھی خاص طور پر نظریاتی تحریکوں اور آئین سازی میں مولانا نورانی کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا انہوں نے اپنی تمام زندگی دینی علوم اور تعلیمات کے لئے وقف کر رکھی تھی ان کی وفات سے ملک کے دینی علمی اور سیاسی حلقوں میں جو خلا پیدا ہو ہے وہ اتنی آسانی سے پر نہ ہو سکے گا ملک جب بھی کبھی سیاسی بحران سے دوچار ہوا یا فوجی آمروں کی وجہ سے دستور پاکستان کو خطرات لاحق ہوئے ایسے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک مدبر اور رہنما کا کردار نبھایا ہمارے سیاستدانوں میں قومی امور میں اختلافات کوئی نئی بات نہیں وہ کبھی کسی قومی مسئلے پر نظریاتی طور پر ایک نہیں ہوئے مگر یہ مولانا شاہ احمد نورانی کا کمال تھا کہ انہوں نے ہمیشہ اپنی خداداد فہم و فراست سے سیاستدانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا بھٹو دور میں متفقہ طور پر 1973ء کا جو آئین منظور ہوا تھا اس میں بھی مرکزی کردار مولانا شاہ احمد نورانی کا تھا سیاست کے علاوہ انہوں نے اندرون بیرون ملک دینی تعلیم اور ملکی سیاست میں مفاہمت کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں مولانا زندگی کے آخری سانس تک پاکستان میں اسلام دینی اقدار اور بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں نمایاں طور پر جدوجہد کرتے رہے۔ قومی مسائل پر ان کی سوچ ہمیشہ مثبت رہی۔ حکمرانوں سے کبھی فضول معاملات پر انہوں نے پھڈے بازی نہیں کی بلکہ حکومت اور سیاستدانوں کے درمیان انہوں نے سنگ میل کا کردار نبھایا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد منظور کروائی جو طویل بحث و مباحثے کے بعد منظور کر لی گئی تھی۔ جب 1974ء کا سالانہ بجٹ منظور ہوا تب مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ قرارداد پیش کی تھی جس کی اسمبلی کے سیکولر ارکان نے بھرپور مخالفت کی تھی اس سلسلے میں اس وقت کے سپیکر اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان نے ارکان کے ساتھ مشورے کے بعد قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر الدین کو جواب دینے کے لئے پارلیمنٹ میں بلایا کئی روز تک بحث مباحثہ چلتا رہا اس سلسلے میں مولانا شاہ احمد نورانی مولانا ظفر احمد انصاری اور عبدالحفیظ

پیرزادہ رات رات بھر جاگ کر سوالات بنا کر دیتے اور اگلے روز یحییٰ بختیار، مرزا ناصر سے سوالات پوچھتے بالآخر قومی اسمبلی نے اکثریت رائے سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا بل منظور کر لیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی پیش کردہ قرارداد پر شیر باز مزاری اور الٰہی بخش سومرو کے والد مولا بخش سومرو نے بھی دستخط کئے تھے۔ مولانا شاہ اذ احمد نورانی کی رحلت بلاشبہ ملک میں قائم ہونے والا اپوزیشن کا دوسرا بڑا اتحاد بھی یتیم ہو گیا ہے جبکہ اس سے قبل نواب زادہ نصر اللہ خان کے انتقال سے اے آر ڈی جبکہ مولانا نورانی کے انتقال سے متحدہ مجلس عمل ایک باصلاحیت قیادت سے محروم ہوگئی۔

مولانا شاہ احمد نورانی صحیح معنوں میں مبلغ اسلام تھے۔ جنہوں نے قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھالیا تھا ان کو اعزازی طور پر ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بھی منتخب کیا گیا۔ اس منصب پر رہتے ہوئے وہ بارہ سال تک مسلم امہ کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے۔ انہوں نے 1972ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور انٹرنیشنل اسلامک مشنریز کے صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے پوری دنیا میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے تبلیغ کا عمل جاری رکھا ان کا شمار ایسے سکالرز میں ہوتا ہے جن کا نام یورپ افریقہ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔ مولانا نے پوری دنیا میں ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں قائم کیں اور درجنوں مساجد کی تعمیر کی۔ جب وہ ملی یکجہتی کونسل کے صدر مقرر ہوئے تب انہوں نے دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوششیں تیز کر دیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا کے انتقال سے ملک ایک تحمل مزاج سینیئر سیاستدان اور عالم دین سے محروم ہو گیا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق اگرچہ بریلوی مسلک سے تھا تاہم اس کے باوجود دوسرے مسالک کے لئے وہ نرم گوشہ رکھتے تھے۔ ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل کے بعد ملک سے فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے بھرپور کردار ادا کیا انہوں نے جماعت اسلامی اور بریلوی مسلک میں فاصلوں کو کم کر کے رواداری کی انوکھی مثال قائم کی۔ متحدہ مجلس عمل کی تشکیل کا سہرا بھی مولانا شاہ احمد نورانی کے سر ہے۔ جنہوں نے اس معاملے میں انتہائی بردباری اور معاملہ فہمی سے تمام مذہبی قیادتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا بلاشبہ یہ انہی کی کاوش تھی کہ متحدہ مجلس عمل کی قیادت نے نہ صرف امریکی قیادت کو ہلا کر رکھ دیا بلکہ ملکی حکمرانوں کو بھی پہلی مرتبہ مذہبی جماعتوں کے وجود کا احساس ہوا آج اگر حکومت ایم ایم اے کی قیادت سے بعض قومی تنازعات حل کرنے کے لئے مذاکرات پر آمادہ ہے۔ اس کا کریڈٹ بھی مولانا شاہ احمد نورانی کو ہی جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مولانا کی اچانک رحلت سے متحدہ مجلس عمل کی قیادت کو زبردست

دھچکہ لگا ہے جس سے اس کا آئندہ سیاسی مستقبل لامحالہ متاثر ہوگا بلکہ اندیشہ ہے کہ ایم ایم اے کی قیادت شدید بحران سے دوچار ہو جائے گی۔ کیونکہ مولانا شاہ احمد نورانی کی ذات پر سب کو اعتماد تھا وہ سب کے غیر متنازعہ قائد تھے انہوں نے جس طرح ایک مشفق بزرگ کی حیثیت سے ایم ایم اے کے معاملات کو چلایا اور حکومت کو اس بڑے مذہبی اتحاد کے وجود کا احساس دلایا ایسا کارنامہ ابھی تک کوئی دوسرا مذہبی یا سیاسی لیڈر سر انجام نہیں دے سکا۔ اگر یہ مولانا شاہ احمد نورانی کے بعد مولانا فضل الرحمٰن کی شخصیت ایسی ہے کہ جن کو ایم ایم اے کی قیادت کی ذمہ داری سوپی جاسکتی ہے تاہم یہ ایک مسلہ حقیقت ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا نورانی میاں کی شخصیت کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے کیونکہ جو تحمل بردباری اور معاملہ فہمی مولانا شاہ احمد نورانی کی شخصیت کا خاصا تھا وہ کسی دوسرے قومی سیاستدان یا مذہبی لیڈر میں موجود نہیں۔

بہر کیف مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت سے ملک ایک مذہبی قیادت اور قومی سوچ کے حامل سیاستدان سے محروم ہو گیا ہے اور یہ ایک ایسا خلا ہے جو آئندہ کئی عشروں میں بھی پر نہ ہو سکے گا۔

انصاف سنڈے سپیشل 14 دسمبر 2003ء

---

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

### شوہر کا بیوی کو غسل دینا

**مسئلہ** شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں اور بعد مرنے کے شوہر اپنی بیوی کے جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں۔

**الجواب** جنازہ کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ قبر میں اتار سکتا ہے اس کے بدن کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اسی واسطے غسل نہیں دے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرفان شریعت صفحہ نمبر ۶ حصہ نمبر ۱

# عہد ساز شخصیت کا انتقال

شہزادا قبال

حرفِ راز

دسمبر کی گیارہ تاریخ پاکستان کی سیاسی و دینی تاریخ میں اس حوالے سے ہمیشہ یاد رہے گی کہ اس دن ایک عظیم دینی، سیاسی شخصیت شاہ احمد نورانی صدیقی کا انتقال ہوا۔ وہ ان خوش قسمت دینی رہنماؤں میں سے ہیں جن کی موت طبعی ہوئی ورنہ ملک پاکستان میں زیادہ تر دین سے تعلق رکھنے والے افراد غیر طبعی طریقہ سے ہم سے جدا ہوئے۔ مرحوم دل کے عارضے میں مبتلا تھے۔ جمعرات گیارہ بج کر چالیس منٹ پر انہیں دل کا دورہ پڑا۔ انہیں پولی کلینک لے جایا گیا مگر وہ جانبر نہ ہو سکے۔ مرحوم 77 برس تک دین و سیاست کی خدمت کرتے رہے۔ وہ ان چند رہنماؤں میں سے تھے جنہوں نے پاکستان کی سیاست میں طویل عرصہ تک نمایاں کردار ادا کیا۔

جمعیت علمائے پاکستان سے تعلق رکھنے والے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی مرحوم نے ایک عرصہ تک مولانا عبدالستار نیازی کے ساتھ ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کیلئے کام کیا مگر اختلافات پیدا ہونے کی وجہ سے مولانا نیازی نے اپنا علیحدہ گروپ بنا لیا جس کی قیادت تادم مرگ وہ کرتے رہے جبکہ دوسرا گروپ شاہ احمد نورانی کے پاس رہا۔ انہیں اپنی وفات تک اس بات کا افسوس تھا کہ جمعیت علمائے پاکستان آخر کیوں دو ٹکڑے ہوئی۔ انہیں صحیح معنوں میں مولانا نیازی سے محبت تھی جس کا اظہار وہ نجی محفلوں میں اکثر کرتے تھے۔

مولانا مرحوم تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے کلیدی کردار تھے۔ انہوں نے ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے جہد مسلسل کی۔ 71ء میں بھٹو کے خلاف وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا مگر وہ ناکام ہوئے۔ ضیاء الحق کے دور میں بھی وہ قومی سیاست پر چھائے رہے۔ جنرل ضیاء نے جماعت اسلامی کو تو اقتدار میں شریک کر لیا مگر وہ شاہ احمد نورانی کی جمعیت کو شریک اقتدار نہ کر سکی۔ انہیں دو صوبوں کی گورنر شپ کے علاوہ وزارتوں کی پیش کش بھی ہوئی مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ''ہماری منزل اقتدار نہیں بلکہ ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہے'' یہی وجہ ہے کہ وہ آمر مطلق ضیاء کے ساتھ آخری دم تک لڑتے رہے اگرچہ انہیں ایوان اقتدار میں اکثر بلایا جاتا مگر وہ کبھی بھی دنیاوی عہدوں سے مرعوب نہیں ہوئے۔

بہاولپور حادثہ کے بعد ملک میں جمہوری دور کا آغاز ہوا تو نورانی صاحب نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ

لیا۔ انہوں نے دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی کوششیں کی۔ اسلامی جمہوری اتحاد اور بعد میں خالص دینی جماعتوں پر مشتمل اسلامی فرنٹ میں ان کا کردار سالار لشکر کا تھا ہم عصر رہنماؤں سے رہنمائی لیتے تھے۔ کراچی وحیدر آباد میں بالخصوص اور ملک کے بقیہ حصوں میں بالعموم ان کے چاہنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جنہوں نے وقتاً فوقتاً ہونے والے انتخابات میں انہیں کامیاب کرایا۔ اگرچہ جے یو پی کبھی بھی پارلیمنٹ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب نہیں رہی مگر شاہ صاحب کی ولولہ انگیز قیادت وسیادت نے انہیں ممتاز رکھا اور دیگر جماعتوں کے سربراہ یہ ماننے پر مجبور ہوئے کہ انہیں قومی دھارے کی شخصیت تسلیم کیا جائے۔

افغانستان وعراق پر ہونے والے امریکی حملوں کے خلاف دیگر مذہبی جماعتوں کی طرح مولانا کی جماعت نے بھی بھرپور مخالفت کی۔ خاص کر سندھ کے بڑے شہروں میں رابطہ عوام مہم اور عوام کو امریکی مظالم کے خلاف بیدار کرنے کے لئے شاہ صاحب نے نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے افغان جہاد کونسل اور پھر بعد میں متحدہ مجلس عمل (MMA) کے پلیٹ فارم سے داخلی وخارجی چیرہ دستیوں کو بے نقاب کیا۔ وہ متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین تھے اور مشرف لیگ سے بات چیت کر رہے تھے۔ ایل ایف او پر ایم ایم اے کی قیادت متحدہ رہی جس کا کریڈٹ شاہ احمد نورانی کو جاتا ہے کہ انہوں نے ملکی تاریخ میں اتنی بڑی تعداد میں دینی جماعتوں کے اجتماع کو بڑی کامیابی سے قائم رکھا۔ اب ان کے بعد کی قیادت کو چاہے کہ وہ طے شدہ اصولوں سے ہٹ کر کوئی ڈیل نہ کرے کیونکہ نورانی صاحب کے بعد ایم ایم اے مخالف دھڑے کو ایک موقع ملا ہے کہ وہ انتشار کے ذریعے اپنا الو سیدھا کرلے مگر اس عرصے میں قائم مقام چیئرمین قاضی حسین احمد ودیگر رہنماؤں کے کندھوں پر یہ ذمہ داری آپڑتی ہے کہ وہ مجلس عمل کی رسی کو مظبوطی سے تھامے رکھیں اور جھکاؤ کی پالیسی کے بجائے اصولوں پر قائم ہونے کی پالیسی جاری رکھیں۔

دینی لحاظ سے بھی مولانا کی شخصیت خاصی قد آور تھی انہوں نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا واضح رہے کہ ان کا تعلق ایک ممتاز مذہبی گھرانے سے تھا ان کے والد محترم شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی مرحوم بیسویں صدی کے جید عالم تھے۔ مولانا صحیح معنوں میں مسلمان تھے ارکان اسلام کی پابندی ان کا شیوہ تھا۔ انہیں کئی زبانوں پر عبور تھا اور ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانے کا سہرا ان کے سر ہے جن میں زیادہ تر کا تعلق احمدی فرقے سے تھا۔ نورانی صاحب کا یہ اعزاز ہے کہ بھٹو دور کی اسمبلی میں انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی۔ ان کی زبان وکلام میں جادو تھا

جب وہ بولتے تھے تو سننے والا سنتا ہی چلا جاتا۔ بی بی سی نے ان کی شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہنستا مسکراتا چہرہ خوش گفتاری مولانا کی خاص پہچان تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ اعجاز رہا کہ جب بھی مخالف فرقوں کی جماعتوں کو اکٹھا ہونے کا خیال آیا تو شاہ صاحب کو اس کی قیادت کے لئے چنا گیا۔ وہ صحیح معنوں میں غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں گزشتہ چند سالوں سے ان کا یہ خاص معمول بن گیا تھا کہ باقاعدگی سے تراویح کی نماز میں قرآن شریف ختم کرتے اور بعد میں تہجد کی خصوصی نماز کے ذریعے قرآن شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

دنیا میں کسی شخص کا متبادل نہیں ہر شخص اپنی ذات میں ایک کائنات ہے۔ مولانا بھی اپنی جملہ خصوصیات کے حوالے سے دوسروں سے مختلف تھے انہوں نے سیاسی و دینی میدان میں اپنا لوہا منوایا وہ بحیثیت انسان بھی اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے۔ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز نہیں گردانا بلکہ مشکل ترین اور پر خطر حالات میں بھی سرکاری مشینری سے مدد نہیں مانگی شاہ صاحب نے اپنی حفاظت کے حوالے سے ایک پولیس آفیسر کو یہ کہا کہ ہماری ہٹ لسٹ شب برات کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے اور ان کی طبعی موت نے ثابت کر دیا کہ ان کی ہٹ لسٹ بن چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ، قبر اور آخرت کے عذاب سے محفوظ ان کے درجات بلند کرے اور ہم سب کو صبر جمیل دے۔ آمین۔

روزنامہ انصاف 14 دسمبر 2003ء

---

## امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

### تقریب ختنہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ختنہ کی تقریب میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: درست ہے کہ سرور ہے اور سرور میں دعوت سنت ہے بخلاف طعام موت کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

احکام شریعت صفحہ ۷۴ حصہ دوم

## اشاعت خاص

# موت العالم موت العالم

ممتاز احمد طاہر

علم ،روحانیت اورعوامی سیاست کے نیر تاباں ،قائد اہل سنت جمعیت العلمائے پاکستان ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ اور متحدہ مجلس عمل کے صدر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی (رحمتہ اللہ علیہ) اس دار فانی سے کوچ فرما گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون.

ان اللہ علی کل شی محیط ۰ ن والقلم ومایسطرون ۰ ومارسلنک الا رحمۃ للعلمین ،اللہ نور السموت والارض کے ساتھ جب ہم سید المرسلین ﷺ کے ان انکشافات پر غور کرتے ہیں کہ اول ماخلق اللہ نوری اول ماخلق اللہ قلم۔ وانا مدینۃ العلم وانا مدینۃ الحکمت تو نہ صرف نور کا مفہوم بلکہ موت العالم موت العالم کے معنی واضح ہوجاتے ہیں اور یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑتی ہے علم کے بغیر آگہی، آگہی کے بغیر شعور،شعور کے بغیر یقین، یقین کے بغیر احساس، احساس کے بغیر عمل ،اور عمل کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ۔صدیوں کے تجربے کی روشنی میں بھی لیس الانسان الا ماسعی کو اس باب میں حجت قرار دینا پڑتا ہے۔

بایں ہم سید العلمائے عصر حاضر امام، قائد اہل سنت بطل حیرت ،مجاہد اسلام، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قادری، مدظلہ العالی۔

نگاہ بلند سخن دلنواز ،جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کاروں کے لئے

ایسی عظیم ہستی کے وصال پر پاکستان کے گوشہ گوشہ بلکہ پورے عالم اسلام اور دنیا بھر کے مسلم حلقوں میں جو صف ماتم بچھی، آہ وفغاں کا جوشور برپا ہوا اور اشکوں کے جو دریا بہے انہیں دیکھ کر کسی کو حیرت نہیں ہوئی، شہر قائد کراچی میں ہے عاشق رسول ﷺ اور امین دولت علم وفقر، مقام مصطفی کے محافظ اور نظام مصطفی کے داعی اور مبلغ اسلام کا جنازہ جس دھوم سے اٹھا اور نشتر پارک جہاں لاکھوں کے تاریخی اجتماعات سے انہوں نے کئی مرتبہ خطاب کیا اسی میدان میں لاکھوں اسلامیان وطن نے اس مرد مومن کی

نماز جنازہ ادا کی اور پھر آہوں، سسکیوں اور کلمہ طیبہ کے ورد کے شور غوغا میں انہیں کلفٹن پر اپنی والدہ ماجدہ کے قدموں میں اس عظیم روحانی بزرگ حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے مزار کے زیر سایہ سپرد خاک کیا گیا جن کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

ہم سے گنہ گاروں کے سر پر اور جو ہو تمہارا ہاتھ
سکھ میں بدلیں دکھ سارے اور دن میں بدلے رات
ایوانوں میں دھوم مچی ہے تو راضی رب راضی
عبداللہ شاہ غازی عبداللہ شاہ غازی عبداللہ شاہ غازی

یہ نظارہ دیکھ کر اس حقیقت کا احساس ہوتا ہے کہ علامہ شاہ احمد نورانی جیسی شفیق ہستی اور فیض امسال ہستی کے متعلق نہ صرف جملہ متعلقین، متوسلین، سالکین اور محبین بلکہ دین اسلام کے لئے کام کرنے والی ہر جماعت اور سیاسی دھڑے اپنے غیر سبھی کو یہی احساس ہے کہ وہ مولانا کی خصوصی توجہ اور نظر کرم میں دوسروں سے دو چار قدم ہے، اسلامی امہ کے جید علما اور سرکردہ شخصیتوں نے انہیں اتحاد المسلمین اور عالمی شہرت یافتہ مبلغ بلند پایہ مقرر اور عظیم اسلامی مفکر اور عوامی سیاسی لیڈر کہہ کر ان کی عظیم الشان خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید فرقان حمید حفظ کرنے اور تیرہ زبانوں پر عبور رکھنے والے مستند عالم دین، حافظ قرآن، خوش الحان قاری خوش گفتار اور پیکر عزت وانکسار شخصیت کے چاہنے والے دنیا کے ہر ملک اور ہر گوشہ میں موجود ہیں آپ کی تبلیغ سے ہزاروں غیر مسلموں نے دولت اسلام سے اپنا دامن مراد بھرا جن میں پادری، راہب، وکلاء، انجینئر، ڈاکٹرز اور دیگر اہل علم لوگ شامل ہیں ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم سے انہوں نے تقریباً دنیا کے تمام ممالک کے تبلیغی دورے کئے۔

* 1955ء میں دنیا کی قدیم ترین اسلامی یونیورسٹی جامعۃ الازہر (مصر) میں علماء کے عظیم اجتماع سے خطاب کیا۔
* 1958 میں روس کا دورہ کیا، روسی سوشلسٹ معاشرے کا گہرا مطالعہ و مشاہدہ کیا اور سرکردہ شخصیتوں سے رابطہ کر کے وہاں کے مسلمانوں کے مسائل سے آگاہی حاصل کی۔
* 1959ء میں مشرق وسطیٰ کا تفصیلی دورہ کیا اور علماء کرام سے رابطہ قائم کر کے اسلامی امہ کے اتحاد اور یکجہتی کے مشن کو آگے بڑھایا۔

* 1960ء میں مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشس کے تبلیغی دورے کئے۔

* 1961ء میں سیلون اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

* 1962ء میں صومالیہ، کینیا، ٹانگانیگا، یوگنڈا اور ماریشس کا دورہ کیا اور نائیجیریا کے وزیر اعلیٰ احمد دیبو شہید کی دعوت پر ان کے مہمان کی حیثیت سے تین ماہ کا تفصیلی دورہ کیا۔

* 1969ء میں ترقی، فرانس جرمنی، برطانیہ تشریف لے گئے اسی سال عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کر کے وہاں مسلمانوں کی حالت زار اور سوشلسٹوں کے بلند بانگ دعووں کا جائزہ لیا۔

* 1964ء میں امریکہ، جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔

* 1965ء میں کینیا، تنزانیہ یوگنڈا، ماگا گاہی اور ماریشس کا دورہ کیا۔

* 1967.68ء میں برطانیہ، امریکہ اور جنوبی امریکہ کا دورہ کیا۔

* 21 جنوری 1973ء کو مکہ مکرمہ میں دنیا بھر کے علماء کرام کے تاریخی اجتماع میں ورلڈ اسلامک مشن کا قیام عمل میں آیا اور پھر باضابطہ انتخاب کے ذریعے علامہ شاہ احمد نورانی کو صدر اور علامہ ارشد القادری کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

* 1974ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلینڈ تشریف لے گئے اسی کانفرنس میں آپ کو مشن کا چیئر مین منتخب کیا گیا۔

* 1975ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی ، علامہ ارشد القادری اور پروفیسر شاہ فرید الحق کی رفاقت میں امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک کا تفصیلی دورہ کر کے ان ممالک کے عوام کو قادیانیوں کے مکروہ اور گھناؤنے عزائم سے آگاہ کیا۔

آپ دنیا بھر کے سینکڑوں تعلیمی، تبلیغی اور دینی اداروں کی سرپرستی فرماتے تھے۔ 1953 سے 1964ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے صدر مفتی اعظم فلسطین مولانا سید امین الحسینی تھے ان کی عملی دینی خدمات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ماریشس میں موجود اس وقت تقریباً ایک سو مساجد اور مدارس میں ستر (70) سے زائد ورلڈ اسلامک مشن نے قائم کئے ہیں برطانیہ کی پانچ سو مساجد میں سے تقریباً چار سو مساجد کا تعلق ورلڈ اسلامک مشن سے ہے۔

محافظ ختم نبوت 1953ء میں کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی اور دیگر علماء کرام کے ساتھ مل کر تحریک ختم نبوت میں شریک ہوئے اور گیارہ رکنی بورڈ کے ممبر بنے۔ 15 اپریل 1974ء کو قومی اسمبلی کے

پہلے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے اسلام وختم نبوت کے تحفظ کا نعرہ حق بلند کیا اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کر کے اس عظیم کارنامے کا سہرا اپنے سر پر سجایا، ختم نبوت کے مسئلہ پر عوام الناس کی آگاہی کے لئے آپ نے تین ماہ میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔

معتد مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے قائد حزب اختلاف رہے بھٹو کے مقابلہ میں وزیر اعظم کا انتخاب لڑا، آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرائی۔

1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ کے لئے بھرپور کام کیا اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کو جمعیت العلمائے پاکستان کی منزل قرار دیا۔

حالیہ انتخابات میں وہ سینیٹر منتخب ہو کر سینٹ کے قائد حزب اختلاف بنے اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ کی حیثیت میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے فرقہ واریت کے خلاف عملی مظاہرہ کیا اور پہلی مرتبہ اسمبلیوں میں بھاری تعداد میں نشستیں حاصل کیں۔ 1973ء کی دستوری کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے تاریخی کردار ادا کیا اور 280ء دفعات کے آئین میں 208 ترامیم پیش کیں۔ آپ عالمی سطح پر ورلڈ اسلامک مشن کے ترجمان ماہنامہ دی میسج (The message) کے چیف ایڈیٹر رہے جو بیک وقت عربی اور انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔

آپ عظیم اور معروف، عالم دین، مفکر اور مبلغ اسلام نعت گو شاعر حضرت علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی کے صاحبزادے تھے آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

آپ راقم الحروف سے نظام مصطفیٰ کی تحریک میں اخبار کے کردار کی وجہ سے خصوصی شفقت فرماتے تھے والد صاحب کی نماز جنازہ کی امامت کے لئے از خود تشریف لائے اور ہمیشہ دعاؤں اور نیک تمناؤں کا اظہار فرماتے۔

مولانا شاہ احمد نورانی آج ہم میں نہیں رہے تاہم ان کی جلائی ہوئی شمع ہمیشہ فروزاں رہے گی وہ ہمیشہ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے دعا گو رہے، وقت کا تقاضہ اور انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ ان کے مشن کو جاری رکھا جائے اور نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ کی جدوجہد کے لئے سواد اعظم متحد ہو کر کام کرے۔

اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

روزنامہ آفتاب ہفتہ 13 دسمبر 2003

# حق مغفرت کرے

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی جمعرات کو اچانک وفات کے بعد پاکستان کی سیاسی قیادت ایک اور تجربہ کار اور قد آور شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔

ان کی وفات سے جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے لئے متحدہ مجلس عمل سے صدارت کے معاملہ پر حمایت حاصل کرنا تو شاید مشکل ثابت نہ ہو لیکن چھ مختلف فرقوں پر مشتمل سیاسی اتحاد، متحدہ مجلس عمل کے لئے اپنی صدارت کا معاملہ حل کرنا اب خاصا مشکل ہوسکتا ہے۔ پاکستان میں غالب اکثریت کے حنفی اور بریلوی مسلک کی سیاسی تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز 1970ء کے انتخابات سے کیا اور ان کی یہ 33 سال ہنگامہ خیز سیاسی زندگی جمعرت کو اختتام پذیر ہوئی، 78 سالہ مولانا نورانی ایک تجربہ کار سیاستدان، مذہبی رہنما اور مبلغ اسلام تھے ان کا ہنستا مسکراتا چہرہ پان کے سرخ رنگ سے رنگے ہونٹ اور خوش لباس اور خوش گفتاری ان کی شخصیت کی پہچان تھی مولانا نورانی نے صرف آٹھ برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا او ۵ رمذہبی علوم کے ساتھ جدید علوم کی تعلیم بھی حاصل کی۔ وہ درس نظامی پر مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ الہ آباد یونیورسٹی کے گریجویٹ تھے بطور طالب علم انہوں نے میرٹھ میں تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور نوجوانوں کو منظم کرتے رہے تقسیم ہند سے پہلے انہوں نے متحدہ ہندوستان میں سنی کانفرنسوں کے انعقاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مولانا نورانی اردو، عربی، فارسی کے علاوہ انگریزی، سواحلی اور فرانسیسی زبانیں بول سکتے تھے انہوں نے اپنے بزرگوں کی طرح طریقت کو اختیار کیا اور سادہ زندگی گزاری، وہ مرتے دم تک کراچی کے اسی فلیٹ میں رہتے رہے جس میں ہندوستان سے ہجرت کے فوراً بعد مقیم ہوئے تھے مولانا نورانی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب مولانا عبدالحکیم جوش میرٹھی کے پوتے تھے جن کے بھائی اسماعیل میرٹھی اردو کے بلند پایہ شاعر اور نعت گو مانے جاتے ہیں۔ مولانا نورانی کے خاندان کا تعلق قائداعظم سے رہا اس لئے وہ ان مذہبی پیشواؤں میں جو تحریک پاکستان کے حامی سمجھے جاتے تھے ان کے تایا نذیر احمد صدیقی بمبئی میں مسجد کے خطیب تھے اور ان کے قائد اعظم محمد علی جناح سے مراسم تھے ان کے دوسرے تایا مختار احمد صدیقی بھی قائداعظم کے ساتھیوں میں شمار کئے جاتے ہیں پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے پہلی نماز مولانا نورانی کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کی امامت میں کراچی میں ادا کی تھی اپنے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کی وفات کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی نے

انیس سوترپن میں سرگرم عملی زندگی کا آغاز کیا اور مختلف مسلمان ممالک کے دورے کئے اور تبلیغی مشنوں پر دنیا بھر میں جاتے رہے، مبلغ کے طور پر ان کا کام عملی سیاست میں آنے کے بعد بھی مرتے دم تک قائم رہا۔ وہ ورلڈ اسلامک مشن کے چئیر مین تھے جس کے تحت ماریشس، سری لنکا، گیانا، امریکہ، جنوبی امریکہ ،ملائیشیا، برطانیہ اور ہالینڈ میں تبلیغی اور تعلیمی اسلامی ادارے قائم ہیں ضیاء الحق کا بیشتر دور انہوں نے بیرون ممالک تبلیغی دوروں میں صرف کیا انیس سواڑسٹھ میں لندن میں ایک احمدی رہنما سے مناظرہ کیا انیس سوانہتر میں پاکستان آکر احمدی فرقہ کے خلاف سخت بیان جاری کیا جس میں قوم کو اس فرقہ کے خلاف لائحہ عمل بنانے کی دعوت دی گئی تھی اس سرگرمی میں انیس سوستر کے انتخابات آئے تو وہ جمعیت علما ئے پاکستان کے امیدوار کے طور پر اپنے پہلے انتخابی معرکہ میں ہی کراچی سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہو گئے انہوں نے انیس سو بہتر کے عبوری آئین میں مسلمان کی تعریف کا تعین کروایا جس میں مسلمان کے لئے حضرت محمد پر بطور آخری رسول ایمان رکھنا شرط قرار پایا انیس سو تہتر کے آئین کی تیاری میں مولانا کا کردار خاص رہا جب انہوں نے اسلام پسند قوتوں، سوشلزم اور جمہوریت کی علمبردار سیاسی جماعتوں کے درمیان کامیاب سمجھوتے کو ممکن بنانے میں مدد دی اور انیس سو تہتر کے آئین میں اسلامی دفعات شامل ہوئیں قومی اسمبلی میں بھی وہ احمدی فرقے کے خلاف سرگرم رہے اور انیس سو بہتر میں انہوں نے احمدیت پر قومی اسمبلی میں زوردار خطاب کیا اور تیس جون انیس سو چہتر کو انہوں نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قرار داد پیش کی جس کے تحت بعد میں احمدی فرقہ کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا گیا ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں وہ حزب مخالف کے رہنما کے طور پر ابھرے اور انیس سو تہتر میں وہ سیاسی محاذ متحدہ قومی جمہوری محاذ کے روح رواں بن گئے انہوں نے سیاست میں بریلوی مسلک کے مشائخ اور علماء کے اس روایتی کردار سے انحراف کیا جو حکومت پر تھا بلکہ انہوں نے حزب مخالف کا راستہ اختیار کیا اور بھٹو کے مقابلہ میں وزارت عظمی کے انتخاب میں حصہ لیتے ہوئے بتیس ووٹ حاصل کئے انیس سو ستتر میں ان کی جماعت نو سیاسی جماعتوں کے اتحاد پر مشتمل پاکستان قومی اتحاد کی رکن تھی اور عام انتخابات کے بعد مبینہ دھاندلیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کو ان کی جماعت نے نظام مصطفی تحریک کا رنگ دیا جس میں وہ گرفتار بھی ہوئے پاکستان میں سیکولر اور لبرل سیاست کے مقابلے میں مولانا نورانی مذہبی بنیاد پر کی جانے والی سیاسی کے علمبردار تھے مولانا نورانی نے احمدیت کے خلاف تحریک چلا کر، تہتر کے آئین میں اسلام کی دفعات شامل کروا کر اور قومی اتحاد کی سیاست کو نظام مصطفی کے رنگ میں ڈھال کر جس رجحان کی تعمیر کی وہ بعد میں فوجی حکمران

جنرل ضیاء الحق کی سیاست کی بنیاد بنا جنہوں نے اسلام کو اپنے سیاسی جواز کے لئے استعمال کرتے ہوئے ملک میں اسلامائزیشن کا عمل شروع کیا انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی حکومت میں شمولیت نہیں کی گو ان کے بہت سے ساتھی حاجی حنیف طیب، ظہور الحسن بھوپالی وغیرہ ان کو چھوڑ گئے پنجاب میں ان کی جماعت کو دوسرا دھچکہ اس وقت لگا جب ان کے دیرینہ رفیق مولانا عبدالستار نیازی حلقہ ننانوے کے ضمنی انتخابات کے موقع پر ان سے الگ ہو گئے اور نواز شریف کی مسلم لیگ کے اتحادی بن گئے مولانا نیازی کا پنجاب میں بہت اثر تھا اور اس سے مولانا نورانی کی جمعیت علمائے پاکستان خاصی کمزور جماعت بن کر رہ گئی تاہم ملتان کے بہت معروف اور بہت بااثر سنی عالم دین مولانا احمد سعید کاظمی کی حمایت ہمیشہ مولانا نورانی کے ساتھ رہی، مذہبی جماعتوں کو ان کے اختلافات کے باوجود ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھنا مولانا نورانی کے پسندیدہ کاموں میں سے ایک تھا 23 مارچ انیس سو پچانوے کو انہوں نے جماعت اسلامی کے قائد قاضی حسین احمد جمعیت علمائے اسلام کے مولانا سمیع الحق، اہل حدیث کے مولانا ساجد میر، شیعہ رہنما ساجد نقوی، اپنی جماعت کے دوسرے دھڑے کے رہنما مولانا عبدالستار نیازی، سپاہ صحابہ کے مولانا ضیاء القاسمی وغیرہ کے ہمراہ قومی ملی یکجہتی کونسل کی بنیاد رکھی تا کہ فرقہ وارانہ قتل وغارت کو روکا جائے، شیعہ اور سنی فرقوں کے درمیان امن قائم کیا جائے بعد میں یہی ملی یکجہتی کونسل آج کے متحدہ مجلس عمل کے قیام کا باعث بنی جس نے سنہ دو ہزار دو کے عام انتخابات میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں حیران کن کامیابی حاصل کی، پاکستان کے مختلف فرقوں کی سیاسی جماعتیں جب بھی ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا چاہتیں تو قیادت کے لئے ایک ہی شخص سب کے لئے قابل قبول تھی اور وہ تھے مولانا شاہ احمد نورانی ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین کے طور پر مولانا نورانی کا کردار ان کی سادگی، متانت، خوش مزاجی اور خوش گفتاری یاد رہ جانے کی باتیں ہیں ان کی وفات سے پاکستان کی سیاست ایک اور روایتی سیاستدان سے محروم ہو گئی، نوابزادہ نصر اللہ کی وفات کے چند ماہ بعد ان کے گزر جانے سے پاکستان کی سیاست ایک پوری نسل سے محروم ہو گئی ہے۔

روزنامہ آفتاب ہفتہ 13 دسمبر 2003

# آہ مولانا شاہ احمد نورانی وصال فرما گئے (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

عدیل مرزا

ممتاز عالم دین، قائد اہلسنت، مجاہد اسلام، عالمی مبلغ، متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت کی خبر پردہ سماعت پر بجلی گری، میرے اخبار کے مدیر اعلیٰ جناب ممتاز اے طاہر نے نماز ظہر کی ادائیگی کے موقع پر بتایا کہ مرزا صاحب ملت اسلامیہ یتیم ہوگئی، یہ خبر سنتے ہی ہمارے ہاتھ پاؤں پھول گئے، ہمارے مدیر اعلیٰ جو ہمارے امام بھی ہیں امامت کراتے وقت از حد اپ سیٹ تھے، الفاظ زبان پر لاتے لیکن قوت گویائی ان کا ساتھ نہ دے رہی تھی ان کے لب تھرکتے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ وہ تیزی سے دفتری معمولات کی ہدایات بھی دے رہے تھے اور کراچی کے سفر کے لیئے انتظامات میں مصروف تھے کیوں کہ کراچی جانے والے تمام ایئر لائنوں کی سیٹیں بک ہو چکی تھیں اور نماز جنازہ میں بروقت شرکت کے لیئے ہوائی سفر لازمی تھا، شام کے سائے گہرے ہوئے تو سخت تگ ودو کے بعد آپ کی کراچی کی سیٹ کنفرم ہوگئی اور مرحوم کے نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے آپ کراچی روانہ ہو گئے کوشش کی خصوصی ایڈیشن کی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد قلم اٹھایا تو نورانی مرحوم کی سیاسی، مذہبی وملی خدمات ضبط تحریر میں لانے کی ناقص کوشش کی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا نام ملک کے دینی اور سیاسی میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا کو عربی، انگریزی اور فرانسیسی سمیت بارہ زبانوں پر عبور حاصل تھا، اسی لئے وہ پوری دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام اپنی ابتدائی زندگی سے ہی انجام دے رہے تھے۔ پاکستان کے قیام کے بعد انہوں نے باقاعدہ تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا ان کو اعزازی طور پر ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بھی منتخب کیا گیا۔ اس منصب پر رہتے ہوئے وہ بارہ سال تک مسلم امہ کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے، 1973ء میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور انٹرنیشنل اسلامک مشنریز کے صدر منتخب ہوئے، مولانا کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ سیاست پر بھی عبور حاصل تھا اسی لئے وہ ملک کی سیاست میں شامل ہو گئے، اور 1970ء میں پہلی بار کراچی سے پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے 1971ء سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کا انتخاب بھی لڑا لیکن ناکام رہے تاہم انہوں نے بھٹو حکومت کے خلاف تحریک چلائی جس کے بعد 1972ء میں ان کو جمعیت علمائے پاکستان کا صدر منتخب کر لیا

# آہ مولانا شاہ احمد نورانی وصال فرما گئے (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

عدیل مرزا

ممتاز عالم دین، قائد اہلسنت، مجاہد اسلام، عالمی مبلغ، متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت کی خبر پردہ سماعت پر بجلی گری، میرے اخبار کے مدیر اعلیٰ جناب ممتاز اے طاہر نے نماز ظہر کی ادائیگی کے موقع پر بتایا کہ مرزا صاحب ملت اسلامیہ یتیم ہوگئی، یہ خبر سنتے ہی ہمارے ہاتھ پاؤں پھول گئے، ہمارے مدیر اعلیٰ جو ہمارے امام بھی ہیں امامت کراتے وقت از حد اپ سیٹ تھے، الفاظ زبان پر لاتے لیکن قوت گویائی ان کا ساتھ نہ دے رہی تھی ان کے لب تھر کتے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ وہ تیزی سے دفتری معمولات کی ہدایات بھی دے رہے تھے اور کراچی کے سفر کے لیئے انتظامات میں مصروف تھے کیوں کہ کراچی جانے والے تمام ایئر لائنوں کی سیٹیں بک ہوچکی تھیں اور نماز جنازہ میں بروقت شرکت کے لیئے ہوائی سفر لازمی تھا، شام کے سائے گہرے ہوئے تو سخت تگ ودو کے بعد آپ کی کراچی کی سیٹ کنفرم ہوگئی اور مرحوم کے نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے آپ کراچی روانہ ہوگئے کوشش کی خصوصی ایڈیشن کی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد قلم اٹھایا تو نورانی مرحوم کی سیاسی، مذہبی وملی خدمات ضبط تحریر میں لانے کی ناقص کوشش کی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا نام ملک کے دینی اور سیاسی میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا کو عربی، انگریزی اور فرانسیسی سمیت بارہ زبانوں پر عبور حاصل تھا، اسی لئے وہ پوری دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام اپنی ابتدائی زندگی سے ہی انجام دے رہے تھے۔ پاکستان کے قیام کے بعد انہوں نے باقائدہ تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا ان کو اعزازی طور پر ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بھی منتخب کیا گیا۔ اس منصب پر رہتے ہوئے وہ بارہ سال تک مسلم امہ کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے، 1973ء میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور انٹرنیشنل اسلامک مشنریز کے صدر منتخب ہوئے، مولانا کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ سیاست پر بھی عبور حاصل تھا اسی لئے وہ ملک کی سیاست میں شامل ہو گئے، اور 1970ء میں پہلی بار کراچی سے پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے 1971ء سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمی کا انتخاب بھی لڑا لیکن ناکام رہے تاہم انہوں نے بھٹو حکومت کے خلاف تحریک چلائی جس کے بعد 1972ء میں ان کو جمعیت علمائے پاکستان کا صدر منتخب کرلیا گیا۔

گیا جس سے ان کی سیاسی حیثیت اور بھی مستحکم ہوگئی اور وہ 1973ء میں سینٹ کے رکن منتخب ہوئے۔
مولانا شاہ احمد نورانی نے تحریک ختم نبوت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں پیش کی تھی اور اس کی منظوری میں اہم کردار ادا کیا تھا جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام کی قرارداد بھی انہوں نے ہی پیش کی تھی 1977ء کے انتخاب میں ملک کی نو جماعتوں کا اتحاد پاکستان نیشنل الائنس کے نام سے وجود میں آیا جس نے پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف انتخابات میں بھرپور حصہ لیا، مولانا شاہ احمد نورانی نے کراچی سے ان انتخابات میں حصہ لیا۔ یہ وہ وقت تھا جب کراچی کو مذہبی جماعت کا گڑھ سمجھا جاتا تھا، اسی لئے مولانا کو اس بار بھی ان انتخابات میں کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ پارلیمنٹ کی آئینی کمیٹی کے بھی رکن تھے تاہم ان انتخابات کے نتائج نے پورے ملک کی سیاسی فضا میں ہلچل پیدا کردی۔ پاکستان قومی اتحاد نے انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ملک گیر احتجاج تحریک کا آغاز کردیا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے نتیجے میں ملک کو ایک بار پھر مارشل لاء کا سامنا کرنا پڑا، جنرل ضیاء الحق کے اقتدار سنبھالنے کے بعد جمعیت علمائے پاکستان میں اختلاف نے جنم لیا اور اس کے دو گروپ بن گئے جس میں سے ایک قیادت مولانا شاہ احمد نورانی کے پاس تھی جبکہ دوسرے کی مولانا ستار نیازی کے پاس تھی۔ مولانا ستار نیازی مارشل لاء حکومت کے قریب رہے جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی ملک میں جمہوریت کے قیام کے حق میں تھے انہوں نے ملک میں جمہوریت کے قیام کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور جنرل ضیاء الحق کے خلاف تحاریک میں اپنا کردار ادا کیا، 1986ء سے ملک اور خصوصاً کراچی میں ایم کیو ایم کے عروج کے بعد مذہبی جماعتوں کا اثر رسوخ کم ہوگیا لیکن اس دوران بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی جدوجہد میں لگے رہے اس دوران انہوں نے پوری دنیا میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے تبلیغ کا عمل بھی جاری رکھا۔ ان کا شمار ان چند سکالرز میں ہوتا ہے جن کا نام یورپ، افریقہ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے پوری دنیا میں ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں قائم کیں اور پوری دنیا میں درجنوں مساجد کی تعمیر کی وہ ملکی یکجہتی کونسل کے صدر منتخب ہوئے تو انہوں نے ملک میں ایک بار پھر دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوششیں تیز کردیں۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے واقعے کے بعد جب پوری مغربی دنیا مسلم امہ کے خلاف متحد ہونے لگی تو افغانستان سے تعلقات کی وجہ سے پاکستان کو بھی خطرہ لاحق ہوگیا، ایسے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ملک کی تمام دینی جماعتوں کو متحد

کرنے کی کوشش شروع کی اور تمام دینی جماعتوں کے اتفاق رائے سے انہیں متحدہ مجلس عمل کا چیئر مین منتخب کیا گیا۔ افغانستان پر امریکہ کی فوج کشی کی مولانا نے شدید مخالفت کی۔ متحدہ مجلس عمل کے تحت تمام دینی جماعتوں نے عام انتخابات میں حصہ لیا اور اس وقت بھی متحدہ مجلس عمل مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں ملک میں مکمل جمہوریت کے قیام اور ایل ایف او کے خلاف جدو جہد میں مصروف ہے اور توقع کی جارہی تھی کے بہت جلد حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان کوئی سمجھوتا ہو جائے گا لیکن مولانا کے اچانک انتقال سے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ ایک بار پھر تعطل کا شکار ہو جائے گا۔ ان کا ملک میں مختلف مذہبی مکتبہ فکر کی جماعتوں کو متحد کرنے میں بہت اہم کردار رہا وہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف بھی تھے۔ نظام مصطفی کے قیام کی جدو جہد میں بھی برابر شریک رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا کے انتقال سے ملک ایک تحمل مزاج سینئر سیاست دان اور عالم دین سے محروم ہو گیا ہے اور جب بھی ملک کی سیاسی تاریخ رقم کی جائے گی، اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کا نام سرفہرست ہوگا۔

روزنامہ آفتاب ہفتہ 13 دسمبر 2003

---

### امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

## بیوی کی میت کو ہاتھ لگانا اور کندھا دینا

**عرض** حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ منہ دیکھے؟

**ارشاد** یہ مسئلہ جہلاء میں بہت مشہور ہے۔ اور بالکل بے اصل ہے۔ ہاں بے حائل اس کے جسم کو بے شک ہاتھ نہیں لگا سکتا باقی کندھا بھی دے سکتا ہے قبر میں بھی اتار سکتا ہے۔ اور اگر موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے۔ لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے۔

**الملفوظات صفحہ ۸۶ حصہ دوم**

# مولانا شاہ احمد نورانی کے حالات زندگی پر ایک نظر

ثقلین جاوید

مولانا شاہ احمد نورانی کا یوم پیدائش 17 رمضان المبارک 1344 ہجری یکم اپریل 1926ء جائے پیدائش میرٹھ (شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے) ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے قرآن پاک حفظ اور درس نظامی میرٹھ میں گریجویشن الہ آباد یونیورسٹی سے مدینہ منورہ میں کچھ اساتذہ سے تجوید اور کئی دوسرے علوم سیکھے۔ 14 زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں بالخصوص عربی، انگریزی، ترچ، افریقن، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی اور دیگر زبانیں شامل ہیں۔ آپ 1948 میں پاکستان آئے اور آنے کے بعد 2002 تک کچھی میمن مسجد برنس روڈ کراچی کے ملحقہ فلیٹ میں کرائے پر رہائش پذیر رہے جب کہ مسجد کی توسیع کی وجہ سے مسجد انتظامیہ کے کہنے پر آپ نے 2002 میں مکان کو خالی کر دیا اور اپنے برادر نسبتی کی طرف سے دئے گئے مکان واقع کلفٹن نزد دربار پیر عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ میں منتقل ہوگئے آپ کا نکاح قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا فضل الرحمن مدنی فضل الرحمن مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے مسجد نبوی شریف میں ہوا۔ مولانا نورانی ہر سال رمضان شریف میں نماز تراویح کے اندر قرآن پاک سناتے تھے جو پارہ تراویح میں سناتے تھے وہی پارہ دوسری مسجد میں نوافل کے اندر تلاوت کرتے تھے ختم قرآن کے بعد وہ محافل شبینہ میں بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے جہانگیر پارک کراچی میں بہت بڑے شبینے میں ہمیشہ تلاوت فرماتے رہے اس طرح وہ ہر سال تراویح نوافل اور تہجد میں تین قرآن پاک ختم کرتے تھے لیکن اس سال طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے صرف تراویح اور محفل شبینہ میں قرآن پاک سنایا۔ 1970 سے قبل آپ کا زیادہ تر وقت تبلیغ دین میں گزرا اسی سلسلہ میں دنیا کے تمام ممالک میں تبلیغی دوروں میں مصروف رہے جن میں سے زیادہ تر افریقہ، ملائشیا، انڈونیشیا، یورپ، برطانیہ اور دیگر ممالک شامل ہیں تقریباً ڈیڑھ لاکھ کے قریب لوگ آپ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں زیادہ تعداد قادیانیوں کی تھی۔ 1970ء عملاً باقاعدہ عملی سیاست میں حصہ لیا اور پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے جبکہ 1973ء کی قومی اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے رکن بھی رہے اور ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں متحدہ اپوزیشن کی جانب سے وزیر اعظم کے لئے متفقہ امیدوار ہونے کی حیثیت سے الیکشن لڑا جبکہ اس وقت پارلیمانی پارٹی کے صدر

ولی خان اور سیکرٹری علامہ شاہ احمد نورانی اسی دوران پاکستانی دستور میں ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کے الفاظ کا اضافہ فرمایا۔ مسلمان کی تعریف کو دستور میں شامل کرایا آج تک جتنا بھی حلف نامہ وزراء اعلیٰ وزیر اعظم اور صدر پاکستان اٹھاتے آئے ہیں وہ سب مولانا شاہ احمد نورانی کے تحریر کردہ ہیں 1974 میں ختم نبوت کی تحریک اسمبلی میں پیش کی اور قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا۔ 1975 میں سینٹ کے ممبر منتخب ہوئے ۔ 1977 کے انتخابات میں بھٹو حکومت کی دھاندلی کے باوجود قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ۔ 1985ء کے غیر جماعتی انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ قومی اتحاد کی تمام جماعتیں ضیاء الحق کی شوریٰ یا وزارتوں میں شامل ہوگئیں مگر جمعیت علماء پاکستان اور تحریک استقلال نے ضیاء الحق کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ ضیاء الحق نے جمعیت علماء پاکستان کے علماء اور مشائخ کو رویت ہلال کمیٹی کی چیئر مینی اسلامی نظریاتی کونسل کی چیئر مینی مدارس اور مساجد کو زکوٰۃ اور فنڈ زدے دے کر جمعیت علماء پاکستان کو کمزور کرنے کی پوری کوشش کی۔ 1988 میں مولانا شاہ احمد نورانی لسانی جماعت کی غنڈہ گردی اور دھاندلی کی وجہ سے انتخابات میں کامیاب نہ ہوسکے۔ لیکن مولانا شاہ احمد نورانی نے کمال استقامت جرات اور بہادری کے ساتھ نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لئے جدو جہد کو ترک نہ کیا بلکہ جہد مسلسل کے ساتھ ملک میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لئے کوشاں رہے 1990.91 میں جب امریکہ نے 20 اتحادی ممالک سمیت عراق پر حملہ کیا تو مولانا نورانی کی ہدایت پر جمعیت علماء پاکستان کے لاکھوں کارکن سڑکوں پر نکل آئے اور کھل کر عراق کی حمایت کی۔ نیز اس موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی نے عراق جانے کے لئے رضا کاروں سے اپیل کی جس پر اڑھائی لاکھ پاکستانیوں نے عراق جانے کے لئے اپنے نام لکھوائے۔ لیکن حکومت کی طرف سے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے یہ رضا کار عراق نہ جاسکے۔ 1993 میں جمعیت علماء پاکستان اور جمعیت علماء اسلام نے مل کر اسلامی جمہوری محاذ بنایا ۔ 1997 میں جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ 1994 میں فرقہ واریت عروج پر تھی۔ مساجد اور امام بارگاہوں میں بم دھماکے اور فائرنگ ہو رہی تھی جس کے نتیجے میں سینکڑوں مسلمان جاں بحق ہو رہے تھے پورا ملک ان حالات سے پریشان تھا ایسے وقت میں مولانا شاہ احمد نورانی نے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے تمام مسالک کے علماء کرام کو ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جس کے نتیجے میں مساجد اور امام بارگاہوں میں بم دھماکے اور فائرنگ میں ریکارڈ کمی واقعہ ہوئی۔ 11 ستمبر کے بعد رمضان شریف میں افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا تو دفاع پاکستان بنائی گئی۔ نومبر 2000 میں مولانا

شاہ احمد نورانی نے صفہ اسلامک یونیورسٹی سوئے آصل نزد کاہنہ نولاہور کا سنگ بنیاد رکھا منصوبے پر تیزی کے ساتھ کام جاری ہے اور منصوبے کے نگران اعلیٰ قاری زوار بہادر کے مطابق اس منصوبے کو مولانا شاہ احمد نورانی کی خواہشات کے مطابق ایسا عظیم الشان ادارہ بنادیا جائے گا کہ جہاں سے فارغ ہونے والے طلباء دینی اور دنیاوی علوم اور کمپیوٹر کی تعلیم سے مسلح ہوکر دشمنان اسلام کا مقابلہ کریں گے دفاع افغانستان کونسل کی بنیاد پر ہی 7 جولائی 2001 میں اسلام آباد کے اندر قاضی حسین احمد کی رہائش گاہ پر پاکستان کی 6 بڑی دینی وسیاسی جماعتوں کا اتحاد متحدہ مجلس عمل کے نام سے تشکیل پایا مولانا شاہ احمد نورانی کی ولولہ انگیز قیادت کو بے مثال کامیابی نصیب ہوئی جس کی وجہ سے دینی جماعتوں کا گراف اپ ہوا مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی کے انتخابات کے اندر حصہ نہ لیا اس کی وجہ یہ تھی کہ متحدہ مجلس عمل کی مرکزی قیادت اپنے اپنے انتخابی حلقوں میں انتخابی مہم میں مصروف عمل تھی" جس کی وجہ سے ان کا دیگر علاقوں میں جانا ممکن نہیں تھا مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے آپ کو ملکی دوروں کو لئے پیش کیا اور پورے ملک میں متحدہ مجلس عمل کے امیدواروں کے حلقہ جات میں جاکر خطابات فرماتے رہے متحدہ مجلس عمل کی بے مثال کامیابی کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی سینٹ کے ممبر منتخب ہوئے سینٹ میں تمام اپوزیشن جماعتیں مولانا شاہ احمد نورانی کے قائد حزب اختلاف پر متفق تھیں لیکن حکومت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو لیٹ کیا جارہا تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے 4، 5 اکتوبر 2003 میں مینار پاکستان گراونڈ میں جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے دوروزہ صوبائی خادمین کنونشن میں اعلان کیا کہ پورے پاکستان میں ڈویژنل سطح پر خادمین کنونشن منعقد کئے جائیں اسی اعلان کے مطابق 14 دسمبر 2003 بروز اتوار کو لیاقت باغ راولپنڈی میں راولپنڈی ڈویژن کا خادمین کنونشن منعقد ہونے والا تھا جس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے خطاب کرنا تھا مولانا شاہ احمد نورانی نے مارچ 2004 میں مینار پاکستان گراونڈ میں کل پاکستان میلاد مصطفے کانفرنس کا اعلان بھی کیا تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی خواہش تھی کہ وہ ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کی جدوجہد کرتے کرتے اللہ کے حضور حاضر ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری فرمادی موجودہ حکومت کے غیر آئینی اقدامات کے خلاف 18 دسمبر 2003 کو تحریک چلانے کا اعلان کر چکے تھے۔ ڈی جی خان سے ملتان تک لانگ مارچ کا پروگرام بنالیا تھا۔ پوری دنیا میں خصوصاً یورپ اور افریقہ کے اندر مساجد، مدارس، کمیونٹی سنٹر نومسلموں کے لئے تربیت گاہیں اور قرآن کریم کو اسلامی لٹریچر فری تقسیم کرنے کے لئے ایک تنظیم قائم کی گئی جس کا نام ورلڈ اسلامک مشن ہے اس کی بنیاد 1974ء میں مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے اندر رکھی گئی

جس کے اندر پوری دنیا کے جید علماء نے شرکت کی تھی ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام پوری دنیا میں تقریباً ایک ہزار سے زائد مساجد، مدارس، کمیونٹی سنٹر، لائبریریاں، کالج، سکول، یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی آخری وقت تک ورلڈ اسلامک مشن کے چیئر مین رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے 2 چھوٹے بھائی اور 3 بہنیں 2 بیٹے اور 2 بیٹیاں ہیں دونوں بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے دونوں بیٹے ابھی کنوارے ہیں ایک بیٹے صاحبزادہ انس نورانی نے مذہبی دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کی ہے جبکہ دوسرا بیٹا کمپیوٹر ماسٹر ہے والد محترم مبلغ اسلام وسفیر اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ کی قبر جنت البقیع میں ہے مولانا نورانی نے جنت البقیع میں دفن ہونے کی وصیت کی تھی مولانا شاہ احمد نورانی کے سسرال مدینہ منورہ میں ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے حالات زندگی پر ایک عالم ایک سیاستدان کے نام سے کتاب مارکیٹ میں موجود ہے نیز جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے قاری زوار بہادر مولانا شاہ احمد نورانی کے حالات زندگی پر ایک کتاب شائع کر رہے ہیں جس کی ضخامت تقریباً ایک ہزار صفحات سے زیادہ ہے جس پر تقریباً کام مکمل ہو چکا ہے اور وہ بھی جلد ہی مارکیٹ میں دستیاب ہوگی۔

روزنامہ اسلام ہفتہ 13 دسمبر 2003

## نوٹ

یہ شمارہ فروری اور مارچ 2004ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔

آئندہ شمارہ اپریل میں ان شاء اللہ

انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر ہوگا۔

# مولانا نورانی ایک نظر میں

ع۔خ

سیاست میں دلچسپی:۔ 54 کی تحریک ختم نبوت میں حصہ۔

پہلا الیکشن:۔ 1970ء کراچی سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔

سیاسی عہدہ:۔ 1972ء میں جے یو پی کے سربراہ بنے جو آخر تک قائم رہا۔

تبلیغی سرگرمیاں:۔ نوجوانی ہی سے یورپ اور افریقی ممالک کے دورے متعدد لوگوں کو مسلمان کیا 53ء تا 54ء ورلڈ مسلم عطاء آرگنائزیشن کے جنرل سیکرٹری رہے۔

عالمی اداروں کی تشکیل:۔ مکہ مکرمہ دار ارقم میں ورلڈ اسلامک مشن کی داغ بیل ڈالی۔ 74ء میں صدر مقرر ہوئے۔ اسلامک مشن کو یورپ اور امریکہ میں منظم کرنے کا فریضہ انجام دیا۔

اپوزیشن تحریکوں میں شمولیت:۔ 70ء کی قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے فعال کردار، قادیانیوں کے خلاف پر مدلل تقاریر۔ سخت تنقید کے باعث سارجنٹ ایٹ آرمز کے ذریعے اسمبلی سے پھنکوانے کی کوشش بھی ہوئی۔ 77ء میں پی این اے تحریک کی مرکزی قیادت کے طور پر جلسوں میں شرکت، قید و بند کی صعوبتیں سہیں۔

مارشل لاء کا سامنا:۔ جنرل ضیاء کے مارشل لاء کی مخالفت، ایم آر ڈی، میں شمولیت کی کوشش، عبدالستار نیازی کی مخالفت کے باعث باضابطہ شامل نہ ہو سکے۔

انتخابی شکستیں:۔ 90ء میں کراچی سے ڈاکٹر فاروق ستار کے ہاتھوں شکست۔ 93ء میں علی پور ضلع مظفر گرھ سے عبدالقیوم جتوئی کے ہاتھوں ناکامی۔

حالیہ سرگرمی:۔ چھ دینی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ غیر متنازع ہونے کے باعث اتحاد کی صدارت کا عہدہ دیا گیا جو مدت ختم ہونے کے باوجود واپس نہیں لیا گیا۔ 2003ء میں سینٹ کے انتخاب میں کامیابی۔

وفات:۔ 11 دسمبر 2003ء اسلام آباد دل کے دورے سے جانبر نہ ہو سکے۔

روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2003ء

# علامہ شاہ احمد نورانی

سوانحی خاکہ

مرزا ظفر بیگ

مولانا شاہ احمد نورانی 1926ء میں میرٹھ (ہندوستان) کے ایک علمی اور ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ گھرانہ علم و ادب کے ساتھ ساتھ دین اور مذہب میں بھی نمایاں مقام کا حامل تھا۔ شاید اسی لئے اس خاندان کو پورے میرٹھ میں نہایت احترام اور عقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس زمانے میں بھی اس گھرانے کو بڑی ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے والد مولانا شاہ محمد علیم صدیقی میرٹھی اپنے عہد میں بیسویں صدی کے ایک ممتاز عالم دین، بے مثال مفکر، اور اسلام کے زبردست شیدائی تھے۔ اسلام کی محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مولانا شاہ محمد علیم صدیقی میرٹھی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے پورے چار عشرے تک دنیا کے دور دراز دشوار گزار، ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ ملکوں میں اسلام کی تبلیغ میں بڑی جانفشانی سے کام کیا تھا۔ چنانچہ یہی جذبہ اور دین کی یہی محبت ان کے بیٹے شاہ احمد نورانی میں بھی قدرتی طور پر پیدا ہوگئی تھی۔ ابھی ان کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی کہ انھوں نے اس کم عمری میں اللہ کے بابرکت کلام قرآن مجید فرقان حمید کو حفظ کر کے ایک بے مثال کارنامہ انجام دے ڈالا جس پر ان کے ہم عمر بچوں کو بڑی حیرت ہوئی اور وہ مولانا کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ دوسری جانب اس عہد کے جید علماء اور علمائے دین نے ان کو بہت شاباشی دی اور ان کی بڑی حوصلہ افزائی کی۔ بلاشبہ یہ ایک بڑا اعزاز تھا جو اتنی سی عمر میں ان کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد مولانا کا علمی سفر آگے بڑھا اور وہ نوجوانی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اپنی علمی منزل کی طرف گامزن ہوگئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے نیشنل عربک کالج سے گریجوایشن کیا۔ اس کے بعد انہوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے ''عربی فاضل'' کی سند حاصل کی اور ''درس نظامی'' (فاضل) کی سند دارالعلوم عربیہ میرٹھ سے حاصل کی۔ مولانا کو سترہ زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں عربی، فارسی، انگریزی، اور فرانسیسی شامل تھیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی جمعیت علمائے پاکستان کے صدر اور متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین تھے۔ 1972ء میں انھوں نے مکۃ المکرمہ میں دارالارقم کے مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی داغ بیل ڈالی تھی۔ وہ گیارہ سال تک ورلڈ مسلم الیمز آرگنائزیشن کے اعزازی جنرل سیکرٹری رہے۔ انہوں نے بے شمار غیر مسلموں سے مناظرے کئے تھے اور ان کو مضبوط اور ٹھوس دلائل کی بنیاد پر شکست دی جس کے بعد ان

لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔اس طرح فروغ اسلام کا سلسلہ جاری رہا اوران کی محنت اور کوششوں سے دنیا بھر کے لوگ اس مشکل زمانے میں بھی اسلام قبول کرتے رہے۔ 1970ء میں وہ پہلی مرتبہ کراچی سے پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبر منتخب کئے گئے اور اس کے فوراً بعد اتفاق رائے سے جمعیت علمائے پاکستان (جے یو پی) کے لیڈر منتخب کر لئے گئے۔اس وقت وہ پاکستان کے ایوان بالا سینٹ کے ممبر بھی تھے۔مولانا نے تحریک پاکستان کے دوران بھی بہت اہم اور متحرک کردار ادا کیا تھا۔انھوں نے مسلم نوجوانوں پر مشتمل نیشنل گارڈ فورسز کے دستے قائم کئے تھے۔جنھوں نے نہ صرف تحریک پاکستان کے دوران اہم کردار ادا کیا تھا بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی اس نومولود مملکت کی تعمیر اور استحکام میں حصہ لیا تھا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے قیام پاکستان کے بعد 1950ء میں میرٹھ سے ہجرت کی تھی وہ اس بات پر بڑا فخر کرتے تھے کہ وہ اپنے وقت کے ایک عظیم شاعر مولانا اسماعیل میرٹھی کے شہر سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا اسماعیل میرٹھی کی ادبی حیثیت اور علمی مرتبے کا ایک زمانہ معترف تھا اور آج بھی ہے۔پاکستان آنے کے بعد بھی مولانا شاہ احمد نورانی دین اسلام کے فروغ اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کے لئے شب و روز کام کرتے رہے۔انھوں نے بے شمار غیر مسلموں کو تعلیم دی۔یہ ان کی تعلیم کا فیض تھا کہ ان کے ہاتھوں پر بے شمار غیر مسلموں اور خاص طور پر ان کے شاگردوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

پاکستان آنے کے بعد 1970ء تک کا عرصہ مولانا شاہ احمد نورانی نے ساری دنیا کے دورے کرنے اور اسلام کا پیغام عام کرنے میں گزار دیا۔مولانا کو اسلام سے بے حد محبت تھی۔آپ رسول کریم ﷺ کے عشق سے سرشار تھے۔مولانا کی قرأت سننے کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے۔مولانا جب اپنی خوبصورت آواز کا جادو جگاتے اور ان کے ہونٹوں سے قرآنی آیات کے پھول جھڑتے تھے تو لوگ جھوم اٹھتے تھے۔ان کی محفلوں میں ان کی قرأت سن کر لوگوں کو روتے اور آنسو بہاتے دیکھا گیا ہے۔ رمضان المبارک کی مقدس، روح پرور اور بابرکت راتوں میں جب وہ تراویح میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو سننے والوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے تھے۔اس وقت بھی دنیا بھر میں ان کے معتقدین کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔مولانا کو ایک بڑا شرف یہ بھی حاصل ہوا کہ شہر نبی ﷺ مدینہ منورہ کے ایک بہت بڑے مذہبی عالم اور رہنما کی صاحبزادی آپ کی زوجیت میں آئی تھیں۔بلاشبہ یہ ایک ایسا اعزاز تھا جس پر مولانا کو زندگی بھر فخر رہا اور ان کی اولاد کو ہمیشہ رہے گا۔مولانا کے دو صاحبزادے

ہیں۔ ان کی ایک بہن ڈاکٹر فریدہ اس وقت بھی قومی اسمبلی کی ممبر ہیں۔

مولانا ایک نرم مزاج، خلیل، خوش گفتار اور حلیم الطبع انسان تھے۔ ان میں قوت برداشت کا مادہ بہت وافر مقدار میں پایا جاتا تھا۔ ان کو کبھی مشتعل ہوتے نہیں دیکھا گیا۔ اگر کبھی کوئی بات ناگوار گزرتی تو مسکرا کر ٹال دیتے اور اس کا دوبارہ تذکرہ بھی نہ کرتے تھے۔ اپنے ماتحتوں، دوستوں، ملازموں، اور معتقدین کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آتے تھے۔ دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی اسلام کے خلاف کوئی بات ہوتی تو مولانا شاہ احمد نورانی سب سے پہلے اس کے خلاف آواز اٹھاتے تھے۔ انھیں بلاشبہ اس صدی کا انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار قرار دیا جاسکتا ہے۔ انھوں نے ہر فورم پر مظلوم انسانیت کے لئے بالعموم اور مظلوم مسلمانوں کے لئے بالخصوص بہت آواز اٹھائی تھی۔ رسول کریم ﷺ کے عشق سے سرشار یہ عالم دین نیکی کا بندہ تھا۔ صرف نیکی کرنا جانتا تھا۔ برائی اس کی سرشت میں تھی ہی نہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی اسلام کے سچے پیروکار اور رسول خدا ﷺ کے سچے عقیدت مند تھے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی میں سات بار حج بیت اللہ کی سعادت کا شرف حاصل کیا تھا۔ انھوں نے عمرے اتنی بڑی تعداد میں کئے تھے کہ ان کی گنتی ان کے چاہنے والوں کو بھی معلوم نہیں ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے خطبات کی کیسٹوں کی تعداد ساڑھے چار سو سے زائد ہے۔ دنیا بھر میں ان کے مداح اور پرستار، بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

مولانا دل کے مریض تھے۔ ان کے دو بائی پاس ہو چکے تھے۔ جن میں سے پہلا بائی پاس 1978ء میں جبکہ دوسرا 1986ء میں ہوا تھا۔ دل کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد بھی ان کے فولادی عزائم کم نہ ہوئے اور وہ موت کو مسلسل شکست دیتے زندگی کو ساتھ لئے آگے بڑھتے رہے مگر 11 دسمبر 2003ء کی دوپہر کو موت سے کافی عرصے سے جاری جنگ ہار گئے اور اس روز پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں علم دین کا یہ روشن آفتاب غروب ہو گیا۔ وہ اسلام اور پاکستان کے لئے زندہ رہے اور اسلام آباد میں وفات پا کر ثابت کر گئے کہ انھیں اسلام سے کتنا پیار تھا۔

روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2003ء

# مولانا نورانی دینی جماعتوں کے اتحاد کے داعی

عامر الیاس رانا

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی شمع رسالت کے پروانے اور قادیانیت کے خلاف ختم نبوت کی تحریک کے ہراول دستے کے قائد تھے۔ پوری زندگی تبلیغ دین کے لئے وقف کر چکے تھے اور جب حالیہ رمضان المبارک میں ایم ایم اے سمیت ساری سیاسی قیادت ایل ایف او کے بخار میں مبتلا تھی تو مولانا شاہ احمد نورانی ہمیشہ کی طرح اپنی عادت کے مطابق سب کام چھوڑ کر کراچی پہنچ گئے جہاں انہوں نے تراویح اور تہجد میں وقت لگایا اور قرآن پاک کی تعلیم دی۔ ایم ایم اے کی ساری قیادت انہیں کراچی سے اسلام آباد لانے بھی گئی لیکن انہوں نے کہا کہ وہ اپنے اس پروگرام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ مولانا شاہ احمد نورانی ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ تھے اور ان کی دعوت وتبلیغ سے یورپ اور افریقہ میں ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اپنی زندگی کے آخری اتحاد میں ملک کی کم وبیش تمام مذہبی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل کے صدر تھے اور یہ ان کی دانشمندی تھی کہ جمعیت علمائے اسلام اور جماعت اسلامی دونوں کو متعدد مختلف اختلاف کے باوجود اکٹھے اور متحد رکھا۔ اسلامی اور دینی جماعتوں کو ملک کی تاریخ میں تاریخ ساز سیاسی کامیابی دلوائی۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی ذات اور پارٹی کے مفادات کو بھی بالائے طاق رکھ کر دینی جماعتوں کے اتحاد کو فوقیت دی۔ الیکشن کے لئے نشستوں کے نام پر لڑنے کی بجائے دینی جماعتوں کا اتحاد کامیابی سے چلایا اور اب تک چلائے جا رہے تھے۔ صدر ضیاء الحق جب اپنے عروج پر تھے۔ تو انہوں نے جنرل ضیاء الحق پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ دوسروں کو اسلام کی بات بتاتے ہیں اور خود سگریٹ پیتے ہیں۔ جو غلط بات ہے اس پر جنرل ضیاء الحق نے سگریٹ نوشی چھوڑ دی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے متحدہ مجلس عمل کو بہت بڑا دھچکا پہنچا ہے اور اپنی وفات سے محض 42 گھنٹے قبل انہوں نے ایوان صدر میں ایک سرکاری عشائیہ میں صدر جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی جو سلام دعا تک محدود رہی۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ایک بار سابق صدر یحییٰ خان سے ملنے سے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ ان کے حالات زندگی اسلامی شعار کے قطعی خلاف تھے۔ سال کے اکثر مہینے یہ بیرون ملک تبلیغ میں گزارتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی لیگل فریم ورک آرڈر پر حکومت سے جاری مذاکرات کے بارے میں پوری طرح باخبر تھے اور اپنے موقف پر قطعی انداز میں مرتے وقت تک ڈٹے رہے کہ صدر مملکت کو

اپنی آرمی چیف کے عہدہ چھوڑنے کی مدت کا تعین کرنا ہوگا۔ ورنہ معاہدہ نہیں ہو سکے گا۔ اب آنے والے دنوں میں یہ دیکھنا ہوگا کہ ایم ایم اے کی قیادت مولانا کے مشن کو کس طرح سے آگے لے کر بڑھتی ہے کہ وہ دینی جماعتوں کے اس اتحاد کو ہر صورت میں کامیاب دیکھنا چاہتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان اس وقت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی جب اسلامی جمہوری اتحاد (آئی جے آئی) سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کی صدارت میں سیاسی حقیت بنا تو مولانا شاہ احمد نورانی کے دست راست مولانا عبدلستار خان نیازی چاہتے تھے کہ جے یو پی اس اتحاد کا حصہ بنے لیکن علامہ شاہ احمد نورانی کا مؤقف تھا کہ سندھ میں آئی جے آئی زیادہ مظبوط نہیں ہے لہذا اس کے ساتھ اتحاد کا فائدہ نہیں ہوگا لیکن مرحوم مولانا عبدالستار خان نیازی ایم ایس ایف میں رہنے کی وجہ سے مسلم لیگ کے لئے ایک نرم گوشہ رکھتے تھے۔ اس معاملے پر جے یو پی دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ بہر حال اب مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے بہت دیر تک پر نہیں ہو سکے گا۔

روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2003ء

---

## مولانا نورانی کا غم

غالب عرفان

مولانا نورانی کا غم — موت العالم موت العالم
شاہ احمد نورانی کیا تھے — علم کا دریا، علم مجسم
وقت کی نبض پہ ہاتھ تھا جن کا — اور آنکھوں میں اک جام جم
جہد مسلسل جن کا مسلک — دل میں لیکن امت کا غم
جسم اور جاں میں حدت ایماں — فکر و نظر میں بہار کا موسم
جنت ان کی منزل ہو اور — اللہ کی رحمت ہو ہردم

روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2003ء

# ایک عالم دین اور مدبر سیاستدان کی جدائی

عمران لاری

مولانا شاہ احمد نورانی کا نام ملک کے دینی اور سیاسی میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا کو عربی، انگریزی اور فرانسیسی سمیت بارہ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اسی لئے وہ پوری دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام اپنی ابتدائی زندگی ہی سے انجام دے رہے تھے۔ پاکستان کے قیام کے بعد انہوں نے باقاعدہ تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ ان کو اعزازی طور پر ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کا جنرل سیکرٹری بھی منتخب کیا گیا۔ اس منصب پر رہتے ہوئے وہ بارہ سال تک مسلم امہ کے اتحاد کے لئے کوشاں رہے۔ 1972ء میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور انٹرنیشنل اسلامک مشنریز کے صدر منتخب ہوئے۔ مولانا کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ سیاست پر بھی عبور حاصل تھا۔ اسی لئے وہ ملک کی سیاست میں شامل ہو گئے اور 1970ء میں وہ پہلی بار کراچی سے پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے 1971ء میں سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں وزارتِ عظمیٰ کا انتخاب بھی لڑا لیکن ناکام رہے۔ تاہم انہوں نے بھٹو حکومت کے خلاف بھرپور تحریک چلائی۔ جس کے بعد 1972ء میں ان کو جمعیت علمائے پاکستان کا صدر منتخب کرلیا گیا جس سے ان کی سیاسی حیثیت اور بھی مستحکم ہوگئی اور وہ 1973ء میں سینٹ کے رکن منتخب ہوئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے تحریک ختم نبوت میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد بھی مولانا شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں پیش کی تھی اور اس کی منظوری میں اہم کردار ادا کیا تھا جبکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام کی قرارداد بھی انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ 1977ء کے انتخابات میں ملک کی نو جماعتوں کا اتحاد پاکستان نیشنل الائنس کے نام سے وجود میں آیا جس نے پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کراچی سے ان انتخابات میں حصہ لیا۔ یہ وہ وقت تھا جب کراچی کو مذہبی جماعتوں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ اسی لئے مولانا کو اس بار بھی ان انتخابات میں کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ پارلیمنٹ کی آئینی کمیٹی کے بھی رکن تھے۔ تاہم ان انتخابات کے نتائج نے پورے ملک کی سیاسی فضا میں ہلچل پیدا کر دی۔ پاکستان قومی اتحاد نے انتخابات کے نتائج کو تسلیم نہ کرتے ہوئے ملک گیر احتجاجی تحریک کا آغاز کردیا۔ جس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے نتیجے میں ملک کو ایک بار پھر مارشل

لاء کا سامنا کرنا پڑا۔ جنرل ضیاء الحق کے اقتدار سنبھالنے کے بعد جمعیت علمائے پاکستان میں اختلافات نے جنم لیا اور اس کے دو گروپ بن گئے۔ جس میں سے ایک کی قیادت مولانا شاہ احمد نورانی کے پاس تھی جبکہ دوسرے کی مولانا ستار نیازی کے پاس۔ مولانا ستار نیازی مارشل لاء حکومت کے قریب رہے جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی ملک میں جمہوریت کے قیام کے حق میں تھے۔ انہوں نے ملک میں جمہوریت کے قیام کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور جنرل ضیاء الحق کے خلاف تحاریک میں اپنا کردار ادا کیا۔ 1986ء سے ملک اور خصوصاً کراچی میں ایم کیو ایم کے عروج کے بعد مذہبی جماعتوں کا اثر رسوخ کم ہو گیا لیکن اس دوران بھی مولانا شاہ احمد نورانی اپنی جدوجہد میں لگے رہے۔ اسی دوران انہوں نے پوری دنیا میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے تبلیغ کا عمل بھی جاری رکھا۔ ان کا شمار ان چند اسکالرز میں ہوتا ہے جن کا نام یورپ، افریقہ اور امریکہ تبلیغ اسلام کے لئے بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے پوری دنیا میں ورلڈ اسلامک مشن کی شاخیں قائم کیں اور پوری دنیا میں درجنوں مساجد کی تعمیر کی۔ وہ ملی یکجہتی کونسل کے صدر منتخب ہوئے تو انہوں نے ملک میں ایک بار پھر دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوششیں تیز کر دی۔ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے واقعے کے بعد جب پوری مغربی دنیا مسلم امہ کے خلاف متحد ہونے لگی تو افغانستان سے تعلقات کی وجہ سے پاکستان کی سالمیت کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا۔ ایسے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ملک کی تمام دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوشش شروع کی اور تمام دینی جماعتوں کے اتفاق رائے سے متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا اور انہی کی قیادت میں ملک میں امریکہ مخالف تحریک نے زور پکڑا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کو متحدہ مجلس عمل کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ افغانستان پر امریکہ کی فوج کشی کی مولانا نے شدید مخالفت کی۔ متحدہ مجلس عمل کے تحت تمام دینی جماعتوں نے عام انتخابات میں حصہ لیا۔ اس وقت بھی متحدہ مجلس عمل مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں ملک میں مکمل جمہوریت کے قیام اور ایل ایف او کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہے اور توقع کی جا رہی تھی کے بہت جلد حکومت اور متحدہ مجلس عمل کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا لیکن مولانا کے اچانک انتقال سے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ ایک بار پھر تعطل کا شکار ہو جائے گا۔ ان کا ملک میں مختلف مذہبی مکتبہ فکر کی جماعتوں کو متحد کرنے میں بہت اہم کردار رہا۔ وہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور سینیٹ میں قائد حزب اختلاف بھی تھے۔ وہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے جدوجہد میں بھی برابر شریک رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا کے انتقال سے ملک ایک تحمل مزاج سینئر سیاست دان اور عالم دین سے محروم ہو گیا ہے اور جب بھی ملک کی سیاسی تاریخ رقم کی جائے گی۔ اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کا نام سرفہرست ہوگا۔

روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2003ء

# مولانا نورانی کی رحلت

## مذہبی سیاست کا ایک باب بند ہو گیا

اشاعت خاص
آصف مالک

اسلام آباد متحدہ مجلس عمل اور حکومت کے درمیان سمجھوتے کا ایشو اپنی انتہا پر تھا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک حرکتِ قلب بند ہونے کے باعث رحلت ملکی سیاست کا ایک عجیب ٹرننگ پوائنٹ بن گئی۔ 77 سالہ نورانی میاں پیرانہ سالی میں بھی انتہائی فعال تھے اور ایک پریس کانفرنس سے خطاب کی تیاری کر رہے تھے کہ مالکِ حقیقی کا بلاوا آ گیا۔ یوں ملک میں مذہبی سیاست کا ایک اہم باب بند ہو گیا ہے۔ دنیا بھر میں ان کے مداح تو انتہائی صدمے کی حالت سے دوچار ہیں ہی لیکن پاکستان میں مذہبی سیاست اور متحدہ مجلس عمل کے لئے بھی یہ ایک بہت بڑا ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

پاکستان میں مذہبی سیاست ہمیشہ ایک عجیب مخمصے سے دوچار رہی ہے۔ قائداعظم نے پاکستان کو ایک جمہوری ریاست بنایا تھا۔ اور جمہوریت کا اصول، چرچ اور اسٹیٹ کی علیحدگی، ہے یعنی ایک جمہوری ریاست میں مذہب فرد کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے اور ریاستی معاملات میں مذہبی عناصر کا عمل دخل نہیں ہوتا لیکن قیام پاکستان کی ابتدا اور قائدِ اعظم کی رحلت کے بعد ایک طرف تو حکمراں جماعت مسلم لیگ کے جاگیردار عناصر، بیوروکریسی اور ملٹری نے اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے جمہوری حکومتوں کا خاتمہ کیا۔ قائداعظم کے دست راست پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان ہی قتل کر دیئے گئے، دوسری طرف مذہبی سیاست دانوں حرف عام میں ملا عناصر نے پاکستان کو ایک جمہوری فلاحی ریاست نہ بننے دینے میں جاگیرداروں، بیوروکریسی اور ملٹری کا بھرپور ساتھ دیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان کی طرح یہاں زرعی اصلاحات نہ ہو سکیں۔ خارجی محاذ پر پاکستان مکمل طور پر امریکی کیمپ میں چلا گیا اور ملک کے سب سے بڑے صوبے بنگال میں زیادتیوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا جہاں کی قیادت متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ ان ہی مذہبی عناصر کے دباؤ پر 1956ء میں قرارداد مقاصد منظور کی گئی اور بعد ازاں 1973ء کے متفقہ آئین کا بھی لازمی حصہ بنا دی گئی۔ پاکستان میں مذہبی سیاست کرنے والی بڑی جماعتیں، جن میں جماعت اسلامی سرفہرست ہے۔ وہ جماعتیں ہیں جو قیام

پاکستان سے قبل قائداعظم کو کافراعظم قرار دیتی تھیں اور پاکستان بننے کی مخالفت کرتی تھیں۔ تاہم مولانا
شاہ احمد نورانی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے والد بھی تحریک پاکستان میں سرگرم تھے۔ اور خود مولانا نورانی
نے تحریک پاکستان کے دوران نیشنل گارڈ فورسز کے مسلم نوجوانوں کو آرگنائز کیا تھا۔ پچاس کے عشرے
میں پاکستان کے جید علماء نے جمعیت علمائے پاکستان تشکیل دی۔ ابتداء میں یہ تنظیم صرف تبلیغ دین تک
محدود تھی۔ لیکن 1970ء سے اس جماعت نے انتخابی سیاست میں بھی بھرپور حصہ لینا شروع کردیا۔ اس
برس ہونے والے انتخابات میں مولانا نورانی نے کراچی سے قومی اسمبلی کا الیکشن جیتا اور جمعیت علمائے
پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ بقول مولانا نورانی ''ان دنوں میں ملک میں سوشلزم کے نعرے تقویت
حاصل کررہے تھے لہٰذا ہم نے پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے عام انتخابات میں حصہ
لیا۔

مولانا آخری سانس تک جے یو پی کے سربراہ کے عہدے پر فائز رہے۔ اگرچہ چند برس پہلے
مولانا نے یہ عہدہ چھوڑنا چاہا تھا مگر جے یو پی کے رہنماؤں نے ان کا فیصلہ قبول نہیں کیا تھا اور مولانا تا
حیات جے یو پی کے صدر رہے۔

جیسا کہ راقم نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ پاکستان میں مذہبی سیاست ہمیشہ سے ایک عجیب مخمصے
سے دوچار رہی ہے۔ اس حوالے سے مزید عرض یہ ہے کہ پاکستان میں مذہبی جماعتوں کا شور وغوغا ہمیشہ
زیادہ رہا ہے۔ یہ مذہبی جماعتیں ''شومین'' کا کردار تو ادا کرتی رہیں لیکن عملی طور پر جب بیلٹ بکس کھلے
ہیں تو نتائج توقع کے برعکس آتے ہیں۔ عوام نے مذہبی جماعتوں کو کبھی بھاری مینڈیٹ نہیں دیا پاکستان
میں جتنے بھی الیکشن ہوئے ان میں مذہبی جماعتوں کی کامیابی 15% سے زیادہ نہیں نکلی۔ پچھلے برس کے
عام انتخابات میں متحدہ مجلس عمل ایک بڑی جماعت بن کر ضرور ابھری ہے لیکن دوسری جماعتوں خصوصاً
پیپلز پارٹی کو ملنے والے ووٹوں کی تعداد اور مجموعی اعتبار سے بھی مجلس عمل پارلیمنٹ میں محض ایک بڑی
اقلیت ہے۔ اور یہ کامیابی صرف دو صوبوں (سرحد میں مکمل طور پر، بلوچستان میں جزوی طور پر اور سندھ
اور پنجاب میں خال خال) تک محدود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ کامیابی بھی افغانستان میں امریکی
جارحیت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی جذباتیت اور کچھ ایجنسیوں کے کھیل کے باعث ممکن ہوئی۔ یہ ایک
کھلی حقیقت ہے جس سے ہم سب واقف ہیں۔

70ء کے الیکشن میں اکثریتی جماعتیں پیپلز پارٹی اور عوامی لیگ تھیں جو ایک طرح سے

جماعتیں ہیں جبکہ تیسری طرف بھانت بھانت کی مسلم لیگیں اور مختلف جماعتیں تھیں جن میں مولانا شاہ احمد نورانی کی جمعیت علمائے پاکستان بھی تھی۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ 1970ء سے 1986ء تک کراچی میں مذہبی جماعتوں کا خوب طوطی بولا۔ ان مذہبی جماعتوں نے کراچی کو حزب اختلاف کا مرکزی شہر بنا دیا۔ اور بھٹو مرحوم کے خلاف تحریک نے اسی شہر میں جان پکڑی جب پورے شہر پر پاکستان قومی اتحاد کا غلبہ تھا مولانا نورانی جس کے اہم رکن تھے۔

مولانا نورانی ایک قابل احترام عالم دین تھے مگر سیاست کے معاملے میں وہ مکمل جمہوری اقدار پر یقین رکھتے تھے۔ اسی لئے 1973ء کا آئین جو پاکستان کا واحد متفقہ آئین ہے کہ تیاری و منظوری میں بھی مولانا پیش پیش تھے۔ اور اس حوالاے سے ان کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا نورانی آخری دم تک 73ء کے آئین کے دفاع کے لئے ڈٹے رہے۔

77ء کے الیکشن میں بھی مولانا کو حزب اختلاف کے ایک اہم رہنما کا درجہ حاصل تھا اور یہ الیکشن بھی انھوں نے کراچی سے جیتا۔ پاکستان قومی اتحاد نے جنرل ضیاء کے مارشل لاء کی حمایت کی تھی۔ یہ حمایت مولانا کو مہنگی پڑی کیوں کہ جنرل ضیاء جے یو پی کے دو اہم رہنماؤں ظہور الحسن بھوپالی اور حاجی حنیف طیب کو توڑ کر مجلس شوریٰ میں لے گئے جبکہ علامہ نورانی ان رہنماؤں میں شامل تھے جو مجلس شوریٰ کے مخالف تھے اور عام انتخابات کا مطالبہ کرتے تھے۔ ایم کیو ایم کی تشکیل کے بعد کراچی اور حیدر آباد میں مقبول مذہبی جماعتوں جے یو پی اور جماعت اسلامی کا اثر و نفوذ کم ہوتا گیا۔ 85ء کے غیر جماعتی انتخابات میں مولانا نورانی نے اپنی اصولی سیاست کی بناء پر حصہ نہیں لیا اور 1988 اور 1990 کے انتخابات میں حصہ لیا مگر یہ وہ دور تھا جب کراچی اور سندھ کے شہری علاقے ایم کیو ایم کا گڑھ بن چکے تھے۔ اس لئے مولانا نورانی کو ان انتخابات میں ڈاکٹر فاروق ستار کے مقابل بڑے مارجن سے شکست ہوئی۔ اس طرح JUP برائے نام ہی عملی سیاست میں رہ گئی۔ جے یو پی جماعت اسلامی کی طرح اسٹریٹ پاور نہیں رکھتی اور نہ ہی یہ جماعت اسلامی کی طرح منظم ہے۔ دوسری طرف 93 اور 97 کے انتخابات میں مولانا نورانی نے حصہ ہی نہیں لیا۔ البتہ وہ دم آخر تک ایم کیو ایم کے کٹر مخالف رہے اس جماعت کو دہشت گرد جماعت کہتے رہے اور ایم کیو ایم حقیقی کو سپورٹ کرتے تھے۔ مولانا نورانی نے دسمبر 1999 میں ایکسپریس کے سنڈے میگزین کے لئے راقم کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ایم کیو ایم اسلحے کے زور پر انتخابات جیتتی ہے جبکہ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ حقیقی والوں کے پاس اتنا اسلحہ نہیں جتنا اسلحہ الطاف حسین کے کارکنوں کے

پاس ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ 70 کے انتخابات کے علاوہ پاکستان میں جتنے بھی انتخابات ہوئے وہ انجنیئر ڈ تھے اور پاکستان میں جان بوجھ کر مذہبی جماعتوں کو شکست سے دوچار کیا گیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ سب سے پہلے الیکشن کمیشن کا احتساب کیا جائے۔ اس ادارے نے ہمیشہ غاصب حکمرانوں کو پاکستان پر مسلط کیا ہے۔

مولانا نورانی نے 90 کی دہائی میں جب عراق نے کویت پر چڑھائی کی اور امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو عراق اور صدام حسین کی حمایت میں بھرپور مہم چلائی اور صدام حسین کو ایک ہیرو کے طور پر پاکستان میں پیش کیا جبکہ اس وقت کے فوجی سربراہ مرزا اسلم بیگ کی پالیسی دوسری تھی۔ اسی طرح افغانستان اور عراق پر امریکی چڑھائی کے خلاف مولانا نے مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر بھرپور امریکہ مخالف مظاہرے کروائے۔ مولانا جنرل پرویز مشرف کے بھی آخری عمر تک مخالف رہے اور ان سے وردی اتارنے اور آئینی پیکج کو پالیمنٹ میں پیش کرنے کا مطالبہ کرتے رہے۔

یہ حقیقت ہے کہ مجلس عمل میں شامل دو جماعتوں جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کو ہی اسٹریٹ پاور حاصل ہے۔ صوبہ سرحد ہو یا صوبہ بلوچستان یا قومی اسمبلی و سینیٹ میں نمائندگی کا مسئلہ۔ اتحاد کے باوجود جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام کے درمیان رسہ کشی چلتی رہتی ہے۔ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن کی دو طاقتور شخصیت کے درمیان مولانا شاہ احمد نورانی پل کا کام دیتے تھے۔ کیوں کہ وہ ان دونوں رہنماؤں کے لئے قابل احترام شخصیت تھے۔ مولانا نے 9 دسمبر کو مجلس عمل کے اجلاس کی صدارت کی تھی جس میں مجلس عمل کی اسٹیئرنگ کمیٹی کے اس فیصلے کی توثیق کی گئی تھی کہ اگر 18 دسمبر تک حکومت نے آئینی پیکیج پارلیمنٹ میں نہیں پیش کیا تو پھر حکومت کے خلاف تحریک چلائی جائے گی۔ مولانا نورانی کی رحلت سے مجلس عمل ایک شدید دھچکے سے دوچار ہوئی ہے۔ کیا یہ اتحاد اسی طرح خوش اسلوبی سے چلتا رہے گا۔ اس کا فیصلہ بہت جلد ہو جائے گا۔ دوسری طرف اگرچہ شاہ فرید الحق کو جمعیت علمائے پاکستان کا عبوری صدر بنا دیا گیا ہے مگر اب جے یو پی ایک بند باب ہوتی نظر آ رہی ہے۔ کہ ہمارے ہاں کی ریت ہے کہ ادارے اور جماعتیں صرف ایک شخصیت کے بل بوتے پر ہی قائم رہتے ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2003ء

# مولانا نورانی کی رحلت۔ موت العالم موت العالم

حرف تمنا　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　ارشاد احمد حقانی

ایم ایم اے اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ ممتاز عالم دین، سکالر، ماہر السنہ، صوفی، درویش، جمہوریت کے چیمپئین، ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے مبرا اور محفوظ مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک موت ان کے اہل غاندان، اعزہ، وسیع حلقہ مداحین کے علاوہ پورے پاکستان کے لئے ایک عظیم سانحے کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا نورانی دینی قائدین اور سیاستدانوں کی اس صف سے تعلق رکھتے تھے جو بڑی تیزی سے معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ انہوں نے پوری زندگی تبلیغ اور دین کی خدمت تو کی ہی تھی قوم کی سیاسی تاریخ کے ہر اہم موڑ پر انہوں نے جمہوریت کا علم بھی تھاما اور اپنی بے لوث اور مدبرانہ قیادت سے ہر جمہوری تحریک کو قیادت اور رہنمائی فراہم کی اتنا وسیع حلقہ احباب و مریدین رکھنے کے باوجود وہ 54 سال تک کرائے کے مکان میں رہنے اور کچھ ہی ماہ پہلے اپنی اہلیہ کے وسائل سے ایک مکان خریدنے پر آمادہ ہوئے۔ مولانا کے کمالات کو دیکھا جائے اور ان کی جامع الصفات شخصیت پر نظر ڈالی جائے تو انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ وہ دنیا بھر میں کہیں بھی ہوں اور کسی بھی قسم کی سیاسی مصروفیات میں مشغول ہوں۔ رمضان المبارک میں وہ نماز تراویح کی امامت خود کرتے اور قرآن مجید سناتے۔ اس قسم کی دائم پابندی صرف ایک عالم باعمل ہی کر سکتا ہے۔ وہ زبردست محب وطن تھے۔ علاقائی، صوبائی، لسانی اختلافات کے دل سے مخالف تھے اور پاکستانی قومیت پر گہرا ایمان رکھتے تھے۔ یہ رسمی بات نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے کہ ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا جلد پر نہیں ہو سکے گا۔ نواب زادہ نصر اللہ خان کی رحلت کے اڑھائی ماہ بعد قوم کو ایک جامع الصفات شخصیت سے محروم ہونا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ ہم ان پسماندگان اور عقیدت مندوں سے دلی اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔　　　　روزنامہ جنگ 13 دسمبر 2003ء

---

## مولانا نورانی

انور شعور

کل زباں پر تھا آہ نصر اللہ
آج لب پر ہے آہ نورانی
شمع جمہوریت اٹھائے ہوئے
کر گئے کوچ شاہ نورانی

روزنامہ جنگ 13 دسمبر 2003ء

# مولانا شاہ احمد نورانی پر بھرپور تحقیق و تدوین کی جائے

جمیل الدین عالی

بعض اوقات سوچے سمجھے موضوعات دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔آج بروز جمعہ بتاریخ بارہ دسمبر شاہ احمد نورانی کی وفات پر لکھے بغیر کسی موضوع پر نہیں لکھا جاسکتا۔اتفاق کہ وہ اچانک ہوئی مگر بہر حال کل من علیہا فان۔۔۔۔۔اور وقت مرگی تو بلانے والے کا بھی ہوتا ہے۔کہنے کو مولانائے مرحوم بھی (میرٹھ سے آنے والے) مہاجرین میں شامل تھے مگر تمام عمر پاکستان میں لاکھوں کروڑوں فرزندان زمین کی طرح بلکہ بعض سے بہت زیادہ سرور پاکستانیت سے سرشار رہے۔اپنی سچائی کی روشنی میں پاکستانی سیاست میں بھی حصہ لیا خصوصاً ساتویں دہائی سے تو سیاست میں نمایاں قائدانہ حیثیت حاصل کرتے ہوئے سیاسی تحریکوں میں بڑی دلیرانہ عملیت کا ثبوت دیا۔بعض اوقات مخالف حکومت کاروائیوں میں زبانی اور عملی حصہ لینے کی وجہ سے قید و بند کے مصائب بھی برداشت کرنے پڑے۔

ان کے یا کسی بھی سیاسی شخصیت کے سیاسی نظریات و عمل سے اتفاق، اختلاف، جمہوری روایات میں کسی بھی شہری کا حق ہے اور یہ عمل ہمارے موجودہ سیاسی حالات میں بھی جاری تھا مگر کسی بھی مخالف حلقے نے ان کے لئے کبھی بے احترامی کا مظاہرہ نہیں کیا اس کا ایک سبب مخالفین کی اپنی شائستگی بھی ہوسکتا ہے۔ (ہماری سیاست اور شائستگی؟ حیرت۔حیرت) دوسرا ان کا عالم دین ہونا بھی۔تیسرا ان کا طویل دور تبلیغ بھی ان کا علم و فضل تبلیغی خدمات دینی شخصیت جو ان کی خاندانی روایات کا قابل فخر حصہ ہی نہیں بلکہ کئی بڑے بڑے موضوعات بھی ہیں ان پر کام ہوتا رہا ہے مگر اب کہ رضا الٰہی سے مولانا ہم میں نہیں رہے ان کے ادارے مداحین کا فرض ہے کہ ان کے علمی فضائل اور ان کی دینی تبلیغ اور سیاسی خدمات پر ایک بھرپور تحقیقی دستاویز تیار کرائی جائے۔ایسے لوگ جو اپنی زندگی ہی میں تاریخ بن جائیں تاریخ میں ان کے لئے مستند اور محقق دستاویز حیات ایک فیض جاریہ کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک نظری اور عملی جدوجہد پر بھی بڑی رہنمایانہ مثال کا کردار ادا کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا شاہ احمد نورانی کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔آمین۔

جنگ 15 دسمبر 2003ء

# ایک قومی سانحہ

نوشتہ دیوار　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　نفیس صدیقی

یہ ایک قومی سانحہ تو ہے ہی، میرے لئے یہ ایک ذاتی نقصان بھی ہے۔ نورانی میاں کی شخصیت میرے لئے سچ مچ ایک سایہ دار پیڑ کی تھی۔ جس کی چھاؤں میں سکون ہی سکون تھا۔ میری سیاسی زندگی میں کئی اتار چڑھاؤ آئے۔ مگر میں نے ہر دو میں حضرت کو اپنا ہم ساز پایا۔ میں جب بھی کراچی میں ہوتا۔ عید کی نماز حضرت کی امامت ہی میں ادا کرتا۔ نماز کے بعد ان کی خصوصی محبتیں میرے لئے اس دن کا سب سے بڑا احسان ہوتیں۔ پی این اے سے لے کر ایم آر ڈی اور ایم آر ڈی سے لے کر آج تک میں نے مولانا کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اہم معاملات میں میں نے ان سے مشورہ بھی چاہا اور بعض سیاسی معاملات پر ان کی حمایت بھی طلب کی میں یہی کہہ سکتا ہوں انہوں نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔ میں نے جب بھی انہیں زحمت دی۔ انہوں نے ہمیشہ کرم فرمایا۔ یقیناً ہمارے ملک کی سیاسی تاریخ کو پے در پے دو بڑے صدمات برداشت کرنا پڑے ہیں۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد حضرت شاہ احمد نورانی بھی چلے گئے۔ میری ان دونوں بزرگوں سے بڑی ہی عقیدت مندانہ دوستی کے تعلقات تھے۔ دونوں نے ہمیشہ مجھ پر کرم فرمایا۔ میں نے جب حضرت کے انتقال کی خبر سنی تو پہلا کام یہ کیا کہ بھاگ کر حضرت کی رہائش گاہ گیا۔ مجھے تو ذاتی نقصان کا احساس اتنا شدید تھا کہ ان کے بہت سے مریدوں کی طرح جو اس لمحے غم سے نڈھال تھے۔ میرا دل بھی بیٹھا جا رہا تھا۔ مولانا کا یہ گھر اسی جگہ ہے جس کی پچھلی ہی گلی میں میں 20 برس مقیم رہا ہوں اور جہاں مولانا بار بار تشریف لاتے رہے ہیں۔ میں زیادہ دیر یہاں ٹھہر نہیں سکا اور غم کا بوجھ لئے واپس آ گیا۔

مولانا بلاشبہ ایک ایسی جماعت کے سربراہ تھے جس کا تعلق علمائے کرام کے ایک مسلک سے تھا مگر ان کی طبیعت میں تنگ دلی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ البتہ اصولوں پر ڈٹ جانے والے اور اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ اپنے قریبی سے قریبی ساتھیوں کو بھی معاف نہ کرتے تھے۔ مگر جب اصولوں کی وجہ سے اتحاد کی ضرورت پڑتی تو وہ سب سے آگے ہوتے۔ آخر علماء کا موجودہ اتحاد انہیں کی قیادت میں ہوا اور کامیابی سے چل رہا تھا۔ متحدہ مجلس عمل نے حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا فیصلہ بھی انہی کی قیادت میں کیا تھا۔ زندگی کے آخری لمحے بھی وہ سینٹ میں اس لئے جا رہے تھے کہ وہاں انہیں ایک پریس کانفرنس

سے خطاب کرنا تھا۔ مجلس عمل ہی نہیں ان کے اے آر ڈی کی قیادت سے بھی بڑے قریبی تعلقات تھے اور وہ ان کے نقطہ نظر کو بہت اچھی طرح سمجھتے تھے۔

ان کا تعلق ایک ایسے خانوادے سے تھا جو اپنی مثال آپ تھا۔ آپ کی ساری نسبتیں ہی کمال کی تھیں۔ آپ کے والد محترم مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی اپنے وقت کے شہرہ آفاق داعی تھے۔ وہ دنیا بھر میں اسلام کا پیغام لے کر گئے۔ ہزاروں افراد ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ برناڈ شا سے ان کی خط و کتابت مشہور ہے۔ انہیں موت کے بعد جگہ ملی تو جنت البقیع میں۔ عجیب بات ہے حضرت کی شادی بھی اسی دیار میں رہنے والے ایک خاندان میں ہوئی۔ حضرت ضیاء الدین مہاجر مدنی نے کوئی ایک صدی مدینہ کی گلیوں میں گزاری۔ وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے جید خلفاء میں گنے جاتے ہیں۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر فضل الرحمٰن دنیائے اسلام کے نامور اور ممتاز عالم تھے۔ انہی کی صاجزادی حضرت کی اہلیہ ہیں۔ گھر میں عربی زبان اس طرح بولی جاتی ہے جیسے یہی بول چال کی زبان ہو۔ حضرت خود انگریزی، عربی، فاسی سمیت 17 زبانوں کے عالم تھے۔ عشق رسول میں رنگے ہوئے تھے۔ زیادہ وقت دنیا بھر میں تبلیغ دین میں گزرتا۔ کم لوگ ہوں گے جن کی ذات میں اتنی شخصیتیں یکجا ہو جاتی ہوں گی۔ ایک سیاسی مدبر، ایک عالم دین، ایک مبلغ، ایک خطیب شعلہ بیاں وہ اپنی ذات میں انجمن تھے۔ جب وہ منظر پر آئے تو خود ان کے مسلک کے علماء میں بڑے بڑے نام موجود تھے۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے سبھی نے حضرت کی قیادت کو تسلیم کر لیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ انہوں نے بڑی جرت اور بصیرت سے اپنے ہم مسلک ساتھیوں کی قیادت کی اور انہیں سیاست کی مین اسٹریم کا حصہ بنا دیا۔

1970 کے انتخابات میں کراچی سے جو دو چار شخصیتیں ابھریں وہ ہماری قومی تاریخ کا حصہ ہیں۔ ان میں پروفیسر غفور احمد، سردار شیر باز مزاری، اور حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نمایاں ترین تھے۔ گزشتہ تین دہائیوں سے انہوں نے سیاست کو ایک انداز دیا۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے ان سب سیاسی شخصیتوں سے کسب فیض کیا ہے۔ بلکہ یوں کہوں کہ جب میں نے عملی سیاست میں قدم رکھنے کا فیصلہ کیا تو میرے اردگرد کا سیاسی ماحول انہیں شخصیات سے عبارت تھا۔ اگر چہ میرے ساتھ، طالبعلمی کے زمانے میں ساتھیوں کی ایک پوری نسل تھی۔ جنہوں نے اس ملک کو خوبصورت اور خوش حال دیکھنے کے خواب دیکھے تھے۔ اور اس کے لئے جدوجہد کی تھی۔ آج وہ لوگ بھی ہمارے قومی منظر کا حصہ ہیں۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ اس نسل کی خوش قسمی یہ تھی کہ انتخابی عمل کے ذریعے جن شخصیات کو آگے آنے کا موقع ملا وہ یقیناً

آئینڈیل شخصیات تھیں۔

کراچی آہستہ آہستہ بہت بدلا ہے۔ یہاں کی سیاست میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ صرف پتھر ہی اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ وگرنہ زندہ وہی رہتا ہے جو تبدیلیوں کے ساتھ چلتا ہے۔ خود میری انقلابی روح ان سب سرچشموں کا پانی پیتے ہوئے ابھی تک محو پرواز ہے۔ مگر میں اس سفر کے دوران ان گھنے اشجار کو نہیں بھول سکتا جن پر پناہ لے کر میں نے مستقبل کے راستے ڈھونڈے تھے۔ یقیناً میری رفتار میں ان چھتناروں کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی بھی شامل ہے اور آج حضرت شاہ احمد نورانی کی میت پر کھڑے ہو کر مجھے اعتراف کرنے دیجئے کہ میں جو کچھ ہوں یہ شہر جو کچھ ہے یہ ملک جو کچھ ہے۔ ہماری سیاست جو کچھ ہے اس میں حضرت شاہ احمد نورانی جیسے لوگوں کا بہت ہاتھ ہے۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے

روزنامہ جنگ 24 دسمبر 2003ء

# اور بڑھی تاریکی

نقشِ خیال عرفان صدیقی

جانوروں کے زندہ رہنے کے لئے شاید ہوا پانی اور خوراک کافی ہوتے ہوں لیکن وہ جسے آدم کا نام دے کر مخلوقات کا سردار بنایا گیا اور جس کی تعلیم کے لئے فرشتوں کو فرمان جاری ہوا اس کی زندگی بہت کچھ مانگتی ہے۔ سوچنے والا دماغ اور حساس دل رکھنے والے انسان کو ہوا پانی اور خوراک کے علاوہ بھی بہت کچھ چاہئے۔ جدید میڈیکل سائنس بتا چکی ہے کہ انسان کو لاحق ہونے والا بیشتر بیماریوں کا سرچشمہ اس کی سوچ ہے۔ سوچ، پیچ و تاب، کڑھنے، بے کل رہنے اور لمبی راتیں جاگ کر گزارنے والے لوگ کسی دن بیٹھے بیٹھائے اسی طرح رخصت ہو جاتے ہیں جس طرح مولانا شاہ احمد نورانی دامن جھاڑتے ہوئے آخری منزل کو نکل گئے۔ شاید سوچ، تفکر، احساس، گھٹن، دل سوزی اور بے خوابی کی اسی کیفیت نے قائداعظم محمد علی جناح کی صحت و توانائی کو نچوڑ کر ایک مہلک بیماری میں مبتلا کر دیا تھا اور وہ وقت سے پہلے ہمارا ساتھ چھوڑ گئے۔ کہتے ہیں حمید نظامی جیسا مرد آزاد بھی مارشل لا کی نامہرباں رات کے ہاتھوں نڈھال ہو گیا تھا اور ماحول کی اذیت ناک گھٹن نے اس جری شخص کو نگل لیا تھا۔ راستے بند ہوتے چلے جائیں، محکومی و بے چارگی کا تاثر بڑھنے لگے۔ قومی آزادی و خود مختاری کا بھاؤ گر جائے۔ آئین، قانون، انصاف، ضابطے اور قاعدے، زور آوروں کے کھلونے بن جائیں اور زندہ رہنے کی امنگ دینے والے خواب ایک ایک کر کے کرچیاں ہوتے چلے جائیں تو انسان کے اندر بیٹھا منصف کسی دن خود ہی فیصلہ صادر کر دیتا ہے کہ

"انشا جی اٹھو اب کوچ کرو"

ان دنوں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے قلب و ذہن پر شدید دباؤ تھا وہ اپنے ملنے والوں سے اکثر کہا کرتے تھے۔ "میں تھک گیا ہوں"۔ وہ عارضۂ قلب کے پرانے مریض تھے 1984ء میں ان کے دل کا بائی پاس ہو چکا تھا لیکن وہ انتہائی فعال، متحرک اور سرگرم زندگی گزار رہے تھے۔ ان کی سیاسی زندگی کا بیشتر حصہ معرکہ ہائے کارزار میں گزار۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کی طرح وہ بھی کجکلاہوں کی کارنس پر سجنے کے لئے نہیں بنے تھے۔ عمر بھر اقتدار کی بارگاہوں سے فاصلے پر رہتے ہوئے قوم کے جذبہ واحساس کی ترجمانی کرتے اور ملکی مسائل کی گتھیاں سلجھاتے رہے۔ اپوزیشن کا حصہ ہوتے ہوئے بھی وہ اکھاڑ پچھاڑ، تصادم و پیکار اور قوت آزمائی سے ہٹ کر راہیں تراشنے اور معاملات کو حکمت و فراست سے طے

کرنے کا ہنر جانتے تھے۔ ان کا یہ ہنر قومی زندگی کے ہر نازک موڑ پر کام آیا۔ وہ 1973ء کے آئین کے خالقوں میں سے تھے اور اس کے بارے میں خاصے متفکر رہتے تھے۔ ان کے دل میں یقیناً اس بات کا قلق تھا کہ ایک شرمناک قومی المیے کے بعد بڑی عرق ریزی اور مشقت سے تیار کیا جانے والا آئین کس طرح فقیر کی گدڑی بنا دیا گیا ہے جس پر رنگ رنگ کے پیوند لگتے چلے جا رہے ہیں۔ مفاہمہ نہ روش کے باوجود آئین کی حرمت کے معاملے میں وہ کسی ناروا کمپرومائز پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔

مولانا کی شخصیت میں بلا کی کشش اور انتہا درجے کی اپنائیت تھی۔ یہ انہی کی شخصیت کا اعجاز تھا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء انہیں احترام کی نگاہوں سے دیکھتے اور ان کی قیادت وسیادت کو بخوشی قبول کر لیتے تھے۔ خطابت کے جوہر دکھاتے ہوئے انہوں نے کبھی کسی کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی۔ ایک مسلک کے سرکردہ رہنما ہوتے ہوئے بھی وہ تمام مسلک کے درمیان فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لئے کوشاں رہے۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ ان کی ذات تنازعات اور الزامات سے پاک رہی۔ ان کی شخصیت ان کے لباس کی طرح اجلی شفاف اور بے داغ تھی۔

مولانا سے میری پہلی ملاقات کراچی میں ان کے چھوٹے سے فلیٹ میں ہوئی تھی۔ صدر محمد رفیق تارڑ ان کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کیلئے گئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ بیسیوں سیڑھیاں چڑھ کر ہم ایک نہایت ہی چھوٹے سے کمرے میں پہنچے جہاں ایک طرف دو تین کرسیاں رکھی تھیں اور نیچے ایک پرانا سا قالین بچھا تھا۔ مولانا نے صدر کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا لیکن وہ قالین پر بیٹھ گئے۔ مولانا اور باقی لوگوں نے بھی فرشی نشستیں سنبھال لیں۔ مجھے بے حد حیرت ہوئی کہ متعدد مرتبہ قومی اسمبلی اور سینٹ کا رکن رہنے والا نامور لیڈر اس حجرہ نما گھر میں رہتا ہے۔ جانے لگے تو صدر نے اصرار سے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریئے لیکن مولانا سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے اور گاڑی چلنے تک وہیں کھڑے رہے۔

ان سے میری دوسری ملاقات کئی ماہ قبل اسلام آباد میں قاضی حسین احمد کی رہائش گاہ پر ہوئی۔ لندن سے اے آر وائی والے ڈاکٹر شاہد مسعود آئے تو کہنے لگے ''مجلس عمل کے رہنماؤں سے ملنے کی کوئی صورت نکالو۔'' قاضی صاحب کی رہائش گاہ پر مجلس عمل کا اجلاس ہو رہا تھا۔ میں ڈاکٹر شاہد کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا تو اجلاس ختم ہو چکا تھا۔ شرکاء رات کا کھانا کھا کر ابھی فارغ ہوئے تھے۔ مولانا سمیع الحق ہمیں صدر دروازے کے باہر ملے۔ اندر گئے تو مولانا شاہ احمد نورانی، قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمٰن، پروفیسر ساجد میر، جناب لیاقت بلوچ اور پیر اعجاز ہاشمی بھی تشریف فرما تھے۔ علیک سلیک کے بعد ہم بیٹھ گئے تو مولانا نورانی کہنے لگے۔ ''آپ دونوں نے افغانستان اور عراق کے حوالے سے تاریخی کردار ادا کیا ہے اور کر رہے۔ آپ دونوں کو اکٹھے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔'' انہوں نے ''نوائے وقت'' اور

جناب مجید نظامی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''نوائے وقت'' واقعی جہاد کر رہا ہے۔ اس نے مشکل حالات میں نہ صرف ہمارے حوصلے بڑھائے بلکہ ہماری رہنمائی بھی کی ہے''۔ ہم دونوں دیر تک وہاں بیٹھے مجلس کے قائدین کے افکار و خیالات سے استفادہ کرتے رہے۔

مولانا سے میری تیسری اور آخری ملاقات اڑھائی تین ماہ پہلے اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ہوئی۔ وہ آزاد کشمیر کی ایک دینی وسیاسی شخصیت کے ہمراہ رات کا کھانا کھانے آئے تھے۔ میں اپنی میز سے اٹھ کر ان کے پاس گیا۔ بڑے تپاک سے ملے میں نے اجازت چاہی تو اصرار کر کے بٹھالیا کہنے لگے ''یہ جو حکومت کی طرف سے ایل ایف او پر پیکیج آیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟'' میں نے مختصراً اپنی گزارشات پیش کیں تو بڑی دلسوزی سے بولے ''آپ کے تجربے سے مجھے سو فیصد اتفاق ہے'' وہ دیر تک اس بحران کے بارے میں اپنا نقطہ بیان کرتے رہے۔

مولانا نورانی مجلس عمل کے باہمی اتحاد کی ضمانت بھی تھے۔ مجلس کے اندر چھوٹی موٹی لہریں اٹھتی رہتی ہیں۔ مولانا ان لہروں کے طوفان بننے سے پہلے ہی انہیں مٹھی میں لے لیتے تھے۔ ان کی رحلت سے مجلس عمل داخلی اور خارجی طور پر ایک کڑے امتحان سے دوچار ہوگئی ہے۔

اسلام آباد کی زہرناک ہواؤں نے نوابزادہ کے بعد مولانا نورانی کو بھی ڈس لیا۔ سوچنے والا دماغ اور حساس دل رکھنے والوں کو ہوا، پانی اور خوراک کے علاوہ بھی بہت کچھ چاہئے۔ وہ کچھ جواب کمیاب اور نایاب ہوتا جا رہا ہے۔ بلاشبہ مولانا نورانی تھک گئے تھے۔ تھک تو ہم بھی گئے ہیں لیکن سخت جانی آڑے آرہی ہے۔ مولانا کا شمار حضور رسالت مآب کے خوش پوش فقیروں میں ہوتا تھا۔ مدینے کی گلیاں ان کی روح میں موتیے کی کلیاں بن کر مہکتی رہتی تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب وہ لب لعلیں پر درود و سلام کے زمزمے لئے عطر میں بسی اجلی براق پوشاک زیب تن کئے، سر پر سیاہ عمامہ سجائے فرط عقیدت سے گردن جھکائے، دست بستہ ہولے ہولے قدم اٹھاتے در جاناں کی طرف بڑھ رہے ہوں گے تو رحمت کے فرشتے ان کے جلو میں ہوں گے۔ اس وقت بھی وہ رک رک کر فرشتوں سے پوچھ رہے ہوں گے۔ ''ایم ایم اے کس حال میں ہے؟ اس نے صدر مشرف کے اس چیلنج کا کیا جواب دیا ہے کہ ''کرلو جو کرنا ہے''؟ دھیان رکھنا! وہ میری بڑے جتنوں والی کمائی کوڑیوں کے مول نہ لٹا دے۔''

چراغ بجھتے جا رہے ہیں اور تاریکی لحہ لحہ گہری ہو رہی ہے۔

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

# بہت کچھ باقی ہے

کنکریاں

عباس اطہر

اتفاقات کا سلسلہ ہے یا صدر پرویز مشرف کے ستارے کا کمال کہ جن دنوں اے آر ڈی تحریک چلانے کی فضا گرم کرنے میں کچھ کچھ کامیاب ہو چلی تھی بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خاں اچانک انتقال کر گئے اور اے آر ڈی اپنے عزائم سمیت ہوا میں معلق ہو گئی۔ کسی نے کہا کہ یتیم ہو گئی ہے۔ اور کوئی بولا کہ بیوہ ہو گئی ہے۔ متحدہ مجلس عمل نے 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن دے رکھی تھی اور ممکنہ تحریک متنازعہ ہونے کے باوجود مستقبل میں کچھ گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات سے یہ فضا ایک بار پھر متاثر ہوئی ہے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ نقشہ کیا ہو گا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے سیاستدان کے طور پر بھی نام اور مقام بنایا اور عالم دین اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے بھی۔ وہ بیرون ملک اپنی دوسری حیثیت میں زیادہ جانے پہچانے جاتے تھے کئی زبانوں پر عبور حاصل ہونے کہ وجہ سے انہیں دنیا کے مختلف ممالک میں براہ راست تبلیغ کا موقع ملا۔ تبلیغ اور دینی خدمات میں اُن کا ریکارڈ نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے۔ مولانا کی وفات سے اُن کے عقیدت مندوں اور پارٹی کارکنوں کو جو صدمہ ہوا وہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔ لیکن سیاسی حالات کے جس مرحلے پر اُن کی وفات ہوئی ہے وہ اُن جماعتوں کے لئے بھی دھچکے کا باعث ہے جو اُن کی نیاز مند تو نہیں تھی لیکن جمہوریت کی بحالی اور قومی مفادات کے تحفظ کی جنگ میں اُن کے کردار سے کچھ اُمید رکھتی تھیں۔ بی بی سی نے درست کہا ہے کہ ''نوابزادہ نصر اللہ کے بعد مولانا نورانی کی وفات سے پاکستانی سیاست کچھ خالی خالی لگنے لگی ہے۔'' اُس کا یہ خیال بھی صحیح ہے کہ صدر مشرف کو مجلس عمل سے اعتماد کا ووٹ لینے میں زیادہ مشکل نہ ہو لیکن یہ طے کرنے میں مشکل کا سامنا ہو سکتا ہے۔ کہ مجلس عمل کا نیا صدر کون ہو گا۔ اطلاعات ہیں کہ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن دونوں ہی صدارت کے اُمیدوار ہیں ممکن ہے مقابلے کی نوبت نہ آئے اور معاملہ اتفاق رائے سے طے کر لیا جائے تاہم اصل مسئلہ تو تب بھی موجود رہے گا کہ متحدہ مجلس عمل کا قائد کون ہو گا۔ صدر بننے اور قائد بننے میں بہت فرق ہے۔ مولانا نورانی کی زندگی میں بھی یہ طے نہیں ہو سکا تھا کہ مجلس عمل کا قائد کون ہے۔ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن دونوں اپنی اپنی جگہ بھاری بھر کم شخصیات ہیں۔ قاضی صاحب کو اپنی سٹریٹ پاور دھرنوں اور جماعت اسلامی کی مزدور طلباء، وکلاء، اور دیگر ذیلی تنظیموں کی طاقت پر ناز ہے تو مولانا فضل الرحمٰن کو سرحد اسمبلی میں اپنی اکثریت اور مدارس کی تعداد پر بھروسہ ہے۔ دونوں رہنماؤں کی طرف سے ''ہم ایک ہیں'' کے نعروں کے باوجود سچ مچ ایک

ہونے کا تاثر کبھی پیدا نہیں ہو سکا۔ مولانا شاہ احمد نورانی عمر اور تجربے دونوں لحاظ سے قاضی صاحب پر فوقیت رکھتے تھے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دینی علوم پر انہیں ان دونوں سے زیادہ دسترس حاصل تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی بزرگی کی وجہ سے قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمٰن کا "پرسنیلٹی کلیش" دبا رہا اب پتہ نہیں نورانی صاحب کے بعد اس تصادم کو بدستور منجمد کرنے کا کوئی وسیلہ ملتا ہے یا نہیں؟

مجلس عمل کے قائدین نے بیان دیا ہے کہ کمانڈر کی شہادت سے جہاد نہیں رکتا اور مجلس عمل نے حکومت کو جو ڈیڈ لائن دے رکھی ہے وہ واپس نہیں ہوگی۔ جہاں تک معروضی حالات کا تعلق ہے پچھلے ایک سال کے دوران قومی اسمبلی اور سینٹ کے اندر ایجی ٹیشن کے علاوہ مختلف مقامات پر چھوٹے بڑے جلسوں کے باوجود حکومت کے لئے کوئی ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوئی کہ وہ کسی تشویش میں مبتلا ہو یا اُس تحریک سے مرعوب ہو جائے جس کے لئے مجلس عمل نے 18 دسمبر کی تاریخ مقرر کر رکھی ہے۔ صدر مشرف نے ایک طرف تو یہ امید ظاہر کی ہے کہ ایل ایف او سمیت تمام تنازعات ملک کے بہترین مفاد میں افہام و تفہیم سے حل ہو جائیں گے۔ دوسری طرف یہ بھی کہہ دیا کہ ایم ایم اے دھمکیاں نہ دے اور 18 دسمبر کو احتجاج کر کے دیکھ لے ہم مرعوب نہیں ہونگے۔ صدر صاحب کا خیال ہے کہ جس طرح قومی اسمبلی میں ڈیسک بجانے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ سڑکوں پر نعرہ بازی سے بھی حکومت کو کوئی ضعف نہیں پہنچے گا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے جنرل صاحب نے ماضی میں متحدہ مجلس عمل کو کبھی اس طرح کی دعوت مبارزت نہیں دی۔ وہ مجلس عمل کے قائدین پر تنقید ضرور کرتے رہے ہیں لیکن یہ کھلا چیلنج پہلی بار دیا ہے۔ چودھری شجاعت حسین اور مولانا فضل الرحمٰن کی ملاقات کے بعد وزیر اعظم جمالی سے لے کر ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی تک سب نے معاملات طے پانے کی جو خوشخبری سنائی تھی۔ وہ اپنی جگہ لیکن لگتا ہے کہ پس منظر میں کچھ دوسری سوچیں اور سرگرمیاں بھی جاری ہیں جو حکومت کے موجودہ لچکدار رویہ پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ مولانا نورانی کی وفات سے ایک روز قبل چودھری شجاعت حسین نے تو یہ اشارہ بھی دیا تھا کہ اعتماد کا ووٹ مجلس عمل کے بغیر بھی لیا جا سکتا ہے۔ صدر پرویز مشرف کے تازہ بیان سے بھی یہی تاثر ملتا ہے کہ حکومت کو متحدہ مجلس عمل سے معاملات طے کرنے میں کوئی خاص جلدی نہیں وہ فیصلے کا وقت بھی خود طے کرے گی اور یکطرفہ رعائتیں نہیں دے گی۔ یہ سوچنا کہ سارے معاملات طے ہو چکے ہیں اور اب صرف قومی اسمبلی میں آئینی پیکج لانا باقی رہ گیا ہے سراسر خوش فہمی ہوگی۔ ابھی شاید بہت کچھ باقی ہے۔ اس تناظر میں گزشتہ روز کراچی ائر پورٹ پر مولانا فضل الرحمٰن کی گفتگو کا یہ حصہ بہت اہم ہے۔ "ہمیں علم ہے کہ حکومت کن کن پارٹیوں سے کن کن شرائط پر بات کر رہی ہے وقت آنے پر قوم کو پتہ چل جائے گا کہ ہر پارٹی کا اپنا ایل ایف او ہے۔"

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

# انتقال پُر ملال۔۔۔۔اور اس کے بعد

عطاء الرحمن

تجزیہ

مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات سے ایک تو قوم جید عالم دین اور ممتاز آئین دوست و جمہوریت پسند سیاسی رہنما سے محرورم ہوگئی ہے۔ دوسرے یہ افسوسناک واقعہ عین اس وقت پیش آیا ہے جب ان کی رہنمائی میں ملک کا ایک بڑا اور اہم سیاسی اتحاد حکومت وقت کے ساتھ بنیادی آئینی امور پر ایسا معاملہ طے کرنے والا تھا جس کے قوم و ملک کے مستقبل پر گہرے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کی وفات حسرت آیات دوہرے نقصان کا باعث بنی ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی یہ حیثیت تو مسلمہ تھی کہ وہ نہ صرف ایک بلند مرتبہ عالم دین اور برصغیر کے مسلمانوں کے ایک خاص مکتب فکر کے قائد تھے۔ بلکہ ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جس نے کئی نسلوں سے عالمی سطح پر تبلیغ دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔ ان کے والد مرحوم و مغفور مولانا عبدالعلیم صدیقی نے اب سے نصف صدی پہلے کے زمانے میں افریقہ جیسے براعظم میں دین حق کے پیغام اور اس کے ابدی و آفاقی حقائق کو وہاں عام کیا اور نہایت درجہ با وسائل و بارسوخ عیسائی مشنریوں کے مقابلے میں اسلامی فہم و شعور کے جھنڈے گاڑے یوں ایسے اور دیرپا عالمی تبلیغی مشن کی بنیاد رکھی جو اس خطے کو ورلڈ اسلامک مشن کے نام اور کام سے آج تک اپنے ثمرات سے بہرہ مند کر رہا ہے۔

یہ پورا گھرانہ ہمہ آفتاب کی حیثیت رکھتا تھا۔ مولانا نورانی کی بڑی ہمشیرہ مرحومہ نے اپنے والد کے مشن کو اس طرح بڑھایا کہ پچاس اور ساٹھ کی دہائیوں کے زمانے میں جب ہمارے یہاں کی مغرب زدہ خواتین کے لئے بیرون ملک جا کر کسی بڑے پروجیکٹ کا بیڑہ اٹھانا کارے دارد تھا۔ سختی کے ساتھ حجاب کی پابندی کرتے ہوئے عالمی دوروں پر گامزن رہتیں۔ وہ ان اکا دکا خواتین میں سے تھیں اور جن کی مثال آج کے عہد میں بھی ناپید ہے۔ جو علم دین کے ساتھ جدید علوم سے بھی آراستہ تھیں۔ کئی زبانیں بول سکتی تھیں اور حیات مستعار کا ہر ہر لمحہ خواتین کے اندر اسلام کے فروغ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی بھی آخری دم تک اپنی چمکدار خاندانی روایات کے وارث بنے رہے۔ اندرون ملک سیاسی و دیگر مصروفیات ان کے عالمی تبلیغی مشن کی راہ میں کبھی رکاوٹ ثابت نہ ہوئیں۔

ملکی سیاسیات کے افق پر مولانا مرحوم 1970ء کے انتخابات کے بعد ایسے طلوع ہوئے کہ اب

تینتیس سال بعد جوان کے انتقال پر ملال نے انہیں ہماری نظروں کے سامنے سے ہٹا دیا ہے۔ تو ان کی قیادت تادم مرگ جلوہ گر تھی۔ آئین کی سربلندی کو مسلمہ بنانے اور جمہوریت کی راہ سے ہر آمرانہ رکاوٹ کو دور کر کے اسے ہموار اور کشادہ کرنے کے لئے وہ ہمارے ملک کی چوتھی فوجی حکومت کے ساتھ فیصلہ کن معاملہ کرنے کے دھانے پر کھڑے تھے۔ 1973ء کا متفق علیہ اور اسلامی و جمہوری آئین جس کی تدوین اور نفاذ میں شاہ احمد نورانی مرحوم نے 1970ء کی آئین ساز اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے اہم کردار ادا کیا تھا اور فوجی طالع آزماؤں نے اس کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ مولانا مرحوم نے آخری سانس کے وقت بھی اس کی مکمل بحالی کے لئے اپنی توانائیاں نچوڑ رکھی تھیں۔ اس سے قبل 1977ء کی تحریک میں بھی نورانی مرحوم کا کردار اس حد تک نمایاں تھا کہ بڑے بڑے قومی قائدین کے جھرمٹ میں ممتاز نظر آتے تھے۔ اسّی کی دہائی میں ان کے شہر کراچی اور گردوپیش میں لسانی تشخص کی بنیاد پر سیاست کا طوفان اٹھا تو نورانی مرحوم نے یکے بعد دیگرے انتخابات میں شکست تو قبول کر لی لیکن پاکستانی اور اسلامی قومیت کے ساتھ اپنی گہری وابستگی پر حرف نہ آنے دیا۔ اس میدان میں ان کے دوسرے دو ساتھیوں پروفیسر غفور احمد اور حکیم سعید مرحوم کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے مولانا خالصتاً پاکستانی سیاستدان تھے۔ آج جب وہ ہمارے درمیان نہیں رہے تو انہیں خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس مشن کی تکمیل کے لئے وہ جاں جانِ آفریں کے سپرد کرنے تک ہمہ تن سرگرم رہے اس کے مکمل اور آخری حد تک حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔

متحدہ مجلس عمل کو جس کے وہ قائد تھے اپنی اہم یادگار کے طور پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اس وقت بڑے چیلنج کا سامنا ہے آج کی نیم فوجی نیم سول حکومت کی جانب سے جو بظاہر مضبوط نظر آتی ہے۔ لیکن اصولی اور عملی لحاظ سے اس کا آئینی جواز اور جمہوری استحقاق بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ دباؤ ہے کہ متحدہ مجلس عمل آئین کی مکمل اور غیر مشروط بحالی سے کسی درجہ کم نکات پر اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لے اور تحریک چلانے کا ارادہ قطعی طور پر ترک کر دے۔ مولانا نورانی مرحوم آخری وقت تک اس دباؤ کا مقابلہ کرتے رہے۔ وفات سے دو روز قبل ایک غیر ملکی سربراہ مملکت کے اعزاز میں منعقدہ سرکاری تقریب میں شرکت کے دوران ان کی جنرل پرویز مشرف کے ساتھ علیک سلیک ہوئی۔ ذرائع ابلاغ میں خبر چھپوائی گئی کہ مولانا نے جنرل صاحب کے ساتھ طویل مذاکرات کئے ہیں اور تاثر دیا گیا کہ سرکار والامدار کے ساتھ مفاہمت ہوا چاہتی ہے۔ لیکن نورانی مغفور نے فوراً اس کی تردید کر دی اور واضح کیا کہ انہوں نے جنرل مشرف سے صرف

مصافحہ کیا تھا۔ کوئی لمبی گفتگو نہیں ہوئی ۔ کوئی مفاہمت روبہ عمل نہیں آئی ۔ آج جو انہوں نے دنیا سے رخصت سفر باندھ لیا ہے ۔ اور ان کا سیاسی و جمہوری مشن ادھورا رہ گیا ہے ۔ تو متحدہ مجلس عمل کی باقی ماندہ قیادت پر جو بلاشبہ اپنی جگہ بڑے بڑے رجال دین اور سیاسی زعما پر مشتمل ہے یہ فرض اور بھی زیادہ شدت کے ساتھ عائد ہو گیا ہے کہ وہ اپنے اصولی اور آئینی موقف میں بال برابر فرق نہ آنے دے۔ حکومت سے یہ منوا کر دم لے کہ آئینی ترمیمی بل میں یہ امر لازماً شامل ہوگا کہ یکم جنوری 2005ء سے آئین پاکستان اپنی تمام تر اصلی حالت میں لاگو ہو جائے گا اور خاص طور پر اس کی تحریری ضمانت حاصل کی جائے کہ (1) 63 والی وہ شق بھی لاگو ہو جائے گی جس کے تحت صدر مملکت کوئی دوسرا منفعت بخش عہدہ اپنے پاس نہیں رکھ سکے گا۔ یہ بات چونکہ لمحہ موجود اس وقت فوجی سربراہ مملکت اور جمہوری اپوزیشن کے مابین سب سے بڑے تنازے کا باعث بنی ہوئی ہے ۔ اور اسی کے طے ہونے پر اس کا انحصار سمجھا جا رہا ہے کہ ملک میں فرد واحد کی حکمرانی کے مقابلے میں آئین کی بالادستی بحال ہوگی ۔ یا نہیں لہٰذا اس اصول پر کسی قسم کا سمجھوتہ ملک کے لئے بھی نقصان دہ ہوگا۔ قوم کے لئے بھی نا قابل قبول اور مولانا شاہ احمد نورانی کی روح کو بھی بے چین کرنے کا باعث بنے گا۔

حکمران جماعت کے صدر چودھری شجادت حسین جو جنرل مشرف کے ایماء پر مولانا فضل الرحمٰن کے پاس یہ پیغام لیکر گئے ہیں کہ کسی قسم کے آئینی ترمیمی بل کو پیش کرنے سے پہلے متحدہ مجلس عمل جنرل صاحب کو بطور صدر اعتماد کا ووٹ دے اور تحریک برپا کرنے کا ارادہ ہر عالم میں ترک کر دے کیونکہ ان کے بقول مشرف پہلے ہی بہت رعایتیں دے چکے ہیں ۔ اب انہیں بھی کچھ ملنا چاہئے ۔ چودھری شجاعت حسین نے یہ نہیں بتایا کہ چوتھے فوجی حکمران نے ازراہ کرم گستری آئینی اور جمہوری لحاظ سے وہ کون سی عنایات خسروانہ کی ہیں جن کا بدلہ وہ طلب کر رہے ہیں ۔ ماسوائے اس کے کہ اپنی حکمرانی کو سول چہرہ دینے کے لئے ایسا ڈھانچہ کھڑا کیا ہے جس کے "فیض" سے چودھری صاحب حکمران جماعت کے صدر ہیں ۔ اس عالم میں متحدہ مجلس عمل سے یہ مطالبہ تو قطعی غیر اصولی اور غیر آئینی و غیر جمہوری ہے کہ وہ پہلے جنرل صاحب کو اعتماد کا ووٹ دے۔

اول تو آئین پاکستان میں اس نوعیت کے ووٹ کی کوئی گنجائش نہیں ۔ صدر مملکت کے انتخاب کا البتہ باقاعدہ طریق کار درج ہے ۔ پاکستان کے شہری کی حیثیت سے اگر جنرل مشرف یہ عہدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اسے اپنائیں ۔ چیف آف دی آرمی سٹاف کے سرکاری ملازمت کے عہدے سے دستبردار

ہونے کے بعد دو سال تک انتظار کریں اور کے بعد پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کے سامنے اپنے آپ کو کھلے انتخاب کے لئے پیش کر دیں۔ اس کے علاوہ قوم کا متفق علیہ اور پاکستان کا اسلامی وجمہوری آئین کسی راستے کو اپنانے کی اجازت نہیں دیتا لہٰذا جنرل مشرف کے معاملے میں بھی کسی غیر دستوری طریق کو اپنایا نہیں جاسکتا۔ لہٰذا آئینی ترمیمی بل سے پہلے یا اس کے بعد دونوں صورتوں میں اعتماد کے ووٹ کا حصول آئین مخالف راہ عمل ہوگی اس سے اجتناب لازمی ہے۔

متحدہ مجلس کی قیادت نے یہ کہہ کر مولانا نورانی کے انتقال پر اگرچہ وہ اپنے سالارے سے محروم ہوگئے ہیں لیکن آئین و پارلیمنٹ کی بالادستی اور صدر کی وردی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ ڈیڈ لائن میں توسیع ہوگی نہ احتجاج ملتوی ''ایک بڑے ابہام کو دور کر دیا ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے مولانا مرحوم کے انتقال کے روز ہی کوئٹہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ایل ایف او'' مذاکرات میں بالواسطہ شریک ہوں۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ دھمکیوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔ کیونکہ احتجاج کی دھمکی دینے والے کچھ نہیں کر سکتے''۔ آپ اس مسئلے کو آئینی، اصولی اور جمہوری بنیادوں پر فوراً حل کر دیں۔ احتجاج کی دھمکیاں دینے اور ڈیسک بجانے والے واقعی کچھ نہیں کر سکیں گے اور ظاہر ہے اس کے بعد وہ کچھ کرنا بھی نہیں چاہیں گے۔ جو تاخیر ہو رہی ہے وہ آپ کی جانب سے ہے۔ ڈیسک بجانے والوں کی طرف سے نہیں۔

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

---

## مولانا نورانی

مظفر وارثی

کل نفس ذائقۃ الموت کا سفر
کرنے نکلے اوڑھ کے چادر نورانی
عمر گزار دی مذہب اور سیاست میں
خالی کر گئے سارے منظر نورانی

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

# مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج عقیدت

زاویہ نگاہ نصرت مرزا

بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان کے انتقال پرملال کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کو بھی اسلام آباد میں دل کا دورہ پڑا اور وہ انتقال فرما گئے۔ ایک سینئر صحافی کا نوابزدہ نصر اللہ خان کے دل کے دورے کے بارے میں یہ خیال تھا کہ نوابزادہ نصر اللہ صاحب اگر لاہور میں ہوتے تو شاید انہیں کچھ اور وقت مل جاتا۔ مولانا نورانی اور نوابزادہ نصر اللہ خان کو دل کا دورہ ایسے وقت میں پڑا جب موجودہ حکومت کے خلاف تحریک کی بات ہو رہی تھی۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں کے انتقال کے بعد اے آر ڈی بے ربط ہو گئی لیکن ایم ایم اے کے قائدین اور خصوصاً حافظ حسین احمد کا یہ خیال تھا کہ ایم ایم اے تحریک ضرور چلائے گی کیونکہ تحریک چلانے کا فیصلہ مولانا شاہ احمد نورانی کی صدارت میں خود مولانا نے ہی کیا تھا۔

حافظ حسین احمد صاحب کراچی میں مولانا شاہ احمد نورانی کے سوئم میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف کہتے ہیں کہ ایم ایم اے والے بڑھکیں نہیں ماریں۔ حافظ حسین احمد نے تو یہ کہا کہ وہ بڑھکیں نہیں مارتے۔ پرویز مشرف 31 دسمبر تک اور بڑھکیں مالیں پھر وہ بڑھکیں نہ مار سکیں گے۔ لیکن مولانا منیب الرحمان نے کہا کہ ہم بڑھکیں نہیں بلکہ ''بڑھ کر'' مارتے ہیں۔ اسی محفل میں خورشید محمود قصوری وزیر خارجہ نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے قازقستان کے صدر کے اعزاز میں منعقد ہونے والی ضیافت میں ان سے کہا تھا کہ آپ کو بڑی خوشخبری سننے کو ملے گی۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ مولانا نورانی نے ان کو اشارتاً کہا تھا کہ حکومت اور ایم ایم اے میں سمجھوتہ ہو جائے گا۔ لیکن میرا اس کے مقابلے میں خیال مختلف ہے۔

میری ان سے طویل ملاقات اکتوبر 2003ء میں ہوئی تھی جب وہ ہالینڈ سے تشریف لائے تھے۔ میں نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ فوراً ملنے پر راضی ہو گئے اور تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات رہی۔ ملاقات کے دوران انہوں نے میری رائے پوچھی تو راقم نے گزارش کی کہ ''ایم ایم اے کی مقبولیت کا گراف گرنا شروع ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا ملک کے حالات کافی خراب ہیں اور ملک کی سلامتی ہی ہے جو ان کو تحریک چلانے سے روکتی ہے لیکن پھر ان کا خیال یہ بھی تھا کہ بعض اوقات تحریک ہی ملک کو یکجا رکھ سکتی ہے کیونکہ قوم اس وقت منتشر ہے ان کو تحریک کے ذریعہ متحد رکھا جا سکتا ہے۔'' اس وقت انہوں نے

مجھے بتایا کہ اس وقت ایم ایم اے کے رہنما جنرل پرویز مشرف کے خلاف تحریک چلانے میں سنجیدہ ہیں۔

17 نومبر 2003ء کو ایم ایم اے نو مولانا نورانی کی سربراہی میں ہونے والے سربراہوں کے اجلاس میں 18 دسمبر 2003ء سے تحریک چلانے کا فیصلہ کیا اگر حکومت نے ان سے کئے گئے معاہدہ کو عملی جامہ نہیں پہنایا۔ 17 دسمبر کے اجلاس میں ایم ایم اے کی قیادت اس نتیجہ پر پہنچی کہ جنرل پرویز مشرف وردی اتار کر صدر بننا پسند نہیں کریں گے۔ کیونکہ وردی کے بعد وہ بالکل بے اثر اور کمزور صدر بن کر رہ جائیں گے۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جنرل صاحب کا یہ جواز بھی درست نہیں ہے کہ اس وقت ان کے رفقاء مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے اس وقت بھی جنرل صاحب کی ٹیم ان کے ساتھ ہے اور دسمبر 2004ء کے بعد وہ اور مضبوط ہو جائیں گے تو پھر وہ وردی کیوں اتاریں گے؟

اکتوبر میں مولانا نورانی نے بتایا کہ ایک جنرل نے ان سے پوچھا تھا کہ ایسا کیوں ہے کہ سمجھوتے میں دیر ہو رہی ہے جبکہ مولانا صاحب کو 73ء کے دستور کے پاس کرانے اور اس پر سمجھوتہ کرنے کا تجربہ ہے۔ مولانا نے جنرل صاحب کو بتایا کہ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ذوالفقار علی بھٹو بہر حال ایک سیاسی شخص تھے اور وہ جمہوریت کے معاملے کو سمجھتے تھے جبکہ یہاں معاملہ دوسرا ہے۔ جنرل صاحب کوئی معاہدہ ہی نہیں کرنا چاہتے۔ وردی اتارنا نہیں چاہتے تو پھر سمجھوتہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ایم ایم اے معاہدے کے لئے دستیاب ہے۔ جنرل صاحب وردی اتارنے کے لئے ایک سال کا عرصہ مانگتے تھے کیونکہ ان کی طاقت برقرار رہے اور کسی کو ان کو ہٹانے کی جرأت نہ ہو۔ ایم ایم اے نے اکتوبر 2004ء تک کا عرصہ انہیں دیدیا۔ اس کے بعد حکومت کی ٹیم کی طرف سے یہ میعاد دسمبر 2004ء تک بڑھانے کی استدعا کی گئی۔ یہ بات بھی مان لی گئی۔

پھر سوال ہوا کہ وردی اتارنے کی بات نہ کی جائے تو ایم ایم اے کے رہنماؤں نے کہا کہ "اچھا اسمبلی سے یہ بات پاس ہو جائے کہ یکم جنوری 2005ء سے دستور کی یہ شق کہ صدر صاحب ایک عہدہ رکھ سکتے ہیں لاگو ہو جائیگی"۔ یہ بات حکومتی ٹیم کی طرف سے مان لی گئی لیکن اب تک جنرل پرویز مشرف کا یہ ہی استدلال ہے کہ وہ اسمبلی میں بل نہیں لائیں گے۔ اور یہ کہ ان کے وعدے پر اعتبار کیا جائے لیکن اب ایم ایم اے یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جنرل پرویز مشرف ان کو چکر دے رہے ہیں۔ مولانا نورانی کے انتقال کے بعد جنرل پرویز مشرف کا لہجہ سخت ہو گیا ہے۔ وہ ان کو بڑھکیں نہ مارنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اسی طرح ایم ایم اے والوں کا رویہ بھی سخت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جس سے

اندازہ ہوتا ہے کہ معاملہ بگڑ رہا ہے اور یہ سوال کیا جا رہا ہے کہ ہر کسی کی موت کا فائدہ جنرل صاحب کو ہی کیوں پہنچتا ہے اور نازک وقت پر ہی ہارٹ اٹیک کیوں ہوتا ہے؟

مولانا نورانی نے اکتوبر 2003ء کی ملاقات میں گفتگو کے دوران یہ بات واضح طور پر کہی تھی کہ ایم ایم اے سے کوئی علیحدہ نہیں ہو رہا۔ مولانا سمیع الحق اور ان کی پارٹی کے رہنماؤں سے انہوں نے بلا کر گفتگو کی اور انہیں سمجھایا کہ علیحدگی کے اعلانات کے مقاصد کچھ ہی کیوں نہ ہوں اس طرح سے مولانا سمیع الحق کے بارے میں عوام میں غلط اثر ابھرے گا اور ان کا سیاسی کیریئر خطرے میں پڑ جائے گا۔ انہوں نے راقم کو بتایا تھا کہ مولانا سمیع الحق کے والد بزرگوار مولانا عبدالحق صاحب 73ء کی اسمبلی میں مولانا کے ہمراہ ایم این اے تھے اور مولانا کے دوست تھے۔ ان کی دوستی کے حوالے سے بھی مولانا نے مولانا سمیع الحق کو سمجھایا اور مجھے یہ بتایا کہ ایم ایم اے سے مولانا سمیع الحق کے نکلنے کا معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مولانا سمیع الحق نے کوئی استعفیٰ نہیں دیا تھا اگر وہ دیتے بھی تو وہ ان کو نامنظور کر دیتے۔

مولانا نورانی نے مولانا سمیع الحق کی طرف سے ایم این اے شاہ عزیز الرحمٰن سے بھی گفتگو کی۔ ان کو یاد دلایا کہ ان کو تو ایم ایم اے کا ٹکٹ بھی مولانا نورانی نے دلایا تھا اور یہ کہ ایم ایم اے کو چھوڑنے سے شاہ عزیز الرحمان کا سیاسی مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ پھر سرحد اسمبلی میں سمیع الحق گروپ کے صرف دو ارکان کی بنیاد پر انہیں ڈپٹی سپیکر کا عہدہ ملا ہوا ہے۔ مجھے لگا کہ مولانا نورانی واقعی اس دفعہ تحریک چلانے کے سلسلے میں سنجیدہ ہو گئے تھے۔ البتہ وہ یہ کوشش ضرور کر رہے تھے کہ حکومت سے معاملہ طے ہو جائے تو ایم ایم اے مشکلات سے بچے۔

کراچی میں اتوار 14 دسمبر 2003ء کو مولانا نورانی کے سوئم کے موقع پر جو تقریریں بہترین کہی جا سکتی تھیں وہ تو حافظ حسین احمد، علامہ حسن ترابی اور مولانا طاہر القادری کی تقریریں تھیں جس سے اندازہ ہوا کہ مولانا کی مقبولیت بہرحال اس سے کہیں زیادہ تھی جس کا ہمیں اندازہ تھا۔ مولانا حسن ترابی نے کہا کہ آپ سب لوگ ان کو قائد اہلسنت و جماعت کہہ رہے ہیں۔ پھر میں تو سنی نہیں ہوں لیکن وہ میرے بھی قائد تھے اس لئے مناسب یہی ہے کہ انہیں قائد ملت کہا جائے۔ مسلمانوں کا قائد کہا جائے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا دوسروں سے ممتاز تھے، نماز جنازہ میں میرے ساتھ اردو یونیورسٹی کے وائس چانسلر پیرزادہ قاسم کھڑے تھے۔ ملتے وقت ہی انہوں نے کہا کہ مولانا کی بڑی شفقت اور محبت سے بھرپور شخصیت تھی۔ میں نے کہا دلنواز تھی۔ نوائے وقت کے کالم نگار اور سابق ڈی جی ایس ایس ایف

بتاتے ہیں انہوں نے اپنے ایک کالم میں لکھا کہ بھٹو مولانا کے سخت خلاف تھے اور ان کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ کہ وہ ذوالفقار علی بھٹو کے قابو میں نہیں آ رہے تھے اور ان کو سخت برا بھلا کہہ رہے تھے لیکن مولانا نورانی کسی بھی طرح بھٹو کے دباؤ میں نہیں آئے۔ اس کے علاوہ 73ء کی آئین سازی کے وقت بھی ان کا بمعہ پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود اور دیگر کے بڑا شاندار کردار رہا۔ خورشید قصوری نے اپنی تقریر میں مولانا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے یہی کہا کہ ان کے والد محمود قصوری اور مولانا نورانی کا ذہن دستور کی ساخت کے حوالے سے ایک انداز میں سوچ رہا تھا اور وہ اس لئے آپس میں کافی دوست بن گئے تھے۔ اس وقت سوال یہ تھا کہ دستور اسلامی بنے یا سیکولر۔ ظاہر ہے مولانا دستور کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں دلچسپی رے رہے تھے اور کامیاب ہوئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی سے میری ملاقاتیں کبھی کبھار ہی ہوتی تھیں۔ تاہم وہ ملاقاتیں بھرپور ہوتی تھیں۔ وہ نوائے وقت کے قاری تھے۔ لہٰذا ان سے محبت کا رشتہ اور اعتماد کا بندھن تھا۔ بہر حال ان کی وفات سے خلاء پیدا ہو گیا ہے اور نوابزادہ نصر اللہ خان کی موت سے بھی ایسا ہی خلاء پیدا ہوا جو پر نہیں کیا جا سکے گا۔ قحط الرجال کا یہ عالم ہے کہ پاکستان میں اپنی طرز کا بس ایک ہی شخص ہوتا ہے۔ اس کا نعم البدل اس کے مشن کو آگے بڑھانے والا دوسرا کوئی نہیں ہوتا۔

نوائے وقت 27 دسمبر 2003ء

---

## نورانی رخصت

ظفر علی راجا

دائم راست بیانی، رخصت
شیریں ہفت زبانی، رخصت
چشم بہ نم ہیں دین اور دنیا
شاہ احمد نورانی، رخصت

# مولانا شاہ احمد نورانی اور ذوالفقار علی بھٹو

ایم ایم حسن

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب مجھے بھارت میں جنگی قیدی کی حیثیت سے پچیس ماہ گزارنے کے کچھ ہی عرصہ بعد ذوالفقار علی بھٹو کی قائم کردہ نیم فوجی تنظیم ایف ایس ایف میں ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے تعینات کر دیا گیا تھا۔

اس فورس کی جس قسم کی شہرت تھی اس پر مجھے اپنے تقرر کے وقت حضرت یوسف کی یہ دعا یاد آئی۔

''اسے میرے رب قید مجھے منظور ہے بہ نسبت اس کے کہ میں وہ کام کروں جو یہ لوگ مجھ سے چاہتے ہیں۔''

ایف ایس ایف کی بداعمالیوں کے سبب عوام نے اس ادارے کو ''فی سبیل اللہ فساد'' کا لقب دے رکھا تھا۔ اس ادارے کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے انتظامی امور میرے سپرد تھے مگر مسعود محمود کی غیر موجودگی میں ذوالفقار علی بھٹو کبھی کبھی مجھے یاد فرما لیا کرتے تھے۔

اکثر جاننے والے مجھ سے دریافت کیا کرتے تھے کہ اس فورس میں تمہارا تقرر کس بنیاد پر ہوا ہے تو میں انہیں یہ بتاتا تھا کہ میری دانست میں یہ مسعود کی کرم فرمائی تھی کیونکہ وہ میری طبیعت سے خوب واقف تھے۔ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ میں ان کی عدم موجودگی میں وزیراعظم کے ساتھ رابطہ بڑھا کر ان کا پتا کاٹنے کی کوشش نہیں کروں گا مسعود محمود نے اپنی حرکتوں سے بڑے دشمن پیدا کر لئے تھے ان کے پاس بڑے دھمکی آمیز خطوط اور ٹیلی فون کالز آتی رہتی تھیں۔ ان کے بچوں کو جو پہلے لاہور میں زیر تعلیم تھے سکول سے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی تھی ایک بار جب وہ ملتان سے پنڈی کار میں سفر کر رہے تھے تو ان کی جان پر حملہ ہوا تھا۔ مگر یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ جان بچ گئی اور صرف گاڑی کو نقصان پہنچا۔

مذکورہ حالات کے سبب مسعود محمود شدید ذہنی دباؤ میں رہتے تھے ایک بار جب وہ وزیراعظم کے ہمراہ کوئٹہ میں تھے تو یکایک وہ اپنی قوت سماعت سے محروم ہو گئے ڈاکٹروں نے انہیں علاج کے لئے انگلستان جانے کا مشورہ دیا اور ذوالفقار علی بھٹو نے انہیں مع بیگم کے سرکاری خرچ پر وہاں بھجوا دیا۔

مسعود محمود نے اپنی روانگی سے قبل وزیراعظم کو ایک نوٹ لکھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ان کے احکامات کے مطابق وہ ہمیشہ ان کے سائے کی طرح ان کے ساتھ رہے ہیں ان کی غیر موجودگی میں

ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل چارج سنبھالیں گے۔ ان کے لئے اس معاملے میں کیا حکم ہے ذوالفقار علی بھٹو نے انہیں مطلع کیا کہ ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کو بھی انہی احکامات کی تعمیل کرنا ہوگی لہٰذا روانگی سے قبل مسعود محمود نے مجھے یہ تاکید کی کہ وزیراعظم جہاں بھی تشریف لے جائیں تم ہمیشہ ان کے ساتھ رہنا اور لوگوں کو اپنی اہمیت کا احساس دلانا لیکن ہم تو اس کہاوت کے قائل ہیں کہ ''حاکم کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی سے بچو'' لہٰذا دوران سفر تو میں ان کے ساتھ رہتا لیکن منزل پر پہنچ کر ملٹری سیکرٹری یا ان کے اے ڈی سی کو اپنا ٹیلی فون نمبر دے دیتا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر فوری طور پر حاضر ہو سکوں۔

ایک شب جب میں پنڈی میں اپنے مکان میں محو خواب تھا تو بارہ بجے کے قریب اے ڈی سی کا ٹیلی فون آیا کہ وزیراعظم مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو جو عموماً انگریزی میں گفتگو کرنے کے عادی تھے وہ بولے ''حسن اس نورانی نے میرا نام میں دم کر رکھا ہے۔ کبھی وہ مجھے گالیاں دیتا ہے تو کبھی میری بیوی کو برا بھلا کہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ میری بیٹی کو بھی نہیں بخشتا میں یہ چاہتا تھا کہ تم اس کا دماغ ٹھیک کر دو'' قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا ذوالفقار علی بھٹو نے ٹیلی فون رکھ دیا۔

ان دنوں قومی اسمبلی کا اجلاس سٹیٹ بینک کی عمارت میں ہوا کرتا تھا اور وہاں پر وزیراعظم کا بھی ایک دفتر تھا میں سویرے ہی جا پہنچا وہ کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے میری صورت دیکھتے ہی وہ بولے ''کیا معاملہ ہے''؟ میں نے عرض کیا ''جناب عالی! گزشتہ شب آپ نے مولانا نورانی کے متعلق کچھ ہدایات دی تھیں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مجھے اس ضمن میں کیا کرنا ہے''؟ ذوالفقار علی بھٹو نے فائل ایک طرف رکھ دی اور اپنی کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مجھے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولے ''میں اسے مروانا نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور میری خواہش ہے کہ اس کی دو چار ہڈیاں توڑ دی جائیں تاکہ اس کا دماغ ٹھکانے آ جائے'' میں نے جب یہ عرض کیا کہ یہ تو بڑی نامناسب بات ہے تو وہ طیش میں آ گئے اور بگڑ کر بولے'' تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے اتنی بڑی فورس بلاوجہ قائم کی ہے اور یونہی قومی دولت ضائع کر رہا ہوں؟

جب ان کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا میں نے ہمت کر کے یہ عرض کیا ''سرکار یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ میں مولانا کے حلقہ احباب میں سے کسی بااثر شخصیت سے یہ کہلوا دوں کہ وہ ان نامناسب حرکتوں سے گریز کریں'' ذوالفقار علی بھٹو کو میری یہ تجویز پسند نہ آئی اور انہوں نے منہ بنا کر ہاتھ کے اشارے سے مجھے دفان ہو جانے کو کہا اور بولے ''تمہارا جو جی چاہے کرو مگر میں چاہتا ہوں کہ وہ ان حرکتوں سے باز آ جائے'' میں اگلی پرواز سے کراچی جا پہنچا اور اپنے پرانے واقف مولانا حامد میاں سے جا کر ملا جو ان دنوں

مسلم کمرشل بنک کے وائس پریذیڈنٹ تھے اور دینی حلقوں میں بڑے مقبول تھے اور اپنی بپتا سنائی اور ان سے تعاون کی درخواست کی میاں صاحب نے میری روداد سن کر مجھے توکل کمیٹی کے مالک مولانا انور سے ملنے کا مشورہ دیا کیونکہ وہ مولانا نورانی کے تبلیغی دوروں کے اخراجات برداشت کرتے تھے اور مولانا نورانی ان کے زیر اثر تھے۔ چنانچہ میں نے مولانا انور سے ملاقات کی اور اپنی رام کہانی سنائی مولانا نے مجھے اطمینان دلایا ''مولانا نورانی میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور انشاء اللہ آپ کو اس ضمن میں آئندہ کوئی شکایت نہ ہوگی۔''

ایف ایس ایف کے اعلیٰ افسران کے لئے یہ احکامات تھے کہ جب کبھی وزیر اعظم کہیں سے بیرونی دورے پر تشریف لے جائیں یا واپس لوٹیں تو اس شہر میں موجود ایف ایس ایف کا اعلیٰ ترین افسر ائر پورٹ پر حاضر رہے۔ مسعود محمود کی لندن سے واپسی کے بعد یہ اتفاق ہوا کہ ذوالفقار علی بھٹو ایران تشریف لے جا رہے تھے اور میں کراچی میں مقیم تھا اس لئے حسب معمول ائرپورٹ پر رخصت کرنے والے وزراء اور اعلیٰ افسران کی صف میں شامل ہو گیا جب ذوالفقار علی بھٹو حاضرین سے ہاتھ ملا کر ہوائی جہاز کے قریب پہنچے تو انہوں نے انگلی کے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا اور بولے ''میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ وہ مولانا ناقابل اصلاح ہے'' کیونکہ مولانا نورانی نے اپنی روش نہیں بدلی تھی۔ مگر اب چونکہ مسعود محمود صحت یاب ہو کر واپس آ چکے تھے اس لئے مولانا کو ''راہ راست'' پر لانا ان کی ذمہ داری تھی۔

روانگی سے قبل میرے ساتھ ذوالفقار علی بھٹو کی تنہائی میں گفتگو نے وی آئی پیز کی صف میں کھلبلی مچا دی تھی اور آپس میں چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں کہ اب کسی کی شامت آنے والی ہے پھر جام صادق علی میرے پاس آئے ان سے میری پرانی ملاقات تھی وہ بولے ''سائیں آج شام کو ہمارے ساتھ چائے پیو'' وہ ضرور یہ جاننے کے لئے بیتاب تھے کہ روانگی کے وقت وزیر اعظم نے کیا احکامات صادر فرمائے ہیں میں نے ان سے معذرت کر لی کیونکہ مجھے اگلی پرواز سے اسلام آباد واپس جانا تھا۔

مسعود محمود کی تمام دھمکیاں اور ترغیبات بے سود ثابت ہوئیں میری دانست میں مولانا نورانی وہ واحد شخص تھے جو مخالفت کے باوجود ذوالفقار علی بھٹو کے عتاب سے محفوظ رہے۔

نوائے وقت یکم جنوری 2004ء

# گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے

سید سبط الحسن ضیغم

اصول فطرت ہے کہ ہر چیز فانی ہے اور موت برحق ہے۔ دنیا میں ہر تخلیق کا مقصد فنا ہے۔ لیکن ہر مرحوم کے اچھے یا برے کام اپنے حدود اربعہ میں عظمت یا عبرت کے نشان کے طور پر زندہ رہتے ہیں۔ یہی فطری عمل ابدالاباد سے جاری وساری ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ قیام پاکستان کے بعد وہ نسل آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ جو اگست 1947ء سے پہلے دنیا میں آ چکی تھی بلکہ بعد میں پیدا ہونے والے بھی اس دنیائے فانی سے سفر آخرت پر اپنی جزا و سزا کے لئے روانہ ہوتے رہتے ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی علامہ حافظ کفایت حسین، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا محمد اسمٰعیل سلفی (گوجرانوالہ) صاحبزادہ سید فیض الحسن (آلومہار شریف) سید اظہر حسین زیدی مولانا غلام غوث ہزاروی، مفتی جعفر حسین (گوجرانولہ)، علامہ رشید ترابی، ان اکابر علما کی مسند پر فائز المرام تھے کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی رشد و ہدایت میں گزاری اور اپنی ذمہ داری نبھانے میں کوتاہی سے بچنے کی مقدور بھر کوشش کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی کے حضور جا حاضر ہوئے۔ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی ایسے بزرگان قوم وملت میں اپنی روشن فکری اور دین محمدی سے متمسک ہونے کی وجہ سے شامل تھے جو یکم اپریل 1962ء میں میرٹھ ایسے مردم خیز خطہ میں پیدا ہوئے جو غلام مصطفیٰ شیفتہ اور محمد اسماعیل میرٹھی ہی کی جنم بھومی نہیں بلکہ 1857ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے خلاف وہیں پرچم حریت بلند کیا گیا جس نے پورے متحدہ ہندوستان میں آزادی کی جوت کو روشن کیا اور 11 دسمبر 2003ء میں اسلام آباد میں وفات پائی اور کراچی میں دفن ہوئے جہاں قائداعظم نے دفن ہو کر اس ساحلی دھرتی کو عظمت بخشی اور اس دھرتی کو مقدس ومحترم بنا دیا اور وہیں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح نے اسی شہر سے جمہوریت کا پرچم بلند کر کے آمریت کے خلاف جہاد کرنے کی راہ دکھلائی۔ یوپی میں صدیقیوں نے کئی بستیاں آباد کیں۔ میرٹھ کو ان کے والد گرامی مرحوم اور مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی جنم بھومی ہونے کا فخر حاصل ہے کیونکہ ان کا خاندان میرٹھ میں آبسا تھا۔

رائج تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے درس نظامی میں بھی دستار فضیلت حاصل کی۔ مسلم لوئر مڈل کلاس کے فرزند ہونے کی صورت میں اس قافلہ میں شرکت کی جو متحدہ ہندوستان میں ہندو سے ''وکھری'' شناخت رکھنے کا مدعی تھا۔ چنانچہ رامپور (یو۔پی) سے طبع ہونے والے ''دبدبہ سکندری'' نمبر 1 جلد

84 مجریہ 17 دسمبر 1945ء کے شمارہ کے مطابق 21 تا 25 نومبر 1945 کو خانقاہ رشیدہ کے وسیع ہال کے اس اجلاس میں مولانا حافظ قاری احمد نورانی میرٹھی نے بھی شرکت کی۔ جو یوپی کے ایک ضلعی ہیڈ کوارٹر مین پوری میں ہوا اس اجلاس میں شرکت کر کے اسے مضبوط مسلم سیاسی جماعت بنانے میں مشورہ دینے کے ساتھ ہی وضاحت کی گئی کہ کانگرس ایک مسلم کش جماعت ہے اور مسلم کشی کے سوا اس کا (کانگرس) کا کوئی مقصد نہیں تھا اور نہ ہے۔ وہ مسلم کش ہندوؤں کی نمائندہ ہے۔ اس کا چند مسلم نما اشخاص کو خرید کر یہ دعویٰ کرنا کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ غلط ہے۔ مسلمان ان میں سے کسی کے ساتھ تعاون نہ کریں اور کانگریسی چالوں سے ہوشیار رہیں اور کانگریسی امیدوار کو ووٹ دے کر کانگریسی کی مراد کو پورا نہ کریں۔ یہ اجلاس قومی اور صنعتی حیثیت سے جماعت بندیوں کو اسلامی اتحاد کے لئے مضر اور خود ان اقوام کے لئے غیر معینہ سمجھتا ہے۔ اور استدعا کرتا ہے کہ وہ دینی اتحاد کو اپنا نصب العین بنائیں اور اس قسم کے تفرقوں سے اپنی طاقتوں کو کمزور نہ بنائیں۔ ہم میں ہر ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ اس دینی محبت کو ترقی دیں اور فرقہ بندی اور انتشار پیدا کرنے والی جماعت بندیوں سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھ کر اپنے وجود کو پنجہ ظلم کا شکار نہ بنائیں۔ ضلع مین پوری کا یہ عظیم الشان اجلاس طے کرتا ہے کہ فلسطین میں یہودیوں کا داخلہ اور ان کی حمایت اس جلسہ عام کی نظر میں ناحق اور عربوں کے ساتھ بے انصافی ہے۔ مسلمانان ہند، یہودیوں کے داخلہ فلسطین سے اس قدر رنج اور تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ جیسے فلسطینی عرب دوچار ہو رہے ہیں۔ حکومت برطانیہ کو عربوں کی پوری حمایت کرنا چاہئے اور ان کے حقوق کی نگہداشت اور یہودیوں کے دخل بیجا کو روکنے کے لئے موثر اور کارآمد تدابیر عمل میں لانا لازم ہیں۔ (اس سلسلہ میں) امریکہ نے جو پالیسی اختیار کی ہے۔ نہایت مذموم ہے۔ ہم اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں اور حکومت برطانیہ سے اس کے ناکام بنانے کی مساعی عمل میں لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔"

(ص 93 پاکستان بنانے والے علماء و مشائخ مولف مولانا محمد جلال الدین قادری دوسرا ایڈیشن لاہور 1996)

انیس سال کی عمر متذکرہ بالا اجلاس میں ایک نوخیز عالم دین کے طور پر شرکت کرنے والے اس حافظ و قاری نے اجلاس میں منظور کی جانے والی قراردادوں کو اپنے نہاں خانہ ذہن کا حصہ بنالیا اور جیون بھر اس ڈگر پر چل کر زندگی گزار دی اور تعلمی استعداد میں بھی اضافہ کرتے رہے اور ہفت لسان بن گئے۔

نورانی میاں اپنے خاندان کے ہمراہ میرٹھ سے ہجرت کر کے کراچی میں آ مقیم ہوئے اور 5 نومبر 1945ء سے جو بات پلے باندھی تھی اسے مضبوطی سے تھامے رکھا اور اپنے والد گرامی قدر کی پیروی کے

ساتھ ملکی اور سیاسی زندگی سے متمسک رہے۔ چنانچہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی رہنمائی میں اپنا سیاسی سفر بھی جاری رکھا اور ان کے نائب اور سیکرٹری کی حیثیت سے اپنے مقام و مرتبہ کو بلند کرنے میں مصروف رہے۔ سوویت یونین اور عوامی جمہوری چین کے دورہ پر مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں علماء کا ایک وفد گیا جس میں سیکرٹری کی ذمہ داری اپنی خوردسالی کے باوجو نوانی میاں نے خوش اسلوبی سے نبھائی اور ہر مقام پر مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم کے ترجمان کی حیثیت سے سویت یونین اور عوامی جمہوریہ چین کے اکابرین سے بات چیت کی کیونکہ وفد کے سربراہ بدایونی صاحب مرحوم عربی، فارسی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ انگریزی میں بات چیت کرنے سے قاصر تھے۔ ترجمانی کے فرائض نورانی نے خوش اسلوبی سے پورے کئے۔ بدایونی مرحوم نے اس دورہ کے بارے میں دو وقیع سفرنامے بھی رقم کئے اور وہی لکھا جو وہاں دیکھا اور محسوس کیا تھا۔ حالانکہ امریکیوں نے لکھے ہوئے مسودات کے ساتھ ساتھ خطیر رقم کی بھی پیش کش کی مگر مولانا بدایونی مرحوم نے بھی اور نورانی میاں مرحوم نے بھی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور ان کے ہم سفر دو شرطوں نے حکومت اور امریکہ صوابدید کے مطابق جب الٹے سیدھے بیان دیئے تو دونوں مقتدر عالموں نے ان کے بیانات کو بے معنی اور من گھڑت قرار دے کر ان کے غباروں سے ہوا نکال دی۔ مولانا بدایونی کو مسلم لیگی ہونے کی وجہ سے حکومت کو غیر معمولی قرب حاصل تھا مگر مولانا شاہ احمد نورانی اپنے سیاسی استاد اور مربی مولانا بدایونی کے اس سلسلہ میں ہم نوا نہ بن سکے اور اس سلسلہ میں وہ اپنے موقف پر قائم رہے۔

نوانی میاں پیرزادہ بھی تھے کیونکہ مولانا عبدالعلیم صدیقی جیسے صاحب رشد و ہدایت کی مسند پر فائز شخصیت کے فرزند اور گدی نشین بھی تھے لیکن پیرزادوں کی طرح ان کے ہاں نہ تجوری تھی نہ کوئی آہنی سیف جس میں حاصل کی ہوئی ''فتوح'' رکھ سکیں۔ اور جو روپیہ اور نیاز فتوح کے طور پر حاصل کرتے رہے اسے مسلکی تبلیغ پر خرچ کرتے۔ یہاں تک کہ نہ پیران عظام اور نہ ہی سیاسی لٹیرہ شاہی کی ان پر پرچھائیاں سایہ فگن ہو سکیں۔ ایک فلیٹ میں کرایہ دار کے طور پر مقیم رہے تا آنکہ ان کے سسر مقیم سعودی عرب نے اپنی بیٹی کے لئے جوتر کہ چھوڑا اس سے زندگی کے آخری ایام میں اپنی رہائش گاہ تعمیر کی۔ وہ اعلیٰ پایہ کے قاری اور بہترین خطیب تھے جو کئی زبانوں میں بات کرنے کی اہلیت سے کماحقہ بہرہ ور تھے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مولانا مرحوم 65-1964 میں ہونے والی ایوبی آمریت کے خلاف جنگ جمہوریت میں نظر نہیں آتے مگر اس سلسلہ میں بعد میں چلنے والے ہر جمہوری قافلہ میں ہراول دستہ میں موجود رہے ہیں۔ مجلس عمل کے نام سے بننے والے اتحاد کے روح تھے۔ اور بانی بھی اور محرک بھی اور ایسا محسوس ہوتا ہے۔ مین پوری کانفرنس میں جو قراردادیں منظور کی گئیں۔ مولانا لمحہ موجود میں ان میں رنگ

بھرتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔ رشد و ہدایت کے حوالے سے ایشیا افریقہ، یورپ کے کئی ممالک میں ان کے عقیدت مند موجود ہیں۔ نورانی میاں پیر مہر علی شاہ چشتی مرحوم گولڑوی کے بعد شاید دوسری شخصیت تھے۔ جنہیں ابن عربی کی مفوص الحکم اور فتوحات مکیہ کے تمام پہلوؤں پر عبور حاصل تھا۔ اور اس لحاظ سے ابن عربی تصوف کی اوق دنیا کے فکری رہنما ہیں اور نورانی میاں ان پر دل کھول کر بات کر سکتے تھے۔ انہوں نے اپنی قرات کا لوہا بھی منوایا مگر ان کے اصل جوہر قومی سیاست میں کھلے جب یحیٰی خان نے الیکن کرائے۔ انتخاب جیتنے والوں میں نورانی میاں بھی شامل تھے۔

اس وقت یحیٰی خان، مجیب الرحمان، ذوالفقار علی بھٹو اور امریکہ کا سیاسی محور ایک ہی تھا کہ مشرقی پاکستان کو الگ کر کے بھارت کو بالا دستی بخشی جائے۔ مگر جو لوگ اس راہ میں مزاحم ہوئے ان میں نورانی میاں بھی شامل تھے۔ اور مشرقی اور مغربی پاکستان کو متحد رکھنے کے لئے ہر حکومتی اور سیاسی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ 1972ء میں بننے والی پارلیمنٹ میں اپنی تقریروں، مشوروں اپنے کردار کی پختگی سے اپنے رویہ میں کوئی کمزوری نہ آنے دی۔ نہ منفعت اٹھانے والوں میں شامل ہوئے اور نہ ہی انہیں خوفزدہ کیا جا سکا۔ تقریر میں شائستگی بدرجہ اتم موجود تھی۔ بھٹو آمریت کے خلاف چلنے والی تحریک میں ان کی پبلک جلسوں میں تقریریں مختصر ہونے کے باوجود موثر اور مدلل ہوتیں۔ 1970ء میں امریکی سفیر فارلینڈ کی گاڑی میں بیٹھنے سے انکار کیا اور ضیاء الحق کی چیرہ دستیوں کا شکار بھی نہ ہوئے۔ تیس سال کے عرصہ سے حزب اختلاف کی سیاست میں ہراول میں رہے۔ مجلس عمل بنانے والوں میں ان کی کوششیں باآور ہوئیں۔

پاکستان کے بیشتر علماء کے غیر ملکی مسلم حکمرانوں سے گہرے مراسم رہے ہیں اور وہ مالی طور پر ان سے متمتع بھی رہے۔ مگر نورانی صاحب کی صدام سے لے کر معمر قذافی تک سے بھی سلام دعا رہی ہے۔ کیونکہ نورانی صاحب ان حکمرانوں سے ان کی زبان میں فصاحت و بلاغت سے بات کرتے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہر میدان میں اپنی انفرادیت قائم رکھی۔ اللہ تعالیٰ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھرپور عقیدت نے انہیں اس قدر متوکل بنا دیا تھا کہ برے سے برے حالات میں بھی انہوں نے کسی باڈی گارڈ کا سہارا نہ لیا۔ اس قدر کاٹھ کے رہنما کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا غیر معمولی ضرور ہے۔ لیکن قدرت کا یہ اصول اٹل ہے، کہ ہر تخلیق کا انت فنا ہے۔ یہی اصول چلتا ہے۔ نورانی میاں بھی اسی راہ سے گزرے۔ بڑوں کی موت چھوٹوں کو بڑ کر کے خلا پورا کر دیتی ہے۔ خدا کرے کہ ان کی وفات سے جنم لینے والی کمی اچھے انداز میں پوری ہو۔ آمین۔

نوائے وقت 31 دسمبر 2003ء

# مولانا شاہ احمد نورانی۔۔۔۔۔۔قومی وملی زندگی کی جھلک

قاضی مصطفیٰ کامل

علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی اپنے اہلخانہ، عزیز و اقربا کے ساتھ ساتھ لاکھوں مریدوں اور کروڑوں عقید تمندوں کی آنکھوں میں آنسو اور دلوں میں احترام و محبت کے گہرے نقش چھوڑ گئے۔ وہ ایک ایسی عالمی شخصیت کے مالک تھے جن کے عقید تمند بلا مبالغہ اس دنیا کے پانچوں براعظموں میں موجود ہیں۔ ان کی ذات سے عقیدت اور محبت رکھنے والوں کی تعداد بلا مبالغہ کروڑوں میں ہے۔ کسی بھی مذہب و مسلک میں ایسی کوئی دوسری شخصیت تلاش کرنا مشکل ہوگا۔ علامہ نورانی اپریل 1926ء میں میرٹھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی سے حاصل کی۔ نہایت چھوٹی عمر میں قرآن پاک بھی حفظ کر لیا۔ ابتدائی دینی تعلیم اور درس نظامی میرٹھ میں جبکہ گریجوایشن الہ آباد یونیورسٹی سے کی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں بھی بعض اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ اور تجوید بھی سیکھی۔ آپ کے والد گرامی شاہ عبدالعلیم صدیقی بہت نامور اور عالمی شخصیت کے مالک تھے۔ ملائشیا، انڈونیشیا، سمیت بہت سے افریقی ممالک میں انہیں قدر کی نگاہ سے دکھا جاتا تھا۔ ان کی تبلیغی مساعی سے لا تعداد غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے تحریک پاکستان کے آخری مہینوں میں شاہ عبدالعلیم صدیقی کو بعض عرب ممالک کے دورے پر بھیجا تھا تاکہ وہاں پر عوام اور حکومت کی سطح پر پاکستان کے لئے ہمدردیاں پیدا کی جاسکیں اور ان کا یہ مشن بہت کامیاب رہا۔ مولانا نورانی کا خاندان قومی اور ملی حوالے سے نمایاں خدمات کی شاندار روایات کا امین ہے۔ آپ کے دادا شاہ عبدالحکیم میرٹھ کی شاہی مسجد کے خطیب تھے۔ ان کی امامت میں بابائے قوم نے عیدین کی کئی نمازیں ادا کیں۔ اس خاندان کے ساتھ حضرت قائداعظم کا کئی حوالوں سے تعلق رہا ہے۔ قائداعظم نے جب رتن بائی (مسلمان ہونے کے بعد مریم جناح) سے شادی کا فیصلہ کیا تو اس سلسلے میں مولانا نذیر احمد نے اعانت کی اور رتن بائی نے انہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اردو کے نامور ادیب اور منفرد انداز کے شاعر مولانا محمد اسمٰعیل میرٹھی بھی اسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ ان کی بعض نظمیں سدا بہار حیثیت کی حامل ہیں۔

مولانا نورانی نے اپنے والد محترم کی وفات کے بعد ان کے عالمی تبلیغی مشن کے فرائض سنبھالے اور دنیا کے مختلف ممالک کے دورے شروع کر دیئے۔ 1950ء کے عشرے میں مولانا نورانی مفتی اعظم روس

مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی دعوت پر روس کے دورے پر گئے تو تاشقند، سمرقند اور بخارا کے مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے ان علاقوں کا بھی دورہ کیا اور اس زمانے کے سوشلسٹ معاشرے اور اس میں مسلمانوں کی زندگی کا قریب سے مطالعہ کیا اس دورے کے دوران جب مولانا نورانی کے وفد کو لینن کے مقبرے پر لے جایا گیا تو آپ نے اس پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔

1972ء کے آخر میں مکہ مکرمہ میں آپ نے دارالارقم کے مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی جس کی شاخیں چند برسوں میں ہی یورپ اور امریکہ سمیت دنیا بھر میں قائم ہو گئیں جن کے تحت عبادت کے لئے مساجد اور تدریس و تبلیغ کے لئے مدارس اور مشن قائم ہوتے چلے گئے۔ ہالینڈ، ماریشس، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، میں قائم بڑے تبلیغی مراکز کے علاوہ ملائشیا، انڈونیشیا، سرینام، سری لنکا، نیروبی، جنوبی افریقہ سمیت متعدد افریقی ممالک میں مشن قائم کئے گئے۔ برمنگھم میں ورلڈ اسلامک مشن نے ایک گرجا خرید کر اس کو مسجد اور تبلیغ کے مرکز میں تبدیل کر دیا۔ ماریشس میں تبلیغی مراکز حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام، علیمیہ اسلامک مشن، علیمیہ دارالعلوم اور ولڈ اسلامک مشن کے نام سے قائم ہیں جبکہ سری لنکا میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون، امریکہ میں مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ جارج ٹاؤن، جنوبی افریقہ میں اسلامک مشنریز گلڈ، برطانیہ میں حنفی مسلم سرکل، ملائشیا میں آل ملایا مسلم مشنری سوسائی اور ہالینڈ میں دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام کے نام سے قائم ہیں۔

مولانا نورانی نے جمعیت علماء پاکستان کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں پہلی شرکت ستمبر 1968ء میں کی اور پھر 1970ء میں ملک کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا۔ یہ وہ دور تھا کہ مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب کے چھ نکات کا نعرہ اور مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کے اسلامی سوشلزم کا نعرہ طوفان بن چکے تھے۔ مولانا نورانی کی کرشماتی شخصیت نے اس آندھی اور طوفان میں بھی چراغ جلا کر دکھا دیئے اور قومی اسمبلی کی سات نشستیں حاصل کر لیں جبکہ سندھ کی صوبائی اسمبلی میں 13 نشستیں حاصل کر کے آئندہ ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے کی بنیاد رکھ دی۔

اس وقت کے صدر جنرل محمد یحییٰ خان نے قومی اسمبلی کا اجلاس بلانے میں بہت زیادہ تاخیر کر دی اور پاکستان توڑنے میں کردار ادا کیا تاہم اس دوران مختلف قومی اور سیاسی رہنماؤں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ مولانا نورانی جب ایوان صدر اسلام آباد میں صدر جنرل یحییٰ خان کی دعوت پر مذاکرات کے لئے گئے تو یحییٰ خان کے سامنے پڑے ہوئے ساغر و مینا دیکھ کر مولانا نورانی بگڑ گئے اور انہوں نے یحییٰ

خان سے کہا جناب صدر یہ خرافات یہاں سے اٹھوادیں تو پھر ہم بیٹھیں گے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ چنانچہ یحییٰ خان کو شراب کے سارے لوازمات وہاں سے اٹھوانے پڑے۔ اس دور میں مولانا نورانی نے واشگاف الفاظ میں یحییٰ خان سے مطالبہ کیا کہ وہ اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کر دیں اور فوج کو بیرکوں میں واپس لے جائیں۔ 1973ء کے آئین کی تشکیل اور ترامیم کے حوالے سے مولانا نورانی کی کاوشیں سنہری حروف سے لکھی جانے کے قابل ہیں۔ انہوں نے آئین کو اسلامی جمہوری اور پارلیمانی بنانے کے لئے 200 سے زائد ترامیم پیش کیں۔ بلوچستان سے میر غوث بخش بزنجو اور صوبہ سرحد سے خان عبدالولی خان جیسے قد آور سیکولر لیڈر قومی اسمبلی میں موجود تھے اور پھر بھٹو کی پیپلز پارٹی جو سوشلزم کے روٹی، کپڑے اور مکان کے نعرے پر اکثریت حاصل کر کے حکمران جماعت بن چکی تھی۔ اس اکثریتی جماعت کی موجود گی میں مولانا نورانی کی مساعی سے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ وزیراعظم اور صدر کے لئے مسلمان ہونے کی شرط کو لازمی قرار دیا گیا اس کے بعد جب پارلیمنٹ میں ملک کے وزیراعظم کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے پر امیدوار بننے کا بھاری پتھر بھی مولانا نورانی نے ہی اٹھایا اور بھٹو کی بلا مقابلہ وزیراعظم منتخب ہونے کی زبردست خواہش کو پورا نہ ہونے دیا۔ قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد بھی مولانا نورانی نے ہی پیش کی اور اسے منظور بھی کرا لیا۔ بھٹو کے استبدادی دور حکومت میں مولانا نورانی کی قیادت میں تین ضمنی الیکشن بھی لڑے گئے کراچی سے جمعیت علمائے پاکستان کے حنیف طیب اور حیدر آباد سے عثمان کینڈی جیت گئے لاہور میں شیر محمد بھٹی اور کھر کے مقابلے میں علامہ احمد علی قصوری جمعیت کے امیدوار تھے۔ یہاں ووٹوں کے اعتبار سے کھر اور احمد علی قصوری کا مقابلہ تھا مگر پیپلز پارٹی نے شیر محمد بھٹی کی کامیابی کا اعلان کر دیا۔

1977ء کے عام انتخابات میں جب بھٹو حکومت نے زبردست دھاندلی کی تو اس کے خلاف ایک بڑی تحریک کھڑی ہوگئی۔ اس تحریک کو مولانا نورانی ہی کی مساعی سے تحریک نظام مصطفیٰ کا نام دے دیا گیا۔ مولانا نورانی نے قومی اور ملی تاریخ کے ہر اہم موڑ پر جاندار کردار ادا کیا۔ 1990ء میں جب امریکہ نے عراق کے خلاف جنگ کا آغاز کیا تو مولانا نورانی نے اس کی پرزور مذمت کی اور عراق کی حمایت کے لئے ان کی اپیل پر لاکھوں کارکنوں نے سڑکوں پر آکر امریکہ کے خلاف احتجاج کیا اور عراق کے لئے رضا کاروں کی بھرتی کی اپیل پر ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے اپنے نام لکھوا دئے۔ پھر جب 11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملوں کا ڈرامہ رچانے کے بعد امریکہ نے افغانستان پر آگ اور بارود کی بارش کر دی تو مولانا نورانی نے امریکہ کی شدید مذمت کی اور ہر سطح پر دفاع افغانستان و پاکستان کونسل تشکیل

دی۔ جبکہ بعد میں اسی کونسل کی بنیاد پر پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں کے اتحاد متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا۔

مولانا نورانی بلاشبہ ایک عالمی شہری تھے۔ ان کے والد اور ان کے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کی طرف سے دنیا کے پانچوں براعظموں سے ہر وقت اتنے دعوت نامے آئے ہوتے تھے کہ ان کے لئے انتخاب کرنا مشکل ہوتا۔ مولانا جہاں جس شہر اور ملک کے دورے پر جاتے وہاں سے اکٹھے ہونے والے نذرانے اور چندے اسی ملک کے تدریسی اور تبلیغی مشن کے لئے وقف کر دیتے۔ مولانا کی تبلیغی دینی اور علمی سرگرمیوں کا کسی ایک مضمون میں احاطہ کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں وہ ایک لونگ لیجنڈ LIVING LEGEND تھے۔ ان کی زندگی میں ہی پنجاب یونیورسٹی کے ایک پروفیسر مجیب احمد، مولانا شاہ احمد نورانی پر پی ایچ ڈی کر رہے تھے۔ انہوں نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ تاریخ سے مولانا نورانی پر ڈاکٹریٹ کرنے کے لئے رجسٹریشن کرائی تھی۔ مولانا نورانی کے لئے اقتدار کی کرسی ہر دور میں حاضر رہی مگر انہوں نے کرسی پر بیٹھنے کی بجائے لوگوں کے دلوں میں رہنے کو ترجیح دی۔ قرآن پاک سے ان کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بچپن سے لے کر سفر آخرت پر روانہ ہونے تک انہوں نے ہر رمضان المبارک میں گذشتہ 66 برس سے نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا اور زندگی کے آخری رمضان المبارک میں بھی یہ پاکیزہ معمول جاری رہا۔ مولانا بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہدیہ سلام پیش کرتے تو ان کے لحن داؤدی کے سحر سے یوں معلوم ہوتا کہ فضا ساکت ہوگئی ہے۔ زمین کی رفتار رک گئی ہے۔ مولانا کی اپنی آنکھیں بھی نمناک ہوتیں اور سامعین وحاضرین بھی وجد میں ہوتے۔ وہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کو زندگی کا سب سے بڑا سرمایا قرار دیتے تھے۔ انہوں نے سادہ اور پاکیزہ زندگی گزاری۔ وہ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے لاکھوں عقید تمندوں کے لئے کراچی کی سڑکیں تنگ پڑ گئیں۔ ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا تھا۔ ہزاروں اور لاکھوں لوگ جنازے کے جلوس میں شدت غم سے رو رہے تھے۔ ہر شہری اس طرح سوگوار تھا جیسے اس کا کوئی بہت ہی قریبی عزیز دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مقبولیت اور محبت کا یہ مقام ہر کسی کے نصیب میں کہاں؟ ہر زبان پر یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ کسی مبالغے کے بغیر یہ بات سچ ہے کہ مولانا نورانی کے اٹھ جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا ہے وہ شاید کبھی پُر نہ ہو سکے۔

نوائے وقت 2 جنوری 2004ء

# امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ

حیات جاوداں رانا طاہر داؤد خاں

مولانا امام شاہ احمد نورانی ؒ جیسی نابغہ روزگار خال خال دنیا میں پیدا ہوتی ہیں اور جب یہ انسان، انسانوں کی بستیوں میں تعلیم وتدریس، تحقیق وتصنیف، وعظ وخطابت، سیاست ومعاشرت فضل وکرامت اور علم وبصیرت کی روشنی پھیلا کر راہی ملک عدم ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا زندگی کی لہر تھم گئی ہے اور دلوں کی دھڑکنیں منجمد ہو کر رہ گئی ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی ؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد بھی یہی کچھ محسوس ہوتا ہے۔ سرخ وسفید رنگ نورانی پیشانی وچہرہ گلاب کی طرح سرخ لب موٹی موٹی سرمئی پاکدامن باحیاء آنکھیں سر پر نسواری عمامہ گلے میں اسی رنگ کا جبہ، جرأت کا پیکر بیکراں، بے مثال خطیب اور شعلہ بیاں مقرر حافظ قرآن، قرآن کے قاری، صاحب طرز سیاستدان، مبلغ دین وملت قائد اہلسنت، قائد ملت، اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی 17 رمضان المبارک 1346ھ بمطابق یکم اپریل 1926 میرٹھ (بھارت) میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی ؒ کے ہاں پیدا ہوئے جو حضرت امام احمد رضا خان بریلوی ؒ کے خلیفہ تھے۔ نورانی صاحب کے دادا مولانا شاہ عبدالحکیم میرٹھی بھی ایک ممتاز عالم دین اور شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب اور اسلام کے مبلغ تھے۔ آپ ؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور صرف آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ (بمعہ تجوید) کرلیا۔ پھر درس نظامی مکمل کیا۔ گریجویشن الہ آباد یونیورسٹی سے کی۔ آپ ؒ نے مزید دینی علوم کی تکمیل مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے کی آپ ؒ عربی، فارسی، اردو، انگریزی، افریقی اور فرانسیسی نہایت روانی سے بولتے تھے۔

1948 میں بھارت سے ہجرت کر کے کراچی آئے تو آپ ؒ کی عمر 22 سال تھی اس وقت سے لیکر 2002ء تک آپ کرائے کے مکان میں رہے اور مسلسل 56 برس ایک ہی مسجد میں ہر سال نماز تراویح کی امامت کرواتے رہے وہ نماز تراویح کے ساتھ ساتھ جو پارہ نماز تراویح میں سناتے وہی پارہ دوسری مسجد میں اور تیسری مسجد میں نماز تہجد کی امامت میں سناتے۔ اسی طرح ایک رمضان میں قرآن پاک ختم کرتے جو ایک ریکارڈ کی بات ہے۔

امام شاہ احمد نورانی نے 1953 میں تحریک ختم نبوت میں ایک کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ ؒ کے ہاتھوں ہزاروں قادیانی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ 1962ء میں آپ ؒ کی شادی قطب مدینہ مولانا ضیاالدین مدنی

رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے مولانا فضل الرحمٰن مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپؒ کا نکاح مسجد نبوی شریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہوا۔ شادی کے بعد بھی آپؒ کے تبلیغی مشن میں کچھ فرق نہ آیا۔ 1970ء میں آپ نے عملی سیاست میں حصہ لیا۔ گو آپ کی ساری عمر حزب اختلاف کے ایوانوں تک محدود رہی لیکن آپ کی سیاسی بصیرت پر آپؒ کے مخالفین بھی داد تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکے! پاکستان بھر میں تمام بڑی سیاسی اور مذہبی تحریکوں میں حصہ لیا۔ تحریک پاکستان سے لیکر آج تک کوئی ایسی تحریک نہیں جس میں امام نورانی کا کردار شامل نہ رہا ہو بلکہ وہ تحریک نامکمل ہے جس میں انہوں نے شرکت نہیں کی۔ 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے ایک قرارداد پیش کی اور اسی قرارداد کی وجہ سے قادیانیوں کو پاکستان کے آئین میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قائد اہلسنت نے کئی غیر ملکی وملکی تبلیغی دورے کئے تاہم خال خال حضرات کو اس بات کا علم ہے کہ اہلسنت کی تبلیغی عالمی تنظیم جو دعوت اسلامی کے نام سے کام کر رہی ہے اس کے بانی بھی مولانا شاہ احمد نورانی ہی ہیں۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ تنظیم دعوت اسلامی نے پہلے پہل اپنے عمامہ کا رنگ نورانی صاحب کی طرز پر نسواری رنگ کا ہی انتخاب کیا تھا لیکن کراچی میں ایک لسانی تنظیم کے چند افراد نے انہیں تشدد کا نشانہ بنایا جس پر امام شاہ احمد نورانی کی بصیرت کی وجہ سے اس کا رنگ سبز کر دیا گیا۔ جس سے تشدد کا راستہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ آپ اس کے علاوہ ورلڈ اسلامک مشن کے بھی بانی اور تاحیات سربراہ رہے۔ 1972ء میں آئین پاکستان میں مسلمان کی تعریف میں یہ جملہ شامل کر کے کہ ''مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر لحاظ سے آخری نبی مانتا ہو'' قادیانیت پر کاری ضرب لگا کر نبی ﷺ کے سچے غلام ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ آئین پاکستان کے لئے 200 سے زائد ترامیم قومی اسمبلی میں پیش کیں۔ ان کی ایک قرارداد کے تحت ہی ملک پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تجویز ہوا اور سرکاری مذہب اسلام قرار پایا۔ 1973ء میں قومی اسمبلی کی دستور ساز کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے اور ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں متحدہ اپوزیشن کی جانب سے وزیر اعظم کے متفقہ امیدوار نامزد ہوئے جبکہ ذوالفقار علی بھٹو کی ہر ممکن کوشش تھی کہ وہ بلا مقابلہ وزیر اعظم بن جائیں۔ مگر آپؒ اعلیٰ جمہوریت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آمرانہ خواہش کی راہ میں رکاوٹ بن گئے۔ اور اس وقت کی قومی اسمبلی سے 32 ووٹ حاصل کئے۔ جب کوئی ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ 1975ء میں سینٹ آف پاکستان کے رکن منتخب ہوئے۔ 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ تبلیغ وارشاد میں اپنے عہد کے سب سے بڑے مبلغ سب سے بڑے مقرر، خطیب بے مثال تھے۔ فصاحت و بلاغت، روانی، سلاست، معانی و مطالبہ سے مزین ہزار ہا تقاریر یہ ثابت کرتی ہیں کہ فن خطابت میں یکتائے روزگار تھے۔ دوران خطابت یوں محسوس ہوتا کہ زبان فیض ترجمان بن گئی ہے۔ 1974ء میں تبلیغی دورہ پر ماریشس (افریقہ) گئے وہاں ایک اسلامی دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ 1987ء میں جنوبی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔ اس موقع پر وہاں کے سفیر نے آپ کو سفیر اسلام کا خطاب دیا۔

فصل گل تربت پہ تیری پھول برسایا کرے
جھومتی کعبہ سے رحمت کی ہوا آیا کرے

نوائے وقت 6 جنوری 2004ء

## قائد ملت اسلامیہ کے نام

قائد ملت اسلام قوم تیرے نام سے سرخرو رہے گی
ہر موڑ پہ اہل اسلام کو تیری جستجو رہے گی
تو نے نقش دلوں پہ ان مٹ چھوڑے ہیں
ہر انسان کے لب پر تیری گفتگو رہے گی
تجھ سے لرزہ بر اندام ہیں یزیدان وقت
تیرے نعرہ حق کی گونج کو بکو رہے گی
تیرے فقر جنید نے روند ڈالا غرور شاہی
شش جہت میں تیرے پیغام کی خوشبو رہے گی
تیرا وجود صحن وطن میں شجر سایہ دار تھا
تیرے نام کی روشنی ہر سو رہے گی
اے ملت مرحومہ کے قائد بیدار بخت
تیری عظمت کی کہانی نقش چار سو رہے گی
خوش بخت ربانی میسر رہا قائد نورانی
قیامت تک باقی اپنی خو بو رہے گی

محمد اکرم ربانی

# مولانا نورانی کا آخری سفر

یوسف خان

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی رحلت سے ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ یہ سانحہ ایک ایسے وقت ہوا جب متحدہ مجلس عمل اور حکومت کے درمیان کشمکش فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو رہی تھی۔ مجلس عمل نے حکومت کو آئینی پیکج کے لئے ڈیڈ لائین دے دی تھی۔ یہ تاثر پیدا ہو رہا تھا کہ ایک سال سے تعطل کا شکار مسئلہ کا کوئی حل نکل آئے گا۔ مولانا نورانی کی اچانک وفات قوم پر بجلی بن کر گری خود متحدہ مجلس عمل کے لئے اپنے سربراہ کی رحلت کسی سانحہ سے کم نہیں کیونکہ ان جیسی غیر متنازعہ صاف ستھری اور سب کے لئے قابل قبول ہستی کو تلاش کرنا ممکن نہیں ہے۔ نورانی میاں نہایت قد آور شخصیت تھے، مخالفین تک ان کا نام احترام سے لیتے تھے۔ سیاست ہو یا مذہبی معاملات مرحوم میانہ روی کے قائل تھے مگر اصولوں پر کمپرومائز کرنے کے ہرگز حق میں نہ تھے۔ نورانی میاں کبھی اقتدار میں نہیں رہے نہ بیک ڈور سے اقتدار قبول کیا یہی وجہ ہے کہ عوام کے تمام طبقوں میں مقبول تھے۔ کراچی کے لاکھوں شہری جس طرح مولانا نورانی کے جنازہ میں شریک ہوئے اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہ تھا کہ مرحوم سے شہری کس قدر محبت کرتے تھے۔ ان کے جنازہ میں ہر مکتبہ فکر کے ہر طبقہ کے لوگ تھے ہر زبان بولنے والے تھے۔ عوام کے جذبات کی ترجمانی مشکل ہے۔ کس طرح لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے سینکڑوں کا [illegible] لینس سے لپٹے ہوئے تھے جس پر نورانی میاں کی میت رکھی گئی تھی نشتر پارک میں نماز جنازہ ادا کرنا [illegible] گویا تھا انسانی سروں کا سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ چاروں طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ یہ کراچی کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے تھا۔ جس میں ہر نسل ہر عمر کے لوگ شامل تھے۔ بیت الرضوان کلفٹن سے جب جنازہ نماز جمعہ کے بعد روانہ ہوا تو خود مولانا شاہ احمد نورانی کے صاحبزادے انس نورانی جو عملی طور پر نورانی میاں کی تصویر ہیں جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ قاضی حسین احمد نے ان کو گلے لگا کر اپنے ساتھ بٹھایا ایمبولینس میں جنازہ رکھا گیا جس کے ساتھ ڈاکٹر رضوان فضل الرحمن مدنی بیٹھے جو مولانا کے برادر نسبتی ہیں۔ ہزاروں کارکنوں اور عام شہریوں کی موجودگی کے باعث بیت الرضوان سے جنازہ نکالنا مشکل ہو گیا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر پر بار بار اپیلیں کی جا رہی تھیں خود انس نورانی جو صبر و استقامت کا پیکر بنے ہوئے تھے اپیلیں کر رہے تھے۔ کلفٹن سے جنازہ کا جلوس روانہ ہوا تو اس میں سینکڑوں گاڑیاں شامل تھیں۔ لوگ

مستقل کلمہ طیبہ اور درود و سلام کا ورد کر رہے تھے کارکن سبز رومال باندھے ہوئے تھے سروں پر سبز اور سفید ٹوپیاں تھیں۔ ہزاروں شہری جلوس کے ساتھ چلتے ہوئے زاروقطار رو رہے تھے۔ ہر شہری کا سوگوار چہرہ دیکھ کر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ کسی کا کوئی اپنا عزیز جدا ہو گیا ہے۔ جلوس کے راستے میں کاروباری مراکز شاپنگ سینٹر بند تھے۔ چاروں طرف رینجرز اور پولیس کے کمانڈوز تھے جو پوزیشن لئے ہوئے تھے۔ عمارتوں کی چھتوں پر مسلح پولیس کے دستے متعین تھے۔ جمعہ کو صدر جنرل پرویز مشرف کراچی میں تھے اس لئے سکیورٹی کے انتظامات انتہائی سخت تھے۔ صدر کے راستہ کی ناکہ بندی کر دی گئی تھی۔ سکیورٹی کے حکام کو خدشہ تھا کہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ کے جنازہ کا جلوس برٹش ڈپٹی ہائی کمیشن اور امریکی قونصل خانہ کے سامنے سے گزرے گا تو کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ کچھ نہیں ہوا۔ حکام کے خدشات غلط نکلے۔ سوگوار سوگ میں تھے۔ قائد اہلسنت کا جنازہ لے کر جا رہے تھے کسی ایجیٹیشن کی مہم پر نہیں تھے۔

خود جمعیت علمائے پاکستان اور مقامی انتظامیہ کے حلقوں کے مطابق حکومت کی خواہش تھی کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ نشتر پارک میں نہ ہو۔ بیت الرضوان کے قریب واقع پارک میں ادا کی جائے۔ مولانا کی فیملی اور متحدہ مجلس عمل کی قیادت نے اس سے انکار کر دیا۔ نشتر پارک مولانا نورانی کو بہت عزیز تھا۔ جہاں انہوں نے ہر ظالم فوجی اور سویلین حکومت کو مردانہ وار چیلنج کیا۔ ساری زندگی آمریت کے خلاف چیلنج بنے رہے۔ جب رخصت ہوئے تب بھی فوجی حکمران کے لئے چیلنج بن گئے۔ اس نشتر پارک نے جہاں سے مولانا نے وقت کے حاکموں کو للکارا سیاست کے مفاد پرستوں اور بھائی کو بھائی سے لڑانے والے کا بے جگری سے مقابلہ کیا۔ قوم پرستی کے فتنہ کو چیلنج کیا۔ مولانا کے جنازہ کے لئے لاکھوں انسانوں کے سمندر کو اپنے اندر سمو لیا۔ خدا جانے کہاں سے اتنی گنجائش پیدا ہو رہی تھی سینکڑوں افراد کے قافلے کے قافلے آ رہے تھے اور جنازہ میں شامل ہو رہے تھے۔ کراچی کے قدیم شہری جنہوں نے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح اور شہید ملت لیاقت علی خان کے جنازے دیکھے بتا رہے تھے کہ اس وقت آبادی کے لحاظ سے دونوں جنازے تاریخی بڑے تھے مولانا نورانی کا جنازہ تعداد کے لحاظ سے تاریخی تھا۔

یہ مولانا شاہ احمد نورانی کی دل موہ لینے والی کرشماتی شخصیت کا کرشمہ تھا کہ ان کے جنازے میں ہر آنکھ اشکبار تھی جوان پر دیوانہ وار مر مٹنے کو تیار تھے۔

روزنامہ نوائے وقت 17 دسمبر 2003-

# نورانی صاحب کا انتقال اور مجلس عمل کی ڈیڈ لائن

ادیب جاودانی

متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے پیدا ہونے والا خلاء کون پر کرے گا؟ اور مجلس عمل کی ڈیڈ لائن کا کیا بنے گا؟ یہ وہ سوال ہیں جو آج قومی سیاست میں انتہائی اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔ مذہبی تفرقات نے قومی اتحاد کو ہمیشہ زبردست زک پہنچائی ہے مگر مولانا نورانی کا کریڈٹ ہے کہ انہوں نے تمام مکاتب فکر کے علماء کو نہ صرف ایک صف میں لا کھڑا کیا بلکہ ایک بڑی سیاسی قوت بنا دیا اور یہی قوت آج کی سب سے بڑی طاقتور اپوزیشن قرار پائی ہے۔ اکتوبر 2002 میں مشرف حکومت کی سربراہی میں ہونے والے انتخابات میں پہلی مرتبہ مذہبی جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر نظر آئیں تو ملک کے سیاسی حلقوں میں یہ تاثر عام تھا کہ جلد ہی یہ اتحاد فکری اختلافات کے باعث ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا لیکن مولانا نورانی کی سربراہی میں اتحاد میدان سیاست میں ایک بڑی طاقت بن کر ابھرا۔ مرحوم کی سیاست سے طویل وابستگی رہی اور یحیٰی خان کے دور حکومت سے تادم مرگ ملکی سیاست میں ان کا نمایاں کردار رہا۔ مولانا کی وفات کے بعد جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کو متحدہ مجلس عمل کا قائم مقام صدر مقرر کیا گیا کیونکہ وہ پارٹی کے نائب صدر تھے۔ کہا جا رہا ہے کہ مجلس عمل کی صدارت کا حتمی فیصلہ آئندہ اجلاس میں ہوگا۔ مولانا فضل الرحمٰن کے قریبی حلقوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اتحاد کی سب سے بڑی جماعت ہونے کے ناطے سے فضل الرحمٰن ہی مجلس عمل کے صدر قرار پائیں گے۔ بی بی سی نے اس سورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا نورانی کی وفات سے پاکستان کا سیاسی منظر خالی خالی نظر آنے لگا ہے اور متحدہ مجلس عمل کے نئے صدر کے انتخاب کا مسئلہ مشکل ہو گیا ہے اس خدشے کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے کہ مولانا نورانی کی وفات سے حکومت کو دی ہوئی ڈیڈ لائن متاثر ہو سکتی ہے اور حکومت ایل ایف او کو پارلیمنٹ میں لانے میں مزید تاخیر کر سکتی ہے۔ مجلس عمل کے سینئر رہنماؤں کا کہنا ہے کہ نورانی وصیت پر ضرور عمل ہوگا اور حکومت کے خلاف تحریک ضرور چلے گی۔ جے یو پی کے ذرائع کے مطابق مولانا نے 15 دسمبر کو لیاقت باغ راولپنڈی میں پارٹی کنونشن 17 کو متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل کا اجلاس 21 دسمبر کو لاہور میں پارٹی کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد کرنے کا اعلان کیا تھا جبکہ وہ 18 دسمبر سے حکومت مخالف تحریک کے سلسلے میں ملتان ڈیرہ غازی خان جانے کی خواہش بھی رکھتے تھے۔ مولانا کے اچانک انتقال سے اس بات کا خدشہ

ہے کہ یہ تمام پروگرام ایک بار پھر تعطل کا شکار ہو جائیں گے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی حکومت مخالف تحریک اپنی جگہ مگر یہ بات اٹل ہے کہ عوام کا ایک بھرپور مینڈیٹ ان کے پاس موجود تھا۔ یہاں ہمیں تھوڑا پس منظر میں جانا پڑے گا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے سانحہ کے بعد جب پوری مغربی دنیا مسلم امہ کے خلاف کھڑی ہونے لگی تو افغانستان سے تعلقات کی وجہ سے پاکستان کی سیاست کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا تو ایسے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ملک کی تمام دینی جماعتوں کو متحد کرنے کی کوشش کی اور تمام دینی جماعتوں کے اتفاق رائے سے متحدہ مجلس عمل کا قیام عمل میں آیا اور انہی کی قیادت میں امریکہ مخالف تحریک نے زور پکڑا اور عوامی حلقوں نے ان کی امریکہ مخالف پالیسیوں کی حمایت دینی جماعتوں کو ووٹ دے کر کی۔ مولانا نورانی کو مجلس عمل کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا تو انہوں نے افغانستان پر امریکہ کی فوج کشی کی شدید مخالفت کی اور اس وقت جبکہ مجلس عمل کی حکومت کو ایل ایف او پر دی گئی مہلت ختم ہو رہی تھی اور سیاسی منظر پر کسی بڑی تبدیلی کی توقع کی جا رہی تھی مولانا خالق حقیقی سے جا ملے۔ بعض سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف اس لحاظ سے بے حد خوش قسمت ہیں کہ جب بھی ان کی حکومت کی بنیادیں کمزور ہونے لگتی ہیں تو مخالف صف میں دراڑ پڑ جاتی ہے 12 اکتوبر 1999 کے اقدام کے نتیجہ میں اور ایک منتخب وزیر اعظم کا تختہ الٹنے کی سازش کی سخت سزا ان کا مقدر بن سکتی تھی تو اچانک کھیل نے پانسہ پلٹا اور وہ ملک کے سیاہ سفید کے مالک بن گئے اور نواز شریف کو نکال باہر کیا۔ اے آر ڈی کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان کی حکومت مخالف تحریک زور پکڑ رہی تھی تو وہ نہ رہے پھر اب جبکہ مولانا نورانی کی ڈیڈ لائن مشرف کے لئے خطرہ بنتی جا رہی تھی تو مولانا چل بسے۔ اگرچہ متحدہ مجلس عمل کے رہنما کہتے ہیں کہ مولانا کا مشن جاری رہے گا مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب خود مجلس عمل کو متحد کون رکھے گا؟ مولانا نورانی کی وفات کے روز ہی صدر مشرف نے کوئٹہ میں پریس کانفرنس کی اور کہا کہ متحدہ مجلس عمل اپنا شوق پورا کر لے ہم احتجاج کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوں گے۔ ہم 18 دسمبر تک دیکھ لیتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ ادھر امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے اور جے یو آئی کے رہنما حافظ حسین احمد نے عزم ظاہر کیا کہ 17 دسمبر سے قبل آئینی ترامیم کا بل پارلیمنٹ میں نہ پیش کیا تو مشرف ہٹاؤ تحریک شروع کر دی جائے گی۔ مجلس عمل اور حکومت نے پورا ایک سال مذکرات کرتے گزار دیا اور کئی بار بات بنتے بنتے اس لئے بگڑ گئی کہ ایوان صدر آڑے آ گیا اور وہ معاملات صفر پر جا پہنچے۔ ایک برس تک احتجاج اور مذاکرات کا سلسلہ بیک وقت جاری رکھنے کے بعد متحدہ مجلس عمل اب گفتگو کے دروازے بند کر چکی ہے اور اس نے 18 دسمبر سے احتجاج کا اعلان کر

رکھا ہے جس پر صدر برہم ہیں۔ اب چونکہ مجلس عمل کے اتحاد اور صدر کی مضبوطی کے امتحان میں دنوں بلکہ گھنٹوں کا فاصلہ رہ گیا ہے تو مولانا نورانی کے انتقال سے صورت حال یکدم تبدیل ہوگئی ہے اور سوال یہ پیدا ہونے لگا ہے کہ متحدہ مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے لئے قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمن یا کوئی بھی منتخب شدہ نیا سربراہ قابل قبول ہوگا یا نہیں؟ اور کیا مجلس عمل اپنے موقف پر اس طرح ڈٹی رہے گی جس طرح نورانی صاحب کی سربراہی میں ڈٹی رہی؟ دیکھنا یہ بھی ہے کہ حکومت 18 دسمبر سے قبل ایل ایف او کو پارلیمنٹ میں لاتی ہے یا نہیں؟ 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن سب کا امتحان ہے۔

روزنامہ نوائے وقت 17 دسمبر 2003ء

## علامہ شاہ احمد نورانی مرحوم (گردن نہ جھکی جس کی۔۔)

طلوع ارشاد احمد عارف

گریڈوں کے شہر اسلام آباد نے نوابزادہ نصراللہ خان کے بعد ایک اور بزرگ سیاستدان کی لے لی اور اے آر ڈی کے سیاسی اتحاد کی طرح متحدہ مجلس عمل کے سر سے اپنے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کا سایہ اُٹھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

جس طرح میاں نواز شریف نے جاگیرداروں، وڈیروں اور ٹوڈیوں کی جماعت مسلم لیگ کو عوامی جماعت بنایا اور چار عشروں سے اقتدار کے ایوانوں میں عروس ہزار داماد کا کردار ادا کرنے والی جماعت کو اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر زمانے کی گرمی سردی برداشت کرنے کی عادت ڈالی اسی طرح مولانا شاہ احمد نورانی کو بھی کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے شانہ بشانہ شاندار کردار ادا کرنے والی جمعیت علماء پاکستان کو حکمرانوں کے حرم سے نکال کر عوامی اور جمہوری جدوجہد کی راہ پر ڈالا۔ ہر حاکم وقت کو امام ضامن باندھنے اور ان کے اقتدار و سلامتی کا وظیفہ پڑھنے والے علماء و مشائخ کو مذہبی کانفرنسوں اور روئت ہلال کمیٹیوں سے نکال کر یحیی خان بھٹو اور ضیاء الحق کی سول و فوجی آمریت کے سامنے صف آرا ہونے کی ترغیب دی تا کہ وہ امام حسینؓ امام اعظم ابوحنیفہؒ امام احمد بن حنبلؒ اور مجدد الف ثانیؒ کی درخشاں روائت کو آگے بڑھا سکیں۔

1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے 7 نشستیں جیت کر ہفت زبان عالم دین مولانا شاہ احمد نورانی کو پارلیمانی لیڈر مقرر کیا تو عام خیال یہی تھا کہ علماء مشائخ کی یہ جماعت اپنی روایات کے مطابق یحیی خان کی مرضی کے مطابق پرو اسٹیبلشمنٹ پالیسی وضع کریگی اور فوجی حکومت کے ہراول دستے کا کردار ادا کریگی۔ جب ذوالفقار علی بھٹو نے ادھر ہم اُدھر تم کا نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان جانے والے ارکان کی ٹانگیں توڑنے کا اعلان کیا تو مغربی پاکستان کے کئی سربرآوردہ سیاستدانوں کی ٹانگیں کانپنے لگیں اور انہوں نے ڈھاکہ سیشن میں شرکت کے لئے پی آئی اے کے او۔ کے ٹکٹ منسوخ کرا دیئے مگر مولویوں کی اس جماعت کے قائد نے اعلان کیا کہ ان کا پارلیمانی گروپ قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کریگا اور آئین سازی میں بھرپور حصہ لے گا۔

مشرقی پاکستان کے بحران سے نبٹنے کے لئے یحییٰ خان نے سیاستدانوں سے ملاقاتیں شروع

یاں ممتاز محمد خان دولتانہ، خان عبدالولی خان اور دیگر سرآوردہ سیاستدانوں کے ساتھ مولانا نورانی
یحیٰی خان سے ملنے چلے گئے۔ ایوان صدر کے ڈرائنگ روم میں یحیٰی خان تشریف لائے تو انہوں نے
ہاتھ میں گلاس اور دوسرے ہاتھ میں مشروب خاص کی بوتل پکڑ رکھی تھی ابھی یحیٰی خان نے معزز
انوں کو مخاطب ہی کیا تھا کہ مولانا نورانی کی آواز گونجی ''پہلے آپ کمرے کو شراب خانہ سے پاک کریں
کوئی بات کریں، ہم اس حالت میں آپ کی کوئی بات نہیں سنیں گے''، یحیٰی خان نے مولانا کی طرف
مگین نگاہوں سے دیکھا اور پھر اپنے عملے کو شراب اور برتن اٹھانے کی ہدایت کر دی۔

1972ء میں دستور سازی کے موقع پر جن ارکان اسمبلی نے آئین کو بھٹو کے سوشلزم اور صدارتی
ام سے محفوظ رکھنے اور اسے اسلامی، وفاقی، پارلیمانی رنگ دینے کے لئے قائدانہ کردار ادا کیا ان میں
لانا نورانی سرفہرست تھے۔ مولانا مفتی محمود، خان عبدالولی خان، سردار شیر باز خان مزاری، پروفیسر غفور
مد کو ہمیشہ مولانا نورانی کی رفاقت پر ناز رہا۔ مولانا نورانی ان چند سیاستدانوں میں سے ایک تھے جو
رقی پاکستان میں فوجی ایکشن کے مخالف اور عوامی لیگ سے سیاسی تصفیہ کے حق میں تھے۔ انہوں نے
مدازاں بھٹو کے بلوچستان آپریشن اور آمرانہ اقدامات کی مخالفت کی، بھٹو کے سخت ترین مخالف ہونے
کے باوجود انہوں نے جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کی برملا مذمت کی اور ضیا کابینہ میں شرکت کے لئے
نے ارکان نامزد کرنے کی بجائے قومی اتحاد چھوڑ دیا انہیں بعد میں بھی کبھی ضیا کی حمایت پر شرمندگی کا
ظہار نہیں کرنا پڑا۔

گزشتہ تین سال کے دوران ہماری سیاسی، سماجی اور مذہبی زندگی میں برق رفتار تبدیلیاں آئیں،
حجرہ نشستوں نے بھی پرتعیش قیام گاہوں اور قیمتی گاڑیوں کو استعمال کا شرف بخشا تا کہ کوئی ان کو غربت
افلاس کی بنا پر حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھ سکے مگر مولانا نورانی زندگی بھر ''الفقر فخری'' پر نازاں کراچی کے
یک فلیٹ میں مقیم رہے جس کی سیڑھیاں چڑھنے سے ڈاکٹر ہمیشہ منع کرتے تھے حالانکہ ان کے حلقہ
رادات میں پاکستان کے کئی روسا، سرمایہ دار اور سیٹھ بھی تھے اور بیرون ملک کے کئی شیوخ اور سربراہان
حکومت بھی۔ صدام حسین اور کرنل قذافی کی نورانی صاحب سے عقیدت کا تو بعض مخالفین طنز و استہزا کے
طور پر ذکر بھی کیا کرتے تھے۔ ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کی سربراہی دراصل مولانا نورانی پر تمام
مسالک کے علماء اور مذہبی رہنماؤں کی طرف اعتماد کا اظہار تھا۔ بریلوی مسلک کے ایک صاف گو اور بے
باک عالم دین کی قیادت میں شیعہ، سنی، اہلحدیث علما کے پہلے مذہبی اور پھر سیاسی اتحاد اکٹھے رہنا اور

حکومت، ایجنسیوں، مذہب دشمنوں اور سیاسی مخالفین کی خواہش وکوشش کے باوجود اختلاف وتفرقے کی نذر نہ ہونا مولانا نورانی کی اعتدال پسندی، معاملہ فہمی اور تمام مسالک میں احترام کا ثبوت تھا ان کی سیر چشمی، حق گوئی، سیاسی بصیرت اور عہدہ واقتدار سے بے نیازی کا اعتراف ان کے سیاسی ومذہبی مخالفین بھی کرتے تھے اور وہ ان معدودے چند علما وسیاستدانوں میں سے ایک تھے جن کے دامن پر نہ تو سول وفوجی آمروں سے سمجھوتے کا کوئی داغ ہے اور نہ حکمرانوں کی مراعات اور ایجنسیوں کی نوازشات کی کوئی چھینٹ۔ متحدہ مجلس عمل کو یتیمی کا داغ اس وقت سہنا پڑ رہا ہے جب وہ تاریخ کے اہم موڑ پر کھڑی ہے اور اس کی طرف سے کسی قسم کی کمزوری کا اظہار مذہبی جماعتوں کے اس اتحاد کو تاریخ کے کوڑے دان کی نذر کر سکتا ہے۔

قومی سیاست کو ایک سال میں دوسرا بڑا صدمہ سہنا پڑا ہے اے آر ڈی کو نوابزادہ صاحب کی موت نے بے حال کر دیا خدا نہ کرے کہ مولانا نورانی کی وفات سے متحدہ مجلس عمل بھی ایسے ہی صدمے سے دوچار ہو اور جماعت اسلامی وجمعیت علماء اسلام کی اندرونی کشمکش مجلس عمل کو واقعی ''مجلس بے عمل'' بنا کر رکھ دے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور 12 دسمبر 2003ء

## امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

### پیر سے پردہ

**مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ۔ (۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں۔ (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بے ہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور ان کی آواز مکان سی باہر دور سنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب** (۱) پیر سے پردہ واجب ہے جب کہ محرم نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ صورت محض خلاف شرع وخلاف حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۰۱ حصہ دوم

# مولانا شاہ احمد نورانی: مذہب اور سیاست

فکر جدید
صاحبزادہ محمد امانت رسول

مولانا شاہ احمد نورانی، قدس سرہ العزیز کو دنیائے اسلام میں مختلف القابات وخطابات سے نوازا جاتا رہا ہے۔ جن میں قائد اہلسنت، قائد ملت اسلامیہ، امام اہلسنت، امام انقلاب، علامہ اور مولانا کے القابات بھی شامل ہیں۔ ان القابات میں جہاں عقیدت ہے وہاں حقیقت بھی نظر آتی ہے۔ جنہوں نے مولانا نورانی کے ساتھ کچھ وقت بھی گزارا ہے، وہ اس حقیقت کی گواہی دیں گے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں سیاسی بصیرت سے نوازا تھا ویسے ہی فقہی بصیرت بھی عطا کی تھی، جیسے وہ بین الاقوامی حالات پر نظر رکھتے تھے۔ ویسے بھی مذہبی مسائل کا ادراک بھی انہیں حاصل تھا۔ دوستوں کو بہت خوب یاد رکھتے تھے۔ مخالفین کے بارے میں ان کا حافظہ کیسا تھا؟ اس کا مجھے علم نہیں۔ گزشتہ سال ایک تقریب میں میں نے انہیں اپنی ایک کتاب پیش کی اور اباجی قبلہ کا نام ہی لیا تھا کہ فوراً پہچان کر جس مقام اور جس سال ملاقات ہوئی اس کا بھی ذکر فرمایا اور اباجی قبلہ کے لئے مغفرت وبخشش کی دعا بھی فرمائی۔

یورپ میں عرصہ قیام کے دوران مجھے نورانی میاں کے عقیدت مندوں سے بھی ملنے کا موقع ملتا رہا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر شخص اپنی پسندیدہ شخصیت کی تعریف بھی کرتا ہے۔ لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ عقیدت مند تعریف کرتا ہے اور سننے والا اس کی پسندیدہ شخصیت کو فکر ونظر اور علم وعمل کے معیار پر پرکھ رہا ہوتا ہے۔ بلجیم کے شہر برسلز میں پاکستانی کمیونٹی کی ایک تقریب میں مجھے دعوت دی گئی۔ اس دوران ایک پاکستانی بھائی کے پاس دو تین دن رہنے کا اتفاق ہوا، وہ مولانا نورانی کا عقیدت مند تھا اور وہ جب بھی بلجیم آتے تو اسی کے ہاں قیام کرتے، اس نے فرانس، انگلینڈ اور امریکہ کا سفر بھی نورانی میاں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کا کہنا تھا، نورانی میاں جب بھی آتے ہیں گھر میں رہنے کے بجائے مسجد یا سنٹر میں قیام کرنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ نماز باجماعت ادا کی جائے۔ ملنے والے مسجد میں آکر ملاقات کریں اور گھر کی خواتین بھی خواہ مخواہ کی پریشانی سے محفوظ رہیں۔ اس پاکستانی نے بتایا کہ نورانی میاں سے پہلے میں کسی اور شخصیت کا دیوانہ تھا لیکن اس کی جاہ پرستی، حرص، دولت خواہ مخواہ کے تصنع اور عظیم قائد بننے کی خواہش نے مجھے اس سے دور کر دیا اور میں مولانا نورانی کے قریب آگیا۔

وہ نورانی میاں کی سادگی کا ذکر اسی طرح کرتا تھا۔ "میں نے لباس، خوراک اور رہائش میں انہیں

بہت ہی سادہ پایا۔لباس ،دستار، جبہ ،اور پاؤں میں سادہ سینڈل،خوراک ،سبزی ، دال، کھجور، اورانجیر، رہائش کراچی میں سادہ سامکان اوروہ بھی اپنانہیں۔اس نے بتایا کہ نورانی میاں کا مرید ہونے کے لئے ایک شخص آیا آپ نے اسے مرید بنانے کے بجائے نمازوقرآن پڑھنے اورحلال کمانے کی تلقین کی۔اسی طرح انگلینڈ میں ایک محفل میں ہم سب اکٹھے تھے کہ ایک نوجوان تھری پیس سوٹ پہن کرآیا توایک مولانا نے نوجوان کوسختی سے ڈانٹا اور ٹائی کے متعلق کہا کہ یہ صلیب کانشان ہے عیسائیت کی علامت ہے اورتم مسلمان ہو، تمہیں ٹائی پہن کرشرم نہیں آتی۔نورانی میاں کومولانا کا یہ رویہ دیکھ کرغصہ آیا اور فرمایا: مولانا یہ صلیب کانشان نہیں ہے اورنہ ہی عیسائیت کی علامت ہے۔اسی وقت نورانی میاں نے چرچ فون کرکے اس حوالے سے معلوم کرنے کوکہا۔جوکچھ نورانی میاں نے کہاتھاچرچ کے پادری نے اس کی تصدیق کی۔

مجھے فن لینڈ کے ایک دوست نے بتایا کہ وہاں پاکستانی کمیونٹی نے مذہبی پروگرام کا اہتمام کیااور نورانی صاحب کودعوت دی۔پاکستان میں اپنے لیڈر سے ملنے کے لئے عوام کوبہت مشکل مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔اگر ملنے کاموقع مل جائے توگفتگوکم اورزیارت زیادہ ہوتی ہے۔اب نورانی میاں عوام کے درمیان تھے ہرایک کی خواہش تھی کہ میں نورانی میاں کے ساتھ فوٹو بنواؤں۔ایک شخص نے توان کا بازو پکڑکرفوٹوکھنچوانے کے لئے بٹھا ہی لیا۔لیکن ان کے رویے میں کوئی سختی نہ آئی۔بلکہ لوگوں کے اس شوق کودیکھ کرزیرلب مسکراتے رہے۔مولانا شاہ احمد نورانی نے یورپ، براعظم افریقہ،امریکہ اور کینڈا میں لاتعداد اسلامک مراکز قائم کئے لیکن کہیں بھی شخصیت پرستی دکھائی نہیں دیتی۔کبھی نورانی میاں کی سالگرہ نہیں منائی گئی۔یہاں تک کہ آپ نے روایتی انداز میں اپنے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کاعرس بھی نہ کیا۔

کمال تو یہ ہے کہ وہ روایات کے محافظ تھے۔لیکن روایتی نہ تھے۔نکتہ دان بھی تھے اورسیاست دان بھی۔مولانا بھی تھے اورجدید طرزفکر کے حامل بھی۔شیخ تھے لیکن مرید بنانے کاشوق بھی نہ تھا۔آج لوگوں کومانگنے پربھی وہ کچھ نہیں ملتاجوانہیں اللہ نے بن مانگے عطا کیا۔

یہ چند باتیں یورپ کے حوالے سے لکھی ہیں۔پاکستان میں مولانا شاہ احمد نورانی کا سیاسی کردار سب سے زیادہ اہم رہاہے۔نورانی میاں نے اپنی تمام سیاسی زندگی میں فوجی حکومت سے مفاہمت نہیں کی۔جب جماعت اسلامی فوجی حکومت میں شامل ہوئی تومولانا نورانی نے جماعت کے اس فیصلے پر بروقت تنقید کی۔اسی وجہ سے مولانا نورانی اورجماعت اسلامی کے وابستگان دومتضاد نظریات کے افراد قرار پائے

اور یہ مخالفت بہت عرصے تک جاری رہی۔

جب ملک میں دہشت گردی اور فرقہ واریت عام ہونے لگی تو وہ نورانی میاں ہی تھے۔ جنہوں نے مذہبی رہنما کی حیثیت سے حب الوطنی کا ثبوت دیا، تمام جماعتوں کو اکٹھا کیا ملی یکجہتی کونسل بنائی اور سنی شیعہ مسلمان کے لئے متفقہ طور پر ضابطہ اخلاق بنایا۔ آخر کار ملی یکجہتی کونسل سیاسی اور انتخابی اتحاد بنا، پھر اس کا نام متحدہ مجلس عمل رکھا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار اتنی بڑی تعداد میں مذہبی رہنما پارلیمنٹ میں پہنچے۔ میں نے نورانی میاں کی زندگی میں لکھا تھا کہ نورانی صاحب سے کئی علماء کے مسلکی فقہی اور جماعتی اختلافات ہوں گے، لیکن ان کی قابلیت علمیت اور فراست پر کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ وہ آج بھی ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ان کی دانشمندی اور سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے تمام مسالک کے اتحاد کو وقت کی اہم ضرورت سمجھا۔ نورانی صاحب کو اس سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ وہ اپنوں کی ناقدری کا نشانہ بننے سے بچ گئے۔ اور آخری عمر میں پاکستان کے استحکام کے لئے اہم کردار ادا کرنے پر تحسین کے حقدار قرار پائے۔ اس عالم پیری میں جہاں انہوں نے امت پر احسان کیا وہاں اپنے مسلک کے ساتھ بھی بھلائی کی اور انہیں جو ان کے بچوں کے ہم عمر ہیں اکٹھا کر دیا۔ باہمی اختلافات کو دور کیا، انہیں بھی متحدہ مجلس عمل میں شمولیت کی دعوت دی"۔

مجھے یقین ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی یہ خواہش رکھتے ہوں گے کہ جہاں ملک میں اصل جمہوریت آئے، وہاں میرے مسلک کی دیگر جماعتیں بھی متحد ہو جائیں۔ اب دیکھئے اس کارواں کو لے کر آگے کون چلتا ہے؟۔

روزنامہ پاکستان 17 دسمبر 2003

---

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

بزرگان دین کی تصاویر۔

عرض: بزرگان دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے؟

ارشاد: کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت مریم کی تصاویر ہی تھیں کہ یہ متبرک ہیں ناجائز فعل تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے انہیں دھو دیا۔

فتاوی افریقہ، صفحہ ۴۵

# اس نے خوشبو کی طرح رخت سفر باندھ لیا

حرف حق — پروفیسر حسن عسکری

مولانا شاہ احمد نورانی صاحب دل اور پاکیزہ نظر ہونے کے ساتھ اعلیٰ صفات کے حامل ایسے انسان تھے کہ ان کی وضع قطع اور طریق گفتگو اور میل ملاپ میں بزرگانہ انداز جھلکتا تھا۔ وہ سیاستدان سے زیادہ مبلغ اسلام تھے ان کا فلسفہ حیات رسول اکرم سے والہانہ محبت آپ کی غیر مشروط اطاعت اور بزرگان دین کا احترام۔ اسی دل ابنیاد پر وہ سیاست کی عمارت قائم کرنے کے حق میں تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے 1973ء کے آئین پاکستان میں اسلامی جمہوریہ اور مسلمان کی تعریف میں حضور ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب پر ایمان رکھنے والے کو مسلمان قرار دیئے جانے کی قرارداد پیش کی تھی۔ یہ وہ غیر معمولی پیش قدمی تھی جس نے پاکستان کی شناخت کو برقرار رکھنے میں مدودی یہ الگ بات ہے کہ پاکستان میں اسلام کی حقیقی تعلیمات پر کماحقہ عمل نہ ہوسکا جس کی بنیادی وجہ وہ جاگیرداری نظام ہے جس کی جڑیں بہت گہری ہیں یہاں حقوق انسانی کو بحال کرنا اور عمومی زندگی میں کوئی انقلاب برپا کرنا آسان کام نہیں یہاں تک کہ ہمارے علماء کرام بھی جاگیردار طبقے کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے بجائے اس طبقے کا عکسی جمال نظر آتے رہے، وہی شان وشوکت وہی خوش لباسی اور خوش خوراکی ان کے معاملات میں شامل ہوگئی۔ درویشی اور پاک بازی کا فقدان اور اصلاح احوال سے بے رغبتی بڑھتی گئی۔ مذہبی حلقوں میں صرف نمود و نمائش کو فروغ ملا۔ مساجد کی زینت و زیبائش پر بے دریغ پیسا خرچ کیا جاتا رہا اور آج بھی صورت احوال وہی ہے کہ لوگ بے روزگاری اور گرانی کے ہاتھوں زندگی جیسی نعمت سے محروم ہورہے ہیں تعلم یافتہ طبقے میں احساس محرومی بڑھ رہا ہے۔ انسانوں کی اسمگلنگ کا کاروبار ڈنکے کی چوٹ پر ہورہا ہے ایک طرف دولت کی فراوانی اور دوسری طرف مفلسی کی انتہا یہ ہے کہ ضرورت منداپنے گردے بیچ کر گزارہ کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔

یقیناً ایک عالم کی موت ایک عالم کی موت ہے۔ شاہ احمد نورانی سچے اور کھرے مبلغ اور عالم باعمل تھے۔ ان کا عظیم مشن جاری رہے گا وہ غیر متنازعہ شخصیت اور ہر دل عزیز ہونے کے سبب سے غریبوں اور امیروں کی نظر میں احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ تمام مکاتب فکر میں مقبول اور پسندیدہ قرار دیئے گئے۔ انہوں نے بھرپور زندگی گزاری ان کا حلقہ ارادت نہایت وسیع ادران کی تبلیغ بہت مؤثر تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی سواد اعظم کے نمائندہ، سیاسی اعتبار سے جمعیت علمائے پاکستان کے بانی اور اب متحدہ مجلس عمل

کے سربراہ تھے، ان کے انتقال سے جو خلاء پیدا ہوا اسے بھرنا آسان نہیں۔

موجودہ نیم جمہوری حکومت کے ساتھ مجلس عمل کس حد تک سمجھوتہ کر چکی تھی مرحوم کی آخری گفتگو سے یہ نتیجہ سامنے آیا کہ 31 دسمبر 2004 (ایک سال) تک آئین کی دفعات بحال ہو جائیں گی، پھر جنرل مشرف کو صدر اور آرمی چیف میں سے ایک عہدے کا انتخاب کرنا ہوگا، جمہوریت کی بقا اور احتجاج کی سیاست سے بچنے کا ایک یہی ''معاہدہ'' برانہیں جبکہ دوسری طرف صدر جنرل مشرف کا یہ کہنا ہے کہ اپوزیشن تحریک کا شوق پورا کرلے حکومت ہرگز کسی دباؤ میں نہیں آ گی گویا:

ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے !

متحدہ مجلس عمل کی حمایت کرنا حکومت کے لئے آسان ہے مگر ابھی کچھ تحفظات ایسے ہیں جنہیں دور کرنا ہوگا۔ البتہ اپوزیشن میں مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی ہیں وہ صدر کو مانتے ہیں نہ آرمی چیف کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے ابھی صورت حال مخدوش نظر آتی ہے۔ جنرل مشرف اور ان کے حمایتی اپوزیشن سے لچک پیدا کرنے کی امید رکھتے ہیں مگر اپنے مؤقف میں لچک پیدا کرنے سے گریزاں ہیں ظاہر ہے کہ معاملہ بگڑا ہوا ہے اور کسی طوفان کی خبر مل رہی ہے جسے حکومت خاطر میں نہیں لائے گی اور کاروبار حکومت چلتا رہے گا جس طرح مخدوم جاوید ہاشمی اندر ہیں اسی طرح افہام و تفہیم نہ ہونے کی صورت میں مخدوم امین فہیم بھی ان کے ہم نشین بن جائیں گے لیکن سندھ میں کوئی آرام سے نہیں بیٹھے گا۔

جنرل پرویز مشرف کے لب ولہجے میں قدرے تمکنت یا خود اعتمادی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے رہنے کی تیاری کی ہوئی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ معاملہ فہمی کے لئے لچک دکھانی چاہئے۔ جب تک مولانا شاہ احمد نورانی زندہ رہے ان کی شرافت اور معاملہ فہمی کے نتیجے میں پیش رفت ہوتی رہی۔ سیاسی مفاہمت کے لئے ان کی گراں قدر خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اب حالات دوسرا رخ بھی اختیار کرسکتے ہیں، قاضی حسین احمد کا انداز نظر جھکنے کی بجائے جھکانا ہے لیکن جو معاملات پہلے سے طے پا چکے ہیں ان پر قائم رہنا بھی ضروری ہے اس لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔ جہاں تک حافظ حسین احمد کے اس بیان کا تعلق ہے کہ جب تک جنرل پرویز مشرف وردی میں رہیں گے اور ایل ایف او کے تمام اختیارات ان کے ہاتھ میں ہوں گے اسمبلی یتیم خانہ ہوگی جس میں سب سے بڑے یتیم میر ظفر اللہ جمالی ہوں گے۔ بہر حال کون یتیم ہوگا یہ تو واقعات بتائیں گے فی الحال تو مولانا فضل الرحمن کا تعزیتی بیان پیش

نظر ہے جس میں انہوں نے دل کی بات صاحب دل کے لئے کہی ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کے جاں بحق ہونے سے ہماری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کو بات کرنے بات پر قائم رہنے اور بات کو آگے بڑھانے کا ہنر آتا تھا، انہوں نے ہر نازک مرحلے میں پاکستان کو بہت سے خطروں سے نجات دلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ اپنے مخالف کے دل پر ہاتھ رکھنا جانتے تھے اور اپنی بات منوا کر کسی فتح مندی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ ان کا پارلیمانی کیرئر 33 سال پر محیط رہا وہ 1970ء کے عام انتخابات میں متحدہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں کراچی سے ممبر منتخب ہوئے، 1973ء کا آئین بنانے میں ان کا کردار بڑا اہم تھا۔ وہ جنرل ضیاء الحق کے مخالفوں میں شمار ہوئے اور مارشل لاء کو ہمیشہ تنقید کا نشانہ بنایا۔ وہ بے خوف اور نڈر اور قول کے پکے اور سچے انسان تھے، متحدہ مجلس عمل میں عہدہ صدارت ان کی قائدانہ صلاحیتوں کے اعتراف کے طور پیش پر کیا گیا ورنہ سیاسی اعتبار سے جماعت اسلامی مظبوط بنیادوں پر تھی اور قاضی حسین احمد اس عہدے پر فائز ہو سکتے تھے اب مولانا شاہ احمد نورانی کے بعد قاضی صاحب ہی موزوں ترین شخصیت ہیں دیکھنا یہ ہے کہ جنرل مشرف کے ساتھ معاہدہ کرتے ہوئے کیا کچھ ظہور پذیر ہوگا۔ پاکستان میں عوام کی سیاست عقیدت اور کسی دینی شخصیت سے گہرے لگاؤ کی اور بھی مثالیں موجود ہیں لیکن بیک وقت سیاسی مدبر دل پذیر شخصیت اور زاہد شب زندہ دار جیسے مولانا شاہ احمد نورانی تھے ایسے ہمہ صفت عہد موجود میں کم بہت ہی کم ہوں گے۔ ان کے اٹھ جانے سے ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ ہم ایک ایسے عہد ناخلف میں داخل ہو چکے ہیں جو پر آشوب بھی ہے اور بے تعبیر بھی۔ ملت اسلامیہ ایک ایسی آزمائش سے گزر رہی ہے جس کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ مولانا مرحوم جامع الصفات فرد اور ملی تشخص کے آئینہ دار تھے۔ ان کے لئے حرف تعزیت یہی ہے کہ ہمارا ظاہر و باطن پاک ہو۔۔ پاک طینت ہی ابدی زندگی پاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے!

وہ پیکر صدق وصفا
سرتا قدم مہر ووفا
وہ پاک باز و پاک خو
وہ خوش ادا وخوش نوا
سرمایہ حسن عمل

وہ اپنی بات میں کھرا
جب تک رہا وہ شہر میں
میلہ سا روز وشب رہا
دیکھا تصور میں اسے
ایک نور کا ہالہ بنا۔

روزنامہ دن 15 دسمبر 2003

# مولانا نورانی کے عظیم غم میں مولانا نیازی کی گمشدہ یاد

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

بے نیازیاں

ان لمحوں کی جانی پہچانی اور انجانی کیفیت میرے دل میں تڑپتی ہے جب مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خان نیازی ساتھ ساتھ تھے۔ یکجا تھے بلکہ ایک جان تھے۔ پھر وہ جیتے جی بچھڑ گئے۔ عجیب بات ہے کہ اس سانحے میں نقصان صرف مولانا نیازی کا ہوا وہ یوسف بے کارواں ہو گئے۔ وہ مولانا نورانی سے نہ بچھڑتے تو شائد ایک بے حقیقت وزارت قبول نہ کرتے اور اپنی حقیقت کو خاک میں ملتی ہوئی حکایت نہ بناتے۔ وزیر نہ بن کر بھی اتحاد کیا جا سکتا ہے۔ اب متحدہ مجلس عمل حکومت کے ساتھ سمجھوتے کے مرحلوں میں ہے اور ایم ایم اے کے سربراہ مولانا نورانی کے ہوتے ہوئے علمائے پاکستان کے لئے آسانی ہوتی اور رسوائی نہ ہوتی۔ مگر ان کے بعد......؟ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمن، مولانا نورانی کا احترام کرتے تھے۔ صاحب انا اور صاحب استغناء مولانا نورانی کوئی ایسا فیصلہ نہ ہونے دیتے جو دوستوں کے ایمان اور استقامت کے درمیان فاصلہ پیدا کرتا۔ وہ کس قدر کشادہ دل اور عالی ظرف انسان تھے۔ کہ ایم ایم اے کے سربراہ ہونے کے باوجود آگے آگے نہ تھے۔ آگے تو قاضی صاحب اور فضل الرحمن ہیں۔ لگتا ہے جیسے وہی ایم ایم اے کے سربراہ ہوں۔ حافظ حسین احمد کی دلنواز باتیں بھی صاف سنائی دیتی ہیں اور دل میں اترتی ہیں۔ مولانا جیسی مثال صرف نوابزادہ نصر اللہ کی ذات میں دکھائی دیتی ہے۔ مولانا نورانی کی طرح وہ بھی ایک بڑے اتحاد کے سربراہ تھے سربرآوردہ تھے بہت بڑے تھے مگر ہر کوئی ان کی موجودگی میں اپنے آپ کو بڑا اور اہم سمجھتا تھا۔ منیر احمد خان بھی ان کی صحبت میں بڑا بنا ہوا تھا۔ بڑا وہی ہے جس کی صحبت میں سب اپنے آپ کو بڑا محسوس کریں۔ مولانا نورانی کے وجود میں دوستوں کے لئے محبت بھری سرشاری وجد کرتی تھی۔ دلیری اور دلبری ان کی شخصیت میں مسکراتی رہتی تھی وہ سیاسی طور پر اور مذہبی حوالوں سے ایک متاع بے بہا تھے۔ ایسا شاندار مذہبی لیڈر اور سکالر کم کم ہمیں ملے گا۔ نوابزادہ نصر اللہ اور مولانا نورانی کی ذات وحیات میں ملک وقوم کے لئے جمہوری اور تہذیبی طور پر نعمتیں ہی نعمتیں راحتیں ہی راحتیں تھیں۔

ان کے نام میں شاہ شامل تھا۔ وہ شاہوں کے شاہ تھے۔ فقیری میں امیری (شاہی) کرنے کی ایسی مثال ہمارے ماضی قریب میں کم کم ہے۔ شاید وہ ماضی بعید کے آدمی تھے مگر نئے زمانے پر ان کی نظریں

مسلسل رہتی تھیں۔ کرائے کے فلیٹ میں رہنے والے، مولانا نورانی ایوان صدر میں رہنے والے آمروں کو پر کاہ نہیں سمجھتے تھے۔ وہ آمروں سے زیادہ ''امیر'' تھے۔ جاہ وجلال والے۔ مگر دوستوں کے لئے جمال ہی جمال تھے۔

ہو حلقہ یاراں تو ریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

نورانی بھی اُن کے نام کا حصہ تھا۔ وہ تھے بھی بہت نورانی شخصیت کے مالک۔ وہ اپنے نام کے سارے معانی جانتے تھے، اسم با مسمیٰ تھے۔ وہ خاک وخون کی عظمتوں سے آشنا تھے اور نور سے بنے ہوئے آدمی تھے۔ میں ذاتی طور پر اس خوش نصیبی میں شریک ہوں کہ میں نے مولانا نورانی سے مصافحہ کیا معانقہ کیا مکالمہ کیا۔ وہ بہت محبوب آدمی تھے اور ان سے زیادہ محبت کرے والا کوئی نہیں تھا۔ میں نے مولانا عبد الستار خان نیازی کے آس پاس مولانا شاہ احمد نورانی کو دیکھا۔ شاید یہ میری بدنصیبی تھی کہ مولانا نیازی اور مولانا نورانی میں جدائی کے بعد میں دونوں سے جدا ہو گیا۔ برادرم لغاری صاحب کی معرفت ان سے رابطہ رہا مگر ربط ضبط نہ رہا۔ مولانا نیازی سے یہ اقدام عزیز اور ساتھیوں نے کرایا اور انہیں خبر تھی کہ یہ اسلامیان پاکستان پر ظلم ہوا ہے اور خود مولانا نیازی پر بھی۔ اتنی بڑی شخصیت اپنا دبدبہ گنوا بیٹھی اپنا ماضی مٹی میں ملا بیٹھی اور اپنا مستقبل تاریکیوں میں اڑا بیٹھی۔ میں نے محسوس کیا کہ مولانا نیازی بے یار و مددگار ہو گئے تھے۔ جن عزیزوں کے گھر میں ان کی زندگی گزری وہی ان سے بیزار ہو گئے۔ ایک گہری شرمندگی پوری زندگی پر چھا گئی۔ انہی لوگوں کے لئے انہوں نے جمعیت علمائے پاکستان کو دو ٹکڑے کیا۔ پھر ان کی آدھی ادھوری جمعیت ادھ موئی ہو گئی۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ مولانا کی جمعیت قائم رہی۔ جمعیت تھی بھی وہی جس کے سربراہ مولانا نورانی تھے۔ جیسے پیپلز پارٹی وہی ہے جو بھٹو اور بھٹو کی بیٹی کی پارٹی ہے اب کہاں ہے مولانا عبدالستار خان نیازی کی جمعیت؟ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا نورانی ہوئے اور وہی پاکستان کے سارے علماء کے سربراہ ہوئے۔ وہ پاکستان میں علماء کے وقار اور اتحاد کی علامت تھے۔ مولانا نیازی کے جنازے میں میاں والی کے سادہ لوح جان نثاروں کے سوا کوئی نہ تھا وہی ان کے ووٹرز تھے۔ انہیں صرف خدا اور اس کے رسول کے لئے ووٹ دیتے تھے۔ ان سے کچھ مانگتے نہ تھے۔ مولانا نیازی وزیر بن گئے تو وہ میاں والی کے دوسرے وزیروں کی طرح ہو گئے وزیر تو بے نظیر بھٹو کا منت ترلا کر کے ڈاکٹر شیر افگن نیازی بھی ہو گئے تھے۔ اب جمالی کا منت ترلا انہیں ''زوالی'' بنا کے رہے گا۔ مولانا

نیازی کے جنازے میں صرف جاوید ہاشمی تھے۔میاں والی کے لوگ مولانا نورانی کو بھی اپنے دل کے قریب سمجھتے تھے۔

مولانا نورانی کے جنازے میں انسانوں کا سمندر اپنے جذبات میں چھلک رہا تھا۔ایسا منظر بحر عرب نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ایسا شاندار الوداع کراچی کی فضاؤں کو نصیب ہوا۔ان سے یہ بے پایاں اور بے شمار محبت اس بات کی گواہی ہے کہ وہ بہت سچے اور اچھے انسان تھے۔کوئی مولوی بھی اس دور میں اتنا مقبول ہوسکتا ہے۔ان کی دینی و دنیاوی سیاسی وسماجی خدمات کا ذکر ہو رہا ہے۔میں اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ اس تحریر میں اتنی عظمتوں کو سمیٹ لاؤں میں تو اپنی عقیدتوں کو نہیں سنبھال سک رہا۔مجھے برادرم عزیز احمد نے بتایا کہ پاکستان کی ہر مسجد میں فتح مند جذبوں والے مولانا نورانی کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔

میرے لئے ایک بالواسطہ افتخار یہ ہے کہ مولانا نورانی میرے آبائی گھر موسیٰ خیل (میانوالی) تشریف لائے یہ دعوت انہیں میرے چچا شیر احمد خان نے دی تھی۔شیر احمد خان مولانا نیازی کی صحبت میں کئی برس رہنے کے باوجود بے منزل رہا۔وہ تو کسی راستے پر بھی نہیں۔کاش وہ چند دن مولانا نورانی کی خدمت میں گزارتا۔نری عقیدت کسی کام نہیں آتی۔نہ جانے کیوں مولانا نورانی کے عظیم غم کے جلال و جمال میں مجھے مولانا نیازی کے آخری دنوں کی بے بسی یاد آرہی ہے۔مولانا نورانی سے میری محبت مولانا نیازی کی محبت کا ثمر تھی اب میں ایک اجڑے ہوئے باغ میں تنہا ننگ دھڑنگ درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہوں' میں روتا ہوں، میں روتا ہوں۔

روزنامہ دن 14 دسمبر 2003

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

**شادی کے گانے باجے اور سہرا**

عرض: حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گانے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

ارشاد: خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں۔

**الملفوظات صفحہ ۵۰ جلد ا**

# عالم ربانی مولانا شاہ احمد نورانیؒ

حافظ محمد ادریس

11 دسمبر 2003ء کو صبح کے وقت اسلام آباد میں حرکت قلب بند ہو جانے سے عالم اسلام کے عظیم مبلغ' پاکستان کے معروف سیاسی رہنما اور ایم ایم اے کے سربراہ سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی دارفانی سے کوچ کر کے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ مولانا نورانی کی عمر وفات کے وقت تقریباً 78 برس تھی۔ وہ 1926ء میں انڈیا کے مشہور شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا کا خاندان وہاں کے علمی اور دینی گھرانوں میں سے ایک معروف ترین گھرانہ تھا۔ مولانا کے بزرگوں میں سے آپ کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی اور دادا شاہ عبدالحکیم صدیقی اپنے وقت کے جید علماء اور مبلغ تھے۔ حضرت شاہ عبدالحکیم بریلوی مکتب فکر کے علماء میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ انہیں مرجع عام کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے حلقہ ارادت وعقیدت کے مشہور دینی رہنما اور حضرت کے خلیفہ مجاز تھے۔ اردو زبان کے مایہ ناز شاعر اسماعیل میرٹھی مرحوم مولانا نورانی کے دادا کے بھائی تھے۔

مولانا نے بچپن میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ ایک سفر کے دوران مولانا نے اپنے خاندانی پس منظر کا تعارف کروایا تو اس میں تحدیث نعمت کے طور پر فرمانے لگے "اس فقیر کو اللہ جل جلالہ نے نو سال کی عمر میں قرآن مجید فرقان حمید اپنے سینے میں محفوظ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔" واضح رہے کہ مولانا ماہ رمضان میں ہر سال باقاعدگی سے تراویح میں قرآن مجید سنایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ نوافل میں بھی ایک یا دو قرآن مجید کی تلاوت ختم کر لیا کرتے تھے۔ جہاں یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے' وہاں مولانا کے عزم وہمت کا مظہر بھی ہے۔

مولانا سے میری پہلی ملاقات اسلام آباد میں اس وقت ہوئی جب مسٹر بھٹو کی حکومت میں اپوزیشن پارٹیوں کے ممبران اسمبلی دستور کی تشکیل میں اکثریتی پارٹی کے ساتھ سیاسی ودینی پنجہ آزمائی کر رہے تھے۔ صاحبزادہ صفی اللہ مرحوم' پروفیسر غفور احمد اور محمود اعظم فاروقی مرحوم قومی اسمبلی میں جماعت اسلامی کی نمائندگی کرتے تھے۔ ڈاکٹر نذیر احمد شہید ہو چکے تھے۔ مولانا ظفر احمد انصاری مرحوم کراچی سے آزاد ممبر کے طور پر منتخب ہوئے تھے۔ اس زمانے میں پاسپورٹ بنوانے کے لئے ممبران اسمبلی سے تصدیق کروانا پڑتی تھی میں پروفیسر غفور احمد کی تلاش میں اسمبلی ہال پہنچا۔ حسن اتفاق سے میری ملاقات جاتے ہی مولانا

ظفر احمد انصاری ایم این اے سے ہوگئی۔ ان سے پہلے بھی تعارف تھا۔ انہوں نے میرے پاسپورٹ فارم پر دستخط کئے اور وہاں پر موجود مولانا شاہ احمد نورانی صاحب سے بھی میرا تعارف کروایا۔ میں مولانا نورانی مرحوم کی فراست اور شستہ اردو طرز تکلم سے بہت محظوظ ہوا۔ تاہم یہ ملاقات نہایت مختصر' چند تعارفی جملوں اور علیک سلیک تک ہی محدود رہی۔

پاکستان قومی اتحاد کی تشکیل سے قبل ایک دفعہ مولانا شاہ احمد نورانی افریقی ممالک کے دورے پر تھے۔ یہ غالباً 1975ء کے آخر یا 76ء کے آغاز کی بات ہے۔ مولانا اس سے قبل افریقہ کے کئی دورے کر چکے تھے۔ ان کے اس دورے کے وقت راقم الحروف نیروبی (کینیا) میں بطور ڈائریکٹر اسلامک فاؤنڈیشن مقیم تھا۔ مولانا مرحوم کے ساتھ اس دورے میں مولانا عبدالستار نیازی مرحوم اور شاہ فرید الحق دامت برکاتہ بھی تھے۔ اسلامک فاؤنڈیشن نیروبی نے اس دورے میں سواحلی میں قرآن مجید کا ترجمہ کروایا جو طبع ہوا اور خاصا مقبول ہوا۔ اس ترجمے سے قادیانیوں کا گمراہ کن ترجمہ اپنی موت آپ مر گیا۔ ہم نے اسلامک فاؤنڈیشن کا ایک وفد تشکیل دیا' جس نے مولانا نورانی سے ملاقات کی۔ مولانا اس وقت جے یو پی کے صدر بن چکے تھے۔ وہ اپنے رفقاء سمیت اپنے مرید خاص حاجی ابراہیم سنار کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے وفد نے مولانا اور ان کے ساتھیوں کی خدمت میں سواحلی کا ترجمہ قرآن پیش کیا۔ مولانا نے اس کاوش کو سراہا مگر ساتھ ہی دبے لفظوں میں جماعت اسلامی پاکستان کا شکوہ بھی کیا۔

ہم نے ان سے قادیانیوں کی افریقی ملکوں میں ریشہ دوانیوں اور گمراہ کن کاوشوں کے تناظر میں تبادلہ خیال کیا۔ اور پاکستان میں پارلیمنٹ میں مولانا اور ان کے ساتھیوں کی جدوجہد اور کامیاب دستوری ترمیم کو خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا نے مختصر الفاظ میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا پس منظر بیان فرمایا اور اپنے کسی پروگرام میں جانے کے لئے ہم سے معذرت کی۔ اس ملاقات کے بعد ہمارے مقامی ساتھیوں کو احساس ہوا کہ پاکستان میں جماعت اسلامی اور جے یو پی کے درمیان ہم آہنگی نہیں ہے۔ مجھے بہر حال اس کا پہلے سے اندازہ تھا۔ 77ء میں قومی اتحاد کے جھنڈے اور انتخابی نشان کے تحت انتخابات میں حصہ لینے اور پھر مسٹر بھٹو کے خلاف صبر آزما تحریک چلانے کے باوجود دونوں جماعتیں باہم شیر وشکر نہ ہوسکیں۔ یہ تاریخ کا حصہ ہے جس کا مطالعہ سبق آموز ہے۔ گزشتہ دہائی کے آغاز سے مولانا شاہ احمد نورانی اور جناب قاضی حسین احمد دامت برکاتہ کی کاوش سے تمام دینی جماعتوں کے درمیان برادرانہ تعلقات استوار ہوئے اور ایم ایم اے کی موجودہ پوری قیادت واقعتاً محبت' اخلاص' احترام اور ہم

آہنگی کے لازوال جذبوں سے سرشار ہو کر میدان میں اتری۔ سابقہ ادوار کے مقابلے میں الحمد للہ یہ کیفیت باعث صد اطمینان ہے۔

جنرل ضیاء الحق نے اپنے دور حکومت میں جہاں جہاد افغانستان میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں وہاں ملک کے اندر فرقہ واریت اور علیحدگی پسند تنظیموں کو بھی بڑھاوا دیا۔ اس دور میں کراچی مذکورہ بالا ان دونوں دینی قوتوں کے ہاتھ سے نکل گیا' جبکہ پورے ملک میں شیعہ سنی جھگڑے اور قتل و غارت گری نے ہر مخلص مسلمان کو پریشان کر دیا۔ اس دور میں کئی مذہبی شخصیات نے درددل کے ساتھ ان مذہبی تفرقوں اور لسانی و قومیتی فتنوں کے خلاف قوم کو متحد کرنے کی کوششیں کیں مگر کامیاب نہ ہو سکیں۔ بہر حال جس شخص نے بھی اس سلسلے میں کوئی آواز بلند کی یا قدم اٹھایا اس کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔ وہ یقیناً اللہ کے ہاں ماجور ہوں گے۔

امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد نے تمام دینی شخصیات سے اس عرصے میں خصوصی روابط قائم رکھے اور ان تھک محنت اور عزم صمیم کے ساتھ اتحاد کی فضا قائم کرنے میں شب و روز لگے رہے۔ شاہ صاحب مرحوم نے اس کام میں قاضی صاحب کو ہمیشہ اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ ملی یکجہتی کونسل کے نام سے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے تمام مذہبی شخصیات کے درمیان مولانا نورانی اپنے علم' قابلیت بزرگی اور تجربے کے لحاظ سے نمایاں ترین شخصیت کے حامل تھے۔ ملی یکجہتی کونسل کی سربراہی کے لئے شیعہ' سنی' بریلوی' دیوبندی' حنفی و سلفی سب مکاتب فکر نے خوش دلی کے ساتھ مولانا نورانی کے نام پر اتفاق کیا۔ انہوں نے اس کونسل کی قیادت کا حق ادا کیا۔ گرم بحثوں اور اشتعال انگیز حالات میں بھی اجلاس کو پیار و محبت اور تحمل و ہمت کے ساتھ کنٹرول کرنا انہی کا کمال تھا۔ ملکی انتخابات میں دینی قوتوں کو آپس میں متحد کرنے کی ضرورت کا ہر شخص ہمیشہ قائل رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے بھی قاضی حسین احمد نے پیش قدمی کی اور 26 جون 2001ء کو اسلام آباد میں اپنی رہائش گاہ پر 6 دینی جماعتوں کو دعوت دی۔ اس اجلاس میں مولانا فضل الرحمن' مولانا سمیع الحق' مولانا شاہ احمد نورانی' پروفیسر ساجد میر' علامہ سید ساجد علی نقوی اور قاضی حسین احمد نے شرکت کی۔ ایک مشترکہ اعلامیہ ترتیب دیا گیا' جس پر چھ رہنماؤں نے دستخط کئے۔ اس اتحاد کی سربراہی کے لئے بھی قرعہ فال مولانا نورانی کے نام نکلا اور ان چھ جماعتوں نے متفقہ طور پر اس اتحاد کا صدر منتخب کیا۔ مولانا اپنی وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔

مولانا نورانی ایک عالم ربانی' زاہد و عابد' شب زندہ دار خرافات سے متنفر اور قرآن سنت کے پابند

تھے۔ان کی زندگی نفاست کا نمونہ ہونے کے ساتھ سادگی کی بھی مثال تھی۔مولانا کو سفر وحضر میں قریب سے دیکھنے کو ملا۔وہ انتہائی ملنسار، خلیق اور ہمدرد انسان تھے۔اپنے علمی وسیاسی مقام کے باوجود ان کے اندر تواضع اور انکسار اس حد تک تھا۔کہ کسی کو اپنا جوتا نہ اٹھانے دیتے تھے۔ہاں جن عقیدت مندوں سے بہت زیادہ بے تکلفی تھی، ان کو یہ موقع کبھی کبھار مل جایا کرتا تھا۔مولانا کی غذا بھی نہایت سادہ ہوتی تھی۔انہیں بارہا اجلاسوں میں اور ملاقاتوں کے دوران دسترخوان پر دیکھا۔وہ مرغن غذاؤں سے دور بھاگتے تھے۔دال، سبزی، اور سلاد ان کا من بھاتا کھانا تھا۔پان مولانا کی پہچان تھی۔اپنے ساتھیوں کو بھی بڑی محبت سے پان پیش کرتے تھے۔ہمیں پان سے کبھی رغبت اور دلچسپی نہیں رہی البتہ مولانا کے پان دان سے الائچی لے لیا کرتے تھے۔

اللہ والوں کی صفات بیان کرنے اور تصوف کی باریکیاں جاننے والے قلت منام، قلت طعام اور قلت کلام کا تذکرہ اکثر کرتے ہیں مولانا قلت طعام اور قلت منام پر کاربند تھے مگر کلام کا حق حسب ضرورت خوب ادا کرتے تھے۔ طویل وقت تک یوں بے تکان بولتے چلے جاتے کہ نہ خود تھکتے نہ سامعین کو بوریت کا احساس ہوتا۔ان کا انداز گفتگو بڑا عالمانہ، ادیبانہ، شیریں، دھیما اور زیر و بم کی دلچسپ کیفیات سے مالا مال ہوا کرتا تھا۔اشعار بھی خوب استعمال کرتے تھے۔عوامی جلسوں میں ان کی شعلہ نوائی سے عوام خوب محظوظ ہوتے تھے۔

ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کی صدارت ایک بڑا چیلنج اور صبر آزما کام تھا۔کونسل میں بسا اوقات اس قدر گرما گرم بحث ہوتی اور ماحول میں اتنا تناؤ پیدا ہو جاتا تھا کہ کونسل کے وجود ہی کے لالے پڑ جاتے تھے مگر مولانا نورانی مرحوم حکیمانہ دانش و بنیش اور محبت بھرے انداز میں حالات پر قابو پالیا کرتے تھے۔متحدہ مجلس عمل ایک سیاسی اتحاد ہے اور انتخابات میں سیٹوں کی تقسیم بڑا مشکل مرحلہ تھا۔کئی مواقع پر اجلاسوں میں یہاں بھی بحث وتکرار شدید اختلافات کی صورت اختیار کر لیتی اور اشتعال انگیز ماحول پیدا ہو جاتا تھا۔ایسے ہر موقع پر صدر مجلس سب کے جذبات ٹھنڈے کرتے اور کوئی قابل عمل حل تجویز ہو جاتا تھا۔انتخابات کے بعد مختلف موقع پر مختلف ذمہ داریوں اور مناصب کے حوالے سے بھی مولانا مرحوم کی حکمت و دانش نے مشکل گھتیاں سلجھانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔وہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ان کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہی پر کرسکتا ہے۔

روزنامہ دن 19 دسمبر 2003ء

# نوابزادہ نصراللہ اور مولانا شاہ احمد نورانی کی آواز!

نجم الحسن عارف

بھری بزم میں......

قریباً اڑھائی ماہ کی بات ہے نوابزادہ نصراللہ نے اپنے آخری غیر ملکی دورے کے دوران قومی سیاست کی گتھیاں سلجھانے کے لئے جلاوطن رہنماؤں سے تبادلہ خیال کیا اور وطن لوٹ کر مشرف حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا عندیہ دیا۔ لیکن ابھی ان کی طرف سے اس تحریک کا تانا بانا بنے جانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ ایک روز اچانک انہیں ہارٹ اٹیک ہوا۔ انہیں اسلام آباد کے سب سے بڑے ہسپتال میں داخل کرایا گیا لیکن وہ تین روز ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے باوجود جانبر نہ ہو سکے اور سب سے بڑے بادشاہ یعنی خالق حقیقی سے جا ملے۔ جی ہاں تحریک شروع کرنے سے ذرا پہلے بابائے جمہوریت۔ جمہوریت کی بحالی، آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی اور فوجی اقتدار کے خاتمہ کی جدوجہد کے دوران آخری مورچے پر پہنچ کر بھی اپنی منزل مراد نہ پا سکے۔ ظاہری تاثر یہی ہے کہ وہ ناکام ہو گئے لیکن سچی بات ہے کہ وہ آئین کی بالادستی کے لئے لڑتے ہوئے شہید ہوئے ان کی زیر کمان اے آر ڈی نے اسی جذبے سے جمہوریت اور آئین کی جنگ جاری رکھنے کا عہد کیا اور اعلان بھی کیا لیکن پھر سب نے دیکھا پاؤں وہیں کے وہیں رک گئے اور ابھی تک پاؤں رکے ہوئے البتہ زبانیں چلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس دوران جاوید ہاشمی کی گرفتاری سے پہلے اور بعد میں چند گرمی بازار ضرور رہی۔ لیکن اب اے آر ڈی کا حال عملی طور پر وہی ہے جو "اجڑے باغوں" کا باغبانوں کے بغیر ہوتا ہے۔ جاوید ہاشمی پس دیوار زنداں ہیں۔ امین فہیم دبئی میں ہیں۔ جدہ، لندن اور دبئی سے راوی چین ہی چین لکھتا ہے اور آمد و رفت کی خبریں جو یکا یک اخبارات میں آنا شروع ہو گئی تھیں ساکت ہو چکی ہیں۔

ڈھائی ماہ پہلے والا واقعہ ہی دوبارہ اسلام آباد میں پیش آیا ہے۔ 9 نومبر کو متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل نے مولانا شاہ احمد نورانی کی زیر صدارت اپنی سٹیئرنگ کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق کی اور 17 نومبر تک حکومت کی آئینی پیکیج پارلیمنٹ میں زیر بحث لانے کے لئے مہلت بلکہ الٹی میٹم دیا اور اعلان کیا کہ وعدے کے مطابق آئینی پیکج پارلیمنٹ میں نہ لایا گیا تو 18 دسمبر سے حکومت مخالف تحریک شروع کر دی جائے گی اس اجلاس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے ہی حکومت کے خلاف تحریک کی ضرورت کے تناظر میں حکومتی پالیسیوں اور اقدامات کے حوالے سے گفتگو کا آغاز کیا تھا۔ جس کی روشنی میں متفقہ طور پر سٹیئرنگ

کمیٹی کے فیصلوں کی توثیق کر دی گئی لیکن ٹھیک دو دن بعد مولانا نورانی کو بھی نوابزادہ نصر اللہ کی طرح ہارٹ اٹیک ہوا۔ فرق یہ ہوا کہ مولانا نورانی کو ''پمز'' کی بجائے فیڈرل گورنمنٹ کے ایک اور ہسپتال میں بلیو ایریا کے قریب لے جایا گیا لیکن جب تک مولانا ایمبولینس کا انتظار کرتے رہے فرشتہ اجل تاک میں رہا اور جونہی ہسپتال کی راہ پر نکلے تو جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (بقول ڈاکٹروں کے) اس سے ایک روز قبل بھی انہوں نے سینٹ کے اجلاس کا متحدہ اپوزیشن کے ساتھ بائیکاٹ کر کے دوٹوک انداز میں مجلس کی تحریک کی تاریخ واپس نہ لینے کا اعلان کیا تھا۔ اور 11 ستمبر کو بھی وہ پارلیمنٹ کے کیفے میں ایک پریس کانفرنس میں اسی مؤقف کا اظہار کرنے والے تھے۔ لیکن فرشتہ اجل نے مہلت نہ دی۔

اب مولانا نورانی بھی نوابزادہ نصر اللہ کی طرح آسودہ خاک ہو چکے ہیں۔ اللہ دونوں جمہوری مجاہدوں آئین کے محافظوں اور امت مسلمہ کے بہی خواہوں کو کروٹ کروٹ اپنی رحمت اور بخشش سے نوازے۔ اگرچہ دونوں کی موت میں الگ الگ ہسپتال، ڈاکٹر الگ الگ، تاریخ الگ الگ رہی لیکن ایک بات مشترک ہے کہ دونوں بوڑھے سیاستدانوں نے خود کو ''جوان'' ثابت کیا۔ آخری وقت اور آخری مورچے تک لڑتے رہنے والے کے طور پر پیش کیا۔ دونوں خوش قسمت قرار پائے مگر دونوں کے وارثین حرماں نصیب کہ ایسے سالاروں سے ایسے وقت میں محرومی ہوئی جب ان کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چکی تھی۔

دونوں کی موت اگرچہ طبعی انداز سے ہوئی لیکن یہ طے ہے کہ ان کی موت طبعی حالات میں بہر حال نہیں ہوئی دستور کے ٹوٹنے اور اس میں پیوند کاری کے موسموں کو ہرگز طبعی حالات قرار نہیں دیا جا سکتا پارلیمنٹ کی بے بسی کو شہری آزادیوں کے موسم کا ثمر نہیں سمجھا جا سکتا یوں اداروں میں باوردی عہدیداروں کو سول دور کی علامت نہیں مانا جا سکتا۔ اسی لئے دونوں بوڑھے سیاستدان اپنی جماعتوں کو اپنے جانشینوں کو، جمہوری اقدار کے حامیوں کو، یہ راستہ آئین کی بحالی اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے حامیوں کو مر کر پیغام دے گئے ہیں کہ انسانی اور شہری آزادیوں، آئین، جمہوریت اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے لئے کس طرح زندہ رہا جاتا اور کس طرح موت کو قبول کیا جاتا ہے۔ کہ یہ راستہ رہ نوردانِ شوق کا ہے ''جنرل'' قبول کرنے والوں کا نہیں''۔ نوابزادہ نصر اللہ اور مولانا نورانی کی آواز کوئی سن رہا ہے؟ ہے کوئی جو یہ آواز دبئی کے گھر، جدہ کی سٹیل ملز اور لندن کے فلیٹ تک پہنچا دے۔

روزنامہ پاکستان 13 دسمبر 2003ء

# شاہ احمد نورانی بھی سدھار گئے

کافی ہاؤس
صدیق اظہر

ابھی اے آر ڈی کے صدر اور بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان کا کفن بھی میلا نہیں ہوا کہ ان کے دیرینہ رفیق کار مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہم سے بچھڑ کر اپنے ساتھی سے جا ملے ہیں۔ شاہ احمد نورانی اس قدر حلیم اور نفیس طبع تھے کہ انہیں مل کر یہ گمان ہی نہ ہوتا تھا کہ ہم کسی مذہبی رہنما سے مل رہے ہیں۔ ایسا معلوم پڑتا تھا کہ کسی صاحب فکر شاعر سے ملاقات میں مصروف ہیں۔ کچھ برس بیشتر روزنامہ آفتاب کے چیف ایڈیٹر ممتاز احمد طاہر کے ہمراہ مولانا کی رہائش گاہ واقع صدر کراچی میں ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور گفتگو بھی خاصی دیر تک رہی۔ معاملات پر ان کی رائے انتہائی نپی تلی ہوتی اور دوران گفتگو وہ نہ کبھی جذباتی ہوتے اور نہ ہی آپ پر اپنی رائے ٹھونسنے کی کوشش کرتے۔ دوسرے کی بات کو انتہائی غور سے سنتے اور اس پر فکر کرتے۔ اس زمانے میں میاں نواز شریف برسر اقتدار تھے اور حسب روایت پاکستان کی مخالف سیاسی جماعتوں نے ان کے خلاف مورچہ لگایا ہوا تھا۔ مولانا نے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی حکومت کی مخالفت ایک حد سے ہونی چاہئے وگرنہ معاملات 1977ء تک پہنچ سکتے ہیں۔ اسلئے ہمیں بہت محتاط رہنا چاہئے اگرچہ مولانا اہلسنت کے رہنما تھے لیکن انہوں نے کبھی فرقہ واریت کا پرچار نہیں کیا تھا۔ پاکستان کے اندر بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ دہشتگردی کو روکنے کے لئے جب اہل دل مذہبی رہنماؤں نے ملی یکجہتی کونسل کی داغ بیل ڈالی تو مولانا کو اس کا پہلا صدر چنا گیا۔ مولانا نے حتی الامکان کوشش کی کہ یہ تنظیم ایک مضبوط سیاسی اور مذہبی رواداری کے پلیٹ فارم میں تبدیل ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا بعد ازاں متحدہ مجلس عمل کی صورت میں انہوں نے مختلف نقطہ ہائے نظر کو اکٹھا کیا۔ ایم ایم اے کی تشکیل میں قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمن اور دیگر علماء کی کاوشیں بھی شامل ہیں لیکن مولانا شاہ احمد نورانی کو اس کا صدر بنایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام مکاتب فکر ان کی ذات پر بھروسہ اور اعتماد کرتے تھے۔

مولانا 1926ء میں اپنے وقت کے صاحب علم مذہبی رہنما مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے جو برصغیر کے جید عالم شاہ احمد خان رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشین تصور کئے جاتے ہیں۔ بریلوی فکر کے علماء اہل تصوف کا بہت احترام کرتے ہیں اور اس مسلک پر چلنا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔ اہل تصوف کے ہاں جو بردباری اور حلیمی پائی جاتی ہے اس کے مظہر شاہ احمد نورانی تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کی تحریک کے رہنما ہر گلی اور بازار میں بھٹو کا سر مانگتے تھے۔ لیکن شاہ احمد

نورانی نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی جو معروف سیاسی اور جمہوری روایت کے برعکس ہوتی۔ وہ 1970ء میں پہلی مرتبہ کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور پارلیمنٹ کی آئین کمیٹی کے لئے چنے گئے۔ اس طرح ان کا شمار 1973ء کے آئین کے خالقوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے آئین کی تشکیل کے دوران آئین میں اسلامی شقوں کی شمولیت اور اسمبلی کے لئے حق کی مخالفت کی جس کے نتیجہ میں اسمبلی خلاف قرآن وسنت کوئی قانون سازی کر سکتی تھی۔ جب مولانا کی جماعت جمعیت علمائے پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے اور مرحوم مولانا عبدالستار خان نیازی ان سے الگ ہوئے تو انہیں بہت دکھ ہوا۔ ان کے دیرینہ رفیق مرحوم قاری عبدالحمید قادری بھی مولانا عبدالستار خان نیازی کے ساتھ چلے گئے۔ لوگوں کے استفسار کرنے کے باوجود شاہ احمد نورانی نے ان بزرگوں کے خلاف کہنا پسند نہ کیا۔ جن دنوں قاری عبدالحمید قادری بستر مرگ پر تھے انہیں دیکھنے شالامار ہسپتال گیا، وہاں ان سے اس موضوع پر بات چھڑی تو قادری صاحب آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ شاہ احمد نورانی اگرچہ عمر میں ہم سے بہت چھوٹے ہیں لیکن ان کی ہمارے ساتھ محبت ایسی تھی جیسے ایک بزرگ کی بچوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ مذہبی رواداری کے حوالے سے وہ فرمایا کرتے تھے "اپنا مسلک چھوڑو مت اور دوسرے کا مسلک چھیڑو مت" یہی وجہ تھی کہ ان پر کبھی کسی مسلک کے رہنما نے ذاتی حملہ نہیں کیا۔ مولانا میں حس مزاح بھی خوب تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خاتمہ کے بعد بھٹو حکومت کے وزراء اور قومی اتحاد کے رہنماؤں کو چند روز کے لیے راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں حفاظتی نظر بندی میں رکھا گیا تھا وہاں سابق وزیر تعلیم اور نامور وکیل عبدالحفیظ پیرزادہ اور مولانا کے مابین فقرے بازی سے بھی لوگ محفوظ ہوتے تھے۔ اے آر ڈی اور متحدہ مجلس عمل کے مابین رابطوں اور اشتراک عمل میں بھی ان کا کردار بہت اہم تھا۔ وہ نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم کی بہت عزت کرتے تھے اور نوابزادہ بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ دونوں میں جب بھی ملاقات ہوتی قہقہوں سے بھرپور ہوتی۔ مولانا پاکستان کے غریب عوام کی زندگی بدلنے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ عید سے چند روز قبل ایک اسلامی تنظیم جمعیت الدعوۃ اسلامیہ اور اسلامک ورلڈ کونسل نے کراچی اور مظفر آباد اور پشاور میں غریب لوگوں کے لئے ہزاروں کی تعداد میں گفٹ پیک تقسیم کئے جن میں آٹا چینی گھی اور دوسرے ضروریات زندگی تھیں۔ انہوں نے اس بات کا علم ہونے پر کونسل کے چیئرمین حافظ محمد طاہر اشرفی کو ٹیلی فون کیا اور انہیں اور ان کے دوست عبداللہ جبران کو اس عمل پر مبارکباد دی۔ پاکستان کے جمہوری حلقوں کے لئے یہ دوسرا صدمہ ہے کہ اس سے پہلے اے آر ڈی کے صدر اللہ کو پیارے اور اب متحدہ مجلس عمل کے صدر جنت مکانی ہوگئے۔ ان کی آرزو اور مشن کی تکمیل دیکھیں کب ہوگی۔

روزنامہ پاکستان 13 دسمبر 2003ء

# نصر اللہ کے بعد نورانی، اور بڑھی تاریکی

چودھری خادم حسین

حکومت کے مقابلے میں حزب اختلاف کے کمزور ہونے کا جب بھی ذکر ہوتا اور نوابزادہ نصر اللہ مرحوم سے اس حوالے سے کوئی سوال پوچھا جاتا تو وہ اکثر اوقات برہمی سے یہ کہا کرتے تھے"وہ (حکمران) طاقتور یا بڑے نہیں ہیں ہم ہی کوتاہ قد ہوگئے ہیں"۔ نوابزادہ مرحوم کی مراد یہ ہوا کرتی کہ جو لوگ حکمران بن بیٹھے ہیں وہ کوئی بڑے لوگ نہیں ان کے مقابلے میں سیاستدان حضرات چھوٹے ہوگئے ہیں یعنی بھاری بھرکم شخصیات سامنے نہیں ہیں۔ ان کی یہ بات درست تھی پاکستان میں اقتدار کی کشمکش پر نظر ڈالی جائے تو واقعی یہ احساس ہوتا ہے کہ ملک میں قد آور شخصیات نہیں رہیں، یہ ملک مولانا مودودی ،مولانا مفتی محمود خان، عبدالولی خان، ذوالفقار علی بھٹو، میاں محمود علی قصوری، ان سے بھی پہلے حسین شہید سہروردی اور ایسے ہی بڑے بڑے ناموں والا رہا ہے اور ایسے حضرات کی قومی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

رفتہ رفتہ یہ شخصیات ہم سے جدا ہوتی گئیں اور سیاسی میدان میں اتنی ہی کمزوری آتی چلی گئی۔ نوبت یہاں تک آگئی کہ خود نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم بھی راہی ملک عدم ہوئے اور ان کی جگہ بھی خالی ہوگئی۔ ابھی اس صدمے سے قوم سنبھل نہیں پائی تھی کہ ایک اور بھاری بھرکم شخصیت رخصت ہوگئی ہے اور ایک اور بڑا نقصان ہوا ہے جس کا پورا ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن سا نظر آتا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی اسلام آباد میں انتقال کر گئے اور کراچی میں سپرد خاک بھی ہوگئے۔ وہ اپنا وقت پورا ہونے پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہیں لیکن قوم ایک زیرک سیاستدان اور ایک بڑے عالم و مبلغ سے محروم ہوگئی ہے۔

یہ حقیقت اپنی جگہ سہی کہ جو دنیا میں آیا اسے ایک دن یہاں سے جانا بھی ہوتا ہے۔

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

لیکن یہ بھی زندہ حقیقت ہے کہ جو چلا جاتا ہے وہ اپنے پیچھے خلا چھوڑ جاتا ہے۔ مولانا نورانی بھی ایسی ہی ہستی تھے کہ ان کی جگہ پر ہونا مشکل ہے۔

جمعیت علماء پاکستان کے صدر شاہ احمد نورانی ایک جید عالم اور مبلغ تھے وہ اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بیرون ملک یہ کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے افریقہ، ہالینڈ اور نوامی یورپی ممالک میں بہت کام کیا۔ ایک اندازے کے مطابق ان کی تبلیغ کے نتیجے میں ایک لاکھ سے بھی زائد لوگ دائرہ

اسلام میں داخل ہوئے جبکہ جن لوگوں نے ان کی تعلیمات سے متاثر ہو کر توبہ کی اور اپنے عقائد درست کیئے۔ان کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔نورانی مرحوم علماء کے اس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو حرص وہوس سے پاک باعمل ہوتے ہیں۔وہ سادہ طبیعت کے ایسے ذہین شخص تھے کہ ہر سوال کا جواب اس کے پس منظر کی روشنی میں دیتے اور اپنی بات ہمیشہ لطیف پیرائے میں بیان کرتے۔ان کی باتیں دلچسپی کا عنصر لئے ہوتی تھیں جس کی ایک مثال مرحوم صدر ضیاء الحق کے ایک فقرے کا جواب ہے۔صدر ضیاء نے کسی جگہ مولانا کے پان پر طنز کی تھی اور اسے فضول خرچی سے موسوم کیا تھا۔مولانا نورانی نے جواباً کہا تھا کہ ہم تو پان کھاتے ہیں، وہ خود بل کے سگریٹ نہیں پیتے"۔

مولانا شاہ احمد نورانی اہل سنت الجماعت کے بہت بڑے رہنما تھے۔ان کی عالمی بصیرت سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔حضرت نورانی نے ہم جیسوں کو بھی بہت متاثر کیا۔یقین کیجئے اگر جمعیت علماء پاکستان کے بانی صدر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اور ان کے جانشین علامہ احمد سعید کاظمی کے بعد اگر کسی شخصیت نے اپنے علم ومزاج کے حوالے سے بہت زیادہ متاثر کیا تو وہ مولانا شاہ احمد نورانی ہیں۔مرحوم بالکل ان دو بڑے بزرگوں کے انداز میں ہی میل جول اور گفتگو کے ساتھ ساتھ علم کی روشنی بھی پھیلاتے تھے۔مولانا سے ملنے والے جلد ہی ان سے متاثر ہو جاتے تھے اور ہم جیسے لوگ تو ان کے معتقد تھے جس سے وہ پیار بھی کرتے تھے۔ایک صحافی کی حیثیت سے ان سے متعارف ہوئے تو پھر ان کے کردار نے گرویدہ کر لیا۔مولانا ابوالحسنات کی شفقت لیے جب شاہ احمد نورانی سے متعارف ہوا تو پھر تعلقات بڑھتے ہی چلے گئے اور بڑی حد تک ان کے مزاج سے بھی آشنائی ہوگئی۔وہ اصول پر ڈٹ جانے والی شخصیت تھے۔تھوڑا ہی عرصہ پہلے وہ لاہور آئے تو پیر اعجاز ہاشمی کے گھر ان سے ملاقات ہوئی۔اٹھ کر ملے اور گلے لگا کر دعا دی اور ساتھ ہی شکوہ کیا کہ ملاقاتیں کم ہوگئی ہیں۔معذرت کے ساتھ ان کی گفتگو سے مستفید ہوا اور بہت سا پس منظر ساتھ لے کر واپس دفتر آیا۔

مولانا نورانی سے تعارف تو کافی پہلے ہو گیا تھا لیکن زیادہ قربت 1977ء میں ہوئی جب وہ سیاسی میدان میں بہت متحرک ہوئے اور پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی راہنما تھے۔پاکستان قومی اتحاد کے قیام سے پہلے اور اس کے بعد بھی خبروں کے حوالے سے مولانا شفقت فرمایا کرتے تھے۔قومی اتحاد کے اجلاس جاری تھے۔نوائے وقت کی طرف سے سید انور قدوائی، مارننگ نیوز کی طرف سے سید سجاد کرمانی (مرحوم) اور جنگ کی طرف سے سید فاروق شاہ مرحوم اور روزنامہ امروز کی طرف سے میں رپورٹنگ کیا کرتا تھا۔اول الذکر تینوں حضرات کا آپس میں خبری لین دین زوردار قسم کا تھا اور مجھے خود ہی خبر تلاش کرنا

ہوتی تھی ۔اس مشکل کو بھی مولانا نورانی نے حل کیا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ جونہی اجلاس ختم ہوتا ہے تو وہ حضرات بڑی جلدی میں باہر آتے اور کسی طرف تیزی سے روانہ ہو جاتے ۔اس سے اندازہ ہو گیا کہ یہ حضرات کس مقصد کے لئے ایسی تیزی دکھاتے ہیں ۔ چنانچہ خبر کے حصول کے لئے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ اجلاس کے اختتام سے تھوڑا پہلے میں ذرا دور راستے میں کھڑا ہو جاتا جونہی ان دونوں حضرات میں سے کوئی باہر نکلتا اسے گھیر کر روک لیتا۔ یہ حضرات اپنی جان چھڑانے کے لئے مختصر سے نکات دے جاتے ۔میں انہی نکات کی بنا پر حضرت شاہ احمد نورانی کے قریب بیٹھ جاتا اور ان سے جب پوچھتا کہ حضرت یہ فیصلہ ہوا تو چونک کر ذرا تعجب سے کہتے "آپ کو کہاں سے پتا چلا" اور اس کے بعد خبر بتا دیتے ۔ کچھ بھی نہ چھپاتے ۔ ماسوا اس حصے کے جو کسی بھی صورت بتانا مقصود نہ ہوتا ۔ اکثر اوقات وہ ایسی بات بھی آف دی ریکارڈ کی شرط پر بتا دیتے جس کا میں نے ہمیشہ احترام کیا اور خیال رکھا۔

مرحوم کی سیاسی اور دینی خدمات کا ذکر کیا جائے تو اس کے لئے سیاہی کم پڑ جائے گی، وہ پختہ ایمان ویقین رکھنے والے تھے ۔ 1977ء کی تحریک میں ہی انہوں نے اصول پرستی اور ثابت قدمی کا ثبوت دے دیا تھا اور آج کل بھی اپنے موقف پر قائم تھے ۔ان کو نہ صرف متحدہ مجلس عمل بلکہ اپنی جماعت کے اندر سے بھی اس دباؤ کا سامنا تھا کہ فوجی حکمران سے معاملات طے کرتے وقت کچھ زیادہ لچک کا مظاہرہ کیا جائے اور موقع سے فائدہ اٹھایا جائے ۔لیکن مولانا اس پر تیار نہیں تھے ۔اپنے ساتھیوں کو سمجھا لیتے اور مجلس عمل کے اندر دلائل سے کام لیتے ۔وہ اس سوچ کے حامل تھے کہ وردی پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے اور صدر کو اعتماد کا ووٹ نہ دیا جائے کہ ایسا کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ فوجی حکومت کی تمام پالیسیوں کی تائید کر دی گئی ہے ۔کہا جا رہا ہے کہ یہی دباؤ ان کے درد دل کا سبب بنا اور وہ خالق حقیقی سے جا ملے ۔ مولانا کے بارے میں پیر پگارو نے اپنے انداز میں تبصرہ کیا ہے ۔انہوں نے مولانا کی تعریف کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اسلام آباد سے یہ تیسری میت آئی ہے جو کچھ اچھا شگون نہیں ۔نوابزادہ نصر اللہ کا انتقال اور مولانا اعظم طارق کا قتل بھی اسلام آباد ہی میں ہوا اور یہ دونوں میتیں بھی یہیں سے آبائی شہروں کو گئی تھیں ۔اس سے پہلے ایک زمانہ ہوا جب بھٹو کی لاش لاڑکانہ گئی تھی ۔

• نوابزادہ نصر اللہ کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات ملک میں حزب اختلاف اور اصول کی سیاست کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اور یہ اور دو قد آور شخصیات ، نہ ہو گئیں اور خلا بڑھ گیا ۔ یا پھر اک دیا اور بجھا اور بڑھی تاریکی ۔

روزنامہ پاکستان ہفتہ 13 دسمبر 2003

# دوسرا بڑا صدمہ

نوائے قلم

ابو عمار زاہد الراشدی

مولانا شاہ احمد نورانی بھی ہم سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم کی وفات کے بعد یہ دوسرا بڑا صدمہ ہے۔ جو سال رواں کی آخری سہ ماہی میں قومی سیاست کو برداشت کرنا پڑا وہ دینی جماعتوں کے مشترکہ محاذ، متحدہ مجلس عمل، کے صدر اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ تھے۔ ایک سنیئر پارلیمنٹرین بزرگ، عالم دین، تجربہ کار سیاستدان، اور با اصول راہنما کے طور پر ان کا احترام تمام دینی حلقوں میں یکساں طور پر پایا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے تمام طبقات اور سیاسی و دینی حلقوں میں ان کی اچانک وفات کا غم شدت کے ساتھ محسوس کیا جا رہا ہے۔ وہ ایک ایسے وقت میں جدا ہوئے ہیں۔ جب ان کی قیادت میں دینی جماعتوں کا اتحاد اپنے سیاسی کردار کے حوالے سے ایک انتہائی حساس اور نازک موڑ کی طرف بڑھ رہا تھا اور ان کی مدبرانہ قیادت کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس کی جا رہی تھی مگر تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ وہ متحدہ مجلس عمل اور حکومت کے درمیان مذاکرات و معاملات کی گتھیاں سلجھانے میں مصروف تھے کہ بلاوا آ گیا اور وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے آخرت کے طویل سفر پر روانہ ہو گئے۔

مولانا نورانی کا تعلق میرٹھ کے ایک دینی گھرانے سے تھا۔ ان کے والد محترم مولانا عبد العلیم صدیقی کا شمار بریلوی مکتب فکر کے بڑے علماء اور مشائخ میں ہوتا تھا۔ ان کی پیری مریدی کا سلسلہ کئی ملکوں، بلکہ براعظموں تک وسیع ہے اور عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ والدِ محترم کے بعد یہ وسیع حلقہ ارادت مولانا نوارنی کو ورثے میں ملا اور انہوں نے نہ صرف اسے برقرار رکھا بلکہ اپنی محنت اور سعی پیہم کے ساتھ اس میں مسلسل اضافہ کرتے چلے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد میرٹھ سے پاکستان آ گئے اور کراچی کی کچھی میمن مسجد ان کا مرکز بنی۔ مسجد کے ساتھ کرائے کے فلیٹ میں ان کی رہائش تھی۔ مسجد میں وہ رمضان المبارک کے دوران تراویح اور نوافل میں قرآن کریم سنایا کرتے تھے۔ سال کا بیشتر حصہ مختلف ملکوں میں اپنے ارادت مندوں کے درمیان گزارنے کا معمول تھا۔ 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور پھر اپنی ذہانت شرافت اور صلاحیت کے بل بوتے پر آگے ہی بڑھتے گئے۔ جمعیت علمائے پاکستان کی صدارت سنبھالی پاکستان

قومی اتحاد کی قیادت میں صف اول میں جگہ پائی، قومی اسمبلی اور سینٹ میں اپنی پارلیمانی صلاحیتوں کا لو
منوایا، ملی یک جہتی کونسل کی سربراہی کے منصب پر فائز ہوئے اور بالآخر تمام دینی مکاتب فکر کے مشترکہ
محاذ، متحدہ مجلس عمل کے قائد کی حیثیت سے قومی خودمختاری جمہوری اقدار اور دستور کی بالادستی کی جدوجہد
کرتے ہوئے دار فانی سے دار باقی کی طرف سدھار گئے۔

1970ء کے انتخابات میں ان کی جماعت نے قومی اسمبلی میں سات نشستیں حاصل کیں۔ وہ اس
کی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر بنے اور دستور ساز اسمبلی میں دستور کی تیاری میں سرگرم کردار ادا کیا۔ و
اپوزیشن کا متحرک حصہ تھے۔ مولانا مفتی محمود، خان عبدالولی خان، پروفیسر غفور احمد، مولانا ظفر احمد انصاری
اور چودھری ظہور الٰہی مرحوم کی رفاقت میں انہوں نے قوم کو متفقہ دستور دینے اور دستور میں بنیادی اسلامی
دفعات کی شمولیت کے ساتھ ساتھ پاکستان کی اسلامی نظریاتی حیثیت کے دستوری تحفظ میں اہم رول ادا
کیا۔ سقوط ڈھاکہ کے عظیم سانحہ کے بعد بچے کھچے پاکستان کی قومی اسمبلی میں خان عبدالولی خان اور پھر
مولانا مفتی محمود کی قیادت میں بننے والی اپوزیشن اگرچہ تعداد کے لحاظ سے مختصر تھی۔ لیکن جن بھاری بھر
شخصیات نے اس اپوزیشن کو اس قدر مضبوط بنا دیا تھا کہ ان کے بغیر دستور کو منظور کرانا حکومت کے بس میں
نہ رہا، ان میں مولانا شاہ احمد نورانی بھی ایک قد آور شخصیت کے طور پر شامل تھے۔ وہ قومی اسمبلی اور پھر
سینٹ کے متحرک ممبر رہے ہیں جو نہ صرف یہ کہ حق کی آواز بلند کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جا
دیتے تھے۔ بلکہ قانون کی ترتیب اور تدوین میں بھی ان کا کردار عملی اور موثر ہوتا تھا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم
اقلیت قرار دلوانے کی جدوجہد میں ان کا رول انتہائی نمایاں تھا۔ نہ صرف قومی اسمبلی میں بلکہ ملک کے
عوامی سیاسی محاذ اور عالمی فورم پر بھی انہوں نے مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت ﷺ کی وضاحت اور
قادیانیوں کے مکروفریب کو بے نقاب کرنے میں بھی سرگرم کردار ادا کیا۔

مولانا نورانی کو اس بات کا کریڈٹ جاتا ہے کہ 1970ء میں قومی سیاست کے فورم پر آنے کے
بعد سے اپنی وفات تک وہ اپوزیشن ہی کے کردار پر قائم رہے۔ کسی حکومت کا حصہ بننا ان کے مزاج
موافق نہ آیا۔ حتی کہ اس مسئلے پر اپنی جماعت میں تفریق اور مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے مضبوط رفیق
کی جدائی کو بھی برداشت کرلیا۔ اس معاملے میں انہیں نوابزادہ نصر اللہ مرحوم کا ہم ذوق کہا جاسکتا ہے۔

مولانا نورانی ذاتی طور پر ہیروں کے بیوپاری تھے۔ ایک بار میں نے خود ان سے اس کے بارے
میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں ہیرا شناس ہوں اور اس کا کاروبار کرتا ہوں۔ جس سے میر

خراجات چلتے رہتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا اس میں آپ کا کوئی شاگرد بھی بن سکتا ہے؟ تو معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ گفتگو کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ وہ بہت بڑے پیر تھے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ کے رکن کی حیثیت سے بہت سی مراعات حاصل کر سکتے تھے اور ہیروں کے بیوپاری بھی تھے۔ لیکن ان تمام مواقع کے باوجود انہوں نے سادہ زندگی بسر کی، کرائے کے فلیٹ میں مقیم رہے۔ میں نے متعدد بار اس فلیٹ میں ان سے ملاقات کی۔ یہ ایک سادہ سی رہائش گاہ تھی اور پرانے وضعدار اور باوقار علماء کی طرز زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ مجھے پاکستان قومی اتحاد میں ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ اس دوران عوامی اور خصوصی بیسیوں محافل میں ان کے ساتھ شرکت ہوئی اپنے مسلک کے حوالے سے وہ بہت مضبوط اور متصعب تھے اور کبھی اس معاملے میں لچک نہیں دکھاتے تھے۔ لیکن مشترکہ دینی اور سیاسی معاملات میں انہوں نے کبھی اس کو رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحریک ختم نبوت ﷺ میں وہ قیادت کی صف میں ایک نمایاں شخصیت تھے۔ انہوں نے باہمی اشتراک و تعاون کے تقاضوں کی ہر جگہ پاسداری کی اور اپنی جماعت کے رہنماؤں اور کارکنوں کو اس کے لئے ہمیشہ تیار کرتے رہے۔

بزلہ سنجی اور خوش کلامی ان کا طرۂ امتیاز تھی۔ ہلکے پھلکے جملوں کے ساتھ محفل کا رنگ بدل دینے کا ان انہیں خوب آتا تھا۔ شرافت اور تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے خوبصورت چوٹ کرتے تھے۔ اور جس پر فقرہ کستے تھے وہ بھی اگر باذوق ہوتا تو چیں بجبیں ہونے کے بجائے حظ اٹھاتا تھا۔ ایک دور میں ان کا زیادہ وقت ملک سے باہر گزرنے لگا۔ حتیٰ کہ ان کے بارے میں یہ لطیفہ عام ہو گیا کہ جب وہ پاکستان کے کسی حصہ میں ہوتے تو یہ کہا جاتا کہ مولانا نورانی پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل میری صورت حال بھی کچھ ایسی ہی ہو گئی تھی کہ سال کے کئی مہینے ملک سے باہر گزرنے لگے۔ اس پس منظر میں کافی مدت کے بعد میری ان سے ملاقات اس موقع پر ہوئی۔ جب وہ مولانا سمیع الحق کی دعوت پر "دفاع افغانستان و پاکستان کونسل" کی تشکیل کے سلسلے میں اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے تھے۔ میں وہاں پہنچا تو وہ مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ میں علماء کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو اٹھ کھڑے ہوئے بڑے تپاک سے معانقہ کیا اور میرے کان کے قریب منہ کر کے پوچھنے لگے مولانا آپ پاکستان کے دورے پر کب آئے؟ میں نے جواب میں کہا کہ یہی بات میں آپ سے پوچھنے والا تھا۔ اس پر ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا اور حال و احوال پوچھنے لگے۔

میں نے ان کو پاکستان کی محافل میں بھی دیکھا اور لندن کی محافل میں بھی ان کے ساتھ شرکت کی اور ہر جگہ ان کی خوش طبعی اور بذلہ سنجی کا لطف اٹھایا ہے۔ وہ گفتگو اور ملاقات میں جس قدر نرم خو تھے اپنے اصولوں کے معاملے میں اسی طرح بے لچک اور سخت تھے۔ ایک دور میں کراچی اور حیدرآباد کی سیاست میں ان کی جمعیت علمائے پاکستان اور جماعت اسلامی پاکستان کا غلبہ تھا اور جے یو پی ان دو بڑے شہروں سے اچھی خاصی پارلیمانی نشستیں حاصل کیا کرتی تھی۔ پھر ارباب حل وعقد نے ان جماعتوں کا زور توڑنے کے لئے کراچی کو لسانی تفریق کی نذر کر دیا اور مہاجر، غیر مہاجر کے نام سے وہ اودھم مچا کہ کراچی کا حلیہ بگڑ کر رہ گیا۔ مولانا نورانی مہاجر تھے۔ اگر وہ اس تقسیم کے لئے تھوڑی سی ذہنی لچک دکھا دیتے تو بہت کچھ بچا سکتے تھے۔ بلکہ بہت کچھ حاصل بھی کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے اصولوں کی خاطر اپنی جماعت کی پارلیمانی قوت قربانی کر دی اور مہاجر و غیر مہاجر کی تفریق کے خلاف مسلسل کلمہ حق بلند کرتے رہے۔

انہوں نے جس بلند آہنگ کے ساتھ عالم اسلام کے بارے میں امریکی عزائم اور جارحیت کے خلاف کلمہ حق بلند کیا طالبان کی اسلامی حکومت کو سپورٹ کرنے کے ساتھ ساتھ افغانستان اور عراق میں امریکہ کی مسلح مداخلت اور قبضے کے خلاف رائے عامہ کی رہنمائی کی اور بڑھاپے اور علالت کے باوجود مسلسل اور متحرک کردار ادا کیا وہ علماء کی نئی نسل کے لئے مشعل راہ اور دینی و سیاسی رہنماؤں کے لئے لائق رشک اور قابل تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، حسنات کو قبولیت سے نوازیں، مستثنیات سے درگزر کریں۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں اور جملہ پسماندگان اور متوسلین کو صبر و حوصلہ کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دیں۔ آمین یارب العالمین۔

روزنامہ پاکستان 14 دسمبر 2003ء

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

## عورتوں کا بغیر محرم کے حج کو جانا

عرض حضور ایک بی بی تنہا حج کرنا چاہتی ہیں اور سفر خرچ قلیل اور خود علیل اس صورت میں کیا حکم ہے۔

ارشاد عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں۔

**الملفوظات صفحہ ۱۳۸ جلد ا**

# فدائی موت

اسد اللہ غالب

وزیر خارجہ خورشید قصوری کی پریس کانفرنس شروع ہونے میں دس منٹ پہلے مجھے گھر پر اس کی اطلاع ملی عام حاالات ہوتے تو مجھے جانے سے گریز آ جاتا، کیونکہ وقت پر پہنچنا مشکل تھا۔ ایف سی کالج انڈر پاس کی تعمیر میں ٹریفک کے متبادل انتظامات انتہائی ناقص ہیں اور اپر مال پر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس پہنچنے میں پون گھنٹہ لگ سکتا تھا۔ میں نے جیسے تیسے تیاری کی، موٹر سائیکل کو کک ماری کلمہ چوک سے مین بو پولیو روڈ گلبرک پر جیل روڈ وہاں سے ظفر علی روڈ ہوتا ہوا سٹیٹ گیسٹ پہنچا۔ ڈرائنگ روم میں کھڑے دربان سے پوچھا، بریفنگ کب کی شروع ہے، کہنے لگے آدھ گھنٹہ ہوا ہے میں شرمندہ چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوا اور وزیر خارجہ نے اسلام علیکم کہا اور ساتھ ہی ہدایت جاری کی کہ وہ اس گفتگو کو مکمل آف دی ریکارڈ قرار دے چکے ہیں، چنانچہ اب ان کی بقیہ باتیں سننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، کچھ باتیں بعد میں کھانے کی میز پر ہوئیں، چند ایک سوال و جواب بھی ہوئے، میں نے جو کچھ سنا، کانوں پر اعتبار نہیں آ رہا تھا کہ کیا سب کچھ واقعی ہو رہا ہے، پتہ نہیں میرے ذہن میں کیوں خیال پیدا ہوا کہ اس زندگی سے موت اچھی ہے۔

واپسی پر میں ممتاز بنکار تجمل حسین کے دفتر کے سامنے سے گزرا تو سوچا کیوں نہ ان سے ملتا جاؤں۔ ان کی یادداشتوں پر مبنی کتاب بزبان انگریزی حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے۔ میں نے اس میں سے تین کالم اخذ کر کے ڈیلی پاکستان کے قارئین کی نذر کئے ہیں۔ ابھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ تجمل حسین نے جو کچھ اس کتاب میں لکھ دیا ہے وہ سب کچھ اردو میں منتقل کر کے قارئین کے سامنے رکھنے کے لئے میں اپنے اندر ہمت نہیں پاتا۔ پاکستان کی دولت کس کس نے لوٹی اور کس دھڑلے سے لوٹی اور یہ لٹیرے اور ڈاکو معاشرے میں کس قدر باوقار باعزت اور نیک نام بنے پھرتے ہیں۔

تجمل حسین کے کمرے میں دخل ہوا تو وہ فون پر کسی سے محو گفتگو تھے۔ انہوں نے نورانی صاحب کی موت کا تذکرہ کیا میں نے سوچا کہ کسی بنکار کی بات کر رہے ہوں گے۔ لیکن فون بند کر کے انہوں نے مجھے بتایا کہ آج گیارہ بجے مولانا نورانی رحلت فرما گئے ہیں۔ میرے پاؤں کے نیچے سے جیسے زمین سرک گئی۔ لیکن پھر لگا میرے ذہن میں خیال آیا نورانی صاحب باعزت نکلے جو حالات ہیں ان میں جینے سے مر جانا بہتر ہے۔

پتہ نہیں کیوں دو دن پہلے مجھے خیال آیا کہ نورانی صاحب کا ایک طویل انٹرویو کروں، ایم ایم اے اور حکومت کے مابین ایل ایف او پر جو مذاکرات ہو رہے تھے۔ ان میں نورانی صاحب کی جو باتیں اخبارات میں چھپ رہی تھیں ان میں سے شدید مایوسی جھلکتی تھی یوں لگ رہا تھا کہ ایم ایم اے جو کچھ کرنے جا رہی ہے اس کی تہہ تک مولانا پہنچنے کی سکت نہیں رکھتے۔ متحدہ مجلس عمل کا سربراہ مجھے بے بس سا لگ رہا تھا جیسے فیصلے اوپر ہی اوپر ہو رہے ہوں ان حالات میں جینے کی تمنا کیسے باقی رہ سکتی ہے۔

مولانا نورانی ایک بے پناہ محبت کرنے والے انسان تھے۔ میں فقہی اعتبار سے ان سے کوسوں دور تھا ہمارے معاشرے میں فقہی اختلافات ایک دوسرے سے نفرت کا باعث بنتے ہیں۔ پہلا معاملہ بالکل برعکس تھا۔ میں مولانا کے نورانی چہرہ سے نظریں ہٹانے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا اور ان کے ہونٹوں کی مسکان بشاشت بن کر میرے قلب و دماغ میں کشادگی کا باعث بنتی تھی۔ مولانا نورانی سے تعارف اخباری نوعیت کا تھا لیکن پیر اعجاز ہاشمی کی وجہ سے ان سے گھریلو تعلقات استوار ہوتے چلے گئے۔ میں پیر اعجاز ہاشمی کے خاندان کا ایک فرد تھا نورانی صاحب اس خاندان کے سربر آوردہ سربراہ تھے۔ میں اس روشن گھرنے میں داخل ہوا تو یوں لگا کہ عاقبت سنور گئی۔

میں نے مولانا نورانی کو جھوٹ بولتے نہیں سنا میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ مولانا نورانی کو میں نے سیاستدان نہیں پایا وہ ایک انسان کامل تھے۔ باعمل مسلمان تھے۔ سیاست میں آنے کے باوجود راست گوئی کو انہوں نے اپنا شعار بنایا۔ میں نے انہیں کبھی غصے کی حالت میں بھی نہیں دیکھا وہ کبھی آپے سے باہر نہیں ہوتے۔ سخت سے سخت بات کا جواب بھی حسب عادت مسکرا کر دیتے۔ وہ دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے تھے۔ ان کو سمجھنے کے لئے ان کے قریب ہونا پڑتا تھا۔ بالکل عنقریب اور ہر انسان ان سے دور نہیں ہوسکتا تھا۔

دنیا کی رغبت ان کی طبیعت کے قریب بھی نہ بھٹکی تھی وہ پوری دنیا گھوم چکے تھے وہ ہر نعمت سے آشنا تھے مگر ہر نعمت سے دور تھے۔ لباس کی سادگی تو انتہا پر تھی سرتاپا درویشی ملمع کاری سے کوسوں دور وہ عالم باعمل تھے۔ علم ان کا رعب تھا علم ان کا دبدبہ، سادگی ان کا جلال تھی اور ان کی عاجزی جاہ وحشمت کو مات کرتی تھی وہ اکیلے نظر آتے تھے۔ مگر سردار تھے۔ وہ شاہ تھے مگر شاہِ مدینہ ﷺ کے غلام تھے وہ نورانی تھے وہ نورِ خدا کے ہر دم طلب گار تھے۔

سنا بہت تھا کہ ان کے والد بزرگوار کے ہاتھوں افریقیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ خود مولانا نورانی

کے ہاتھوں پر لاکھوں لوگوں نے اسلام کی بیعت کی۔ میں نے ان کے مریدوں کو دیکھنے کے لئے یورپ کا سفر کیا فرانس، بیلجیئم اور ہالینڈ میں ان کا جھمکٹا ہے۔ ہیگ کے ایک چوبارے پر عرس کی محفل میں عبدالنامی ایک بوڑھے نے نعت پڑھی کہ محفل وجد میں آ گئی ارض وسما میں نور کی چادر تن گئی میں اس کی زبانی سمجھنے سے قاصر تھا لیکن اس کے ہر شعر میں مولانا نورانی کا ذکر بھی آجاتا تھا۔ اور وہ ایک نعرہ مستانہ بلند کرتا پھر وہ ایک خاص لمحے میں نورانی کا نام دہرانے لگتا عشق ووارفتگی کی انتہا کا یہ منظر مجھے اور کہیں دیکھنے کو نہیں ملا۔

پیرس کی ایک محفل میں مولانا نورانی وعظ فرمارہے تھے۔ اچانک ہپی اچھلتے کودتے سٹیج پر مولانا کی طرف بڑھے مریدوں نے روکنے کی کوشش کی مولانا نے اشارے سے منع کیا اور ان سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو ہپی کہنے لگا ابھی جو گانا گا رہے تھے وہ پھر سناؤ۔ مولانا سمجھ گئے اور تلاوت قرآن میں محو ہو گئے ہپی فرط جذبات میں ناچنے لگے۔ بالآخر جذبات دھرے کے دھرے رہ گئے قرآن کی عنایت نے انہیں مسلمان بنادیا اور وہ مولانا کے خادم خاص بن گئے۔

مولانا نورانی اب اس خاکی دنیا میں نہیں رہے یہ دنیا اب ان کے رہنے کے قابل نہ تھی وہ اب کائنات کے ازلی نور کا حصہ بن گئے ہیں۔ جل تھل کرتا نوران پر سایہ کناں ہے۔ نورانی فرشتے ان کی محفل میں ہیں۔ خدا اب قیامت تک ان کو نور کی ٹھنڈک بخشے۔ مگر وہ ہم گناہگاران کی دعاؤں کے محتاج نہیں ان کی بخشش کے لئے ان کا نامہ اعمال لبالب بھرا ہوا ہے۔ میں مفتی ہونے کا دعویدار نہیں ہوں لیکن میرے دل کو لگتا ہے کہ ان کی موت شہادت کی موت ہے۔ فدائی شہیدوں کی طرح وہ حالات سے ٹکرا گئے ہیں انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے امت مسلمہ کی برگزیدہ ہستیاں فدائی شہادت کے راستے پر چل نکلی ہیں۔ جب آپ حالات کے جبر کو توڑنے پر قادر نہ ہوں تو پھر آپ موت بن کر اس جبر کو پاش پاش کر دیتے ہیں۔ مولانا نورانی کے بس میں جو تھا انہوں نے کر دکھایا شہید مرتے نہیں وہ زندہ ہیں۔ ہماری رہنمائی کے لئے ہمارے اگلی صفوں مین موجود ہیں۔

روزنامہ پاکستان 14 دسمبر 2003ء

# چراغ آخر شب!

سندھ نامہ　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　نادر شاہ عادل

مولانا شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے ۔ بظاہر ایک ممتاز عالم دین نے دنیا سے پردہ فرمایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دین وسیاست کے افق کا ایک انمول روشن ستارہ دار فانی سے کوچ کر گیا اور ساتھ ہی متحدہ مجلس عمل کے حکومت سے برسر پیکار قافلے کا ایک شاہسوار مخدوش قومی سیاسی منظر نامے سے رخصت ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک میں دین وسیاست کے مابین ایک فیصلہ کن جنگ اپنے ڈرامائی اختتام کی طرف جارہی تھی کہ فلک کج رفتار نے آمریت وجمہوریت کی اعصاب شکن اس داخلی جنگ میں جمہوریت وشریعت کا ایک عظیم علمبردار ہم سے چھین لیا۔ سندھ کے سیاسی صنم خانے میں اسلام کی ''تفسیر سادہ'' بن کر نوجوان دین وسیاسی کارکنوں کو امن، محبت، اخوت، اور عدم تشدد کی تلقین کرنے والا اب ہم میں نہیں رہا۔ جمہوریت، انسانیت اور شرافت کے علمبرداروں کو یہ قافلہ سالار منی پاکستان سمیت پورے عالم اسلام کو اداس کر گیا۔ یہ بھی سچ ہے کہ آمریت کے خلاف وطن عزیز کی قومی سیاست میں اٹھنے والی بے خوف وتوانا اور جرات اظہار میں اپنی مثال آپ آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی۔ یہ خاموشی بھی موت نے مسلط کی ورنہ مولانا کب زندگی اور آمریت سے ہار ماننے والے تھے۔ نورانی میاں کی رحلت سے خانقاہیت سے ماور املائیت سے بلند تر اور مذہبی تعصبات وفرقہ واریت سے گریزاں وپاک وصاف شخصیت کا سنہرا باب زندگی ختم ہو گیا۔ میں نے بطور رپورٹر مرحوم کی ذاتی زندگی کے کئی گوشے دیکھے ان کی تصویر سیاست میں لاٹھی، گولی، خون اور موت کا کوئی رنگ نہیں ملتا۔ وہ انسان دوست فقیر منش اور فرش نشین رہنما تھے۔ جب منی پاکستان خون میں ڈوبا ہوا تھا تو نورانی میاں کے ہاتھوں میں زیتون کی شاخ نظر آئی ۔ کسی کارکن کو انہوں نے کلاشنکوف تھامنے کا حکم نہیں دیا۔ وہ ملاؤں میں سب سے بڑے جمہوریت پسند تھے۔ بے خوفی کا انداز ایسا تھا کہ یرقان میں مبتلا ایک صحافی کو دم کرنے کے لئے میرے ہمراہ تنہا ماڈل کالونی تک کا سفر ایک چھوٹی سی کار میں کیا کسی مسلح محافظ کی انہوں نے ضرورت محسوس نہیں کی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کا شمار عالم اسلام کے ان دینی اور ممتاز مذہبی اکابرین اور قائدین میں ہوتا رہے گا۔ جنہوں نے بے رحم سیاسی طاغوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں ان کے غیر اخلاقی وغیر جمہوری اور ماورائے قانون وآئین اقدامات اور احکامات پر دوبدو چیلنج کیا۔ سیاست کو دین سے جدا

کرنے والی مغرب نواز قوتوں سے ایک نہ ختم ہونے والی لڑائی ان کے سیاسی کردار کا ایک مستحکم حوالہ ہے ۔اسلامی نظام کے نفاذ کے دفاع اور اسلام دشمن قوتوں سے ٹکر لینے میں مولانا نورانی کا کردار دیگر دینی اور مذہبی رہنماؤں سے اس لئے بلند تر نظر آتا ہے کہ وہ ایوان صدر میں بھی بادشاہوں کو ان کے مبہم مشکوک اور ریاکارانہ نظریاتی ،فکری اسلامی شناخت پر نہ صرف ٹوکتے رہے بلکہ جرنیلو کو سامنے للکارتے رہے کہ ''بتا تیری رضا کیا ہے؟'' بلاشبہ قومی سیاست میں دینی جماعتوں کے کردار پر کوئی کتاب اس وقت تک مکمل اور کوئی گفتگو سیر حاصل نہیں سمجھی جائے گی جب تک مولانا نورانی کا ذکر اس میں شامل نہیں ہوگا۔ ملکی یکجہتی اور فرقہ واریت کے تابوت میں ان کی مثال آخری کیل کی تھی ۔وہ اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے جب مملکت خداداد کی دینی اور مذہبی جماعتیں سب ایک پلیٹ فارم پر جمع تھیں ۔مرحوم بلاشبہ باطل شکن سیاسی مذہبی سوچ رکھتے تھے ۔چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد کے مصداق وہ آمریت سے مفاہمت پر کبھی تیار نہیں ہوئے ۔ ہر غیر جمہوری حکومت ان کی تنقید کی زد میں رہی ۔ان کی دستار اتارنے اور ان کی جان لینے کی کئی بار خونیں کوششیں ہوتی رہیں لیکن وہ منی پاکستان کی قتل گاہ میں ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہے ۔منی پاکستان میں جب مہاجر قومی موومنٹ نے مذہبی جماعتوں کو زمین بوس کیا الیکشن جیتے تو انہوں نے راہ فرار اختیار نہیں کی ۔کئی ساتھی ان سے ٹوٹ کر جنرل ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ میں چلے گئے ۔مولانا تادم مرگ اس انحراف پر حاجی حنیف طیب ،دوست محمد فیضی ،حافظ تقی ،ظہور الحسن بھوپالی ، سے ناراض رہے۔ وہ الطاف حسین کے انداز سیاست کے مخالف تھے ۔مرحوم کی اصول پسندی کا عالم یہ تھا کہ اپنے چھوٹے بیٹے انس نورانی کو جناح ہسپتال میں کئی دن تک دیکھنے بھی نہیں گئے ۔ میں انس کو پیش آنے والے کار کے حادثے کا ایک گواہ تھا۔ ہوا یہ کہ جب انس نورانی جسے اللہ تعالیٰ نے صحت وحسن عطا کیا ہے اپنی پھوپھی اور نورانی میاں کو ہمشیرہ ڈاکٹر صاحبہ کی کار کسی کو بتائے بغیر لے کر سیر کو نکلے بدقسمتی سے فلیٹ کلب کے سامنے ان کی کار ایک گاڑی سے اس زور سے ٹکرائی کہ کار تباہ ہوگئی اور انس کے دماغ میں شدید چوٹیں آئیں ۔یہ انس کی زندگی اور موت کا مسئلہ تھا ۔وہ دو ماہ تک ہسپتال میں ممتاز نیورو سرجن آئی ایچ بھٹی کے زیر علاج رہے ۔لیکن سب سے قابل غور بات یہ ہے کہ جب مولانا نورانی کو اس حادثہ جانگاہ کی اطلاع ملی تو وہ دوڑے دوڑے ہسپتال نہیں گئے بلکہ تفصیل سن کر اتنے دل گرفتہ ہوگئے تھے کہ انس کی عیادت کو جانے کے لئے تیار نہیں ہوئے انہیں اس کا بلا اجازت کار لے کر جانے کا سخت دکھ تھا۔ وہ اسے نافرمانی سمجھتے تھے ۔چنانچہ جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما اور تحریک ختم نبوت کے علمبردار مولانا عبد الستار خان

نیازی کو اطلاع دی گئی تو وہ بہ نفس نفیس کراچی تشریف لائے مولانا کو منایا اور اپنے ساتھ لے کر جناح ہسپتال پہنچے، مرحوم نے انس کا علاج پھر بھی جنرل وارڈ میں ہی کرایا۔ جب وہ اپنے جواں سال بیٹے انس کو کو ما کی حالت میں دیکھ رہے تھے تو ان کا دل ہی جانتا تھا کہ کس دل سے آئے تھے۔ بعد ازاں جب خود نورانی میاں کو دل کا عارضہ لاحق ہوا تو ایک بار کارڈیو میں انہیں انتہائی نگہداشت کے شعبے میں رکھا گیا۔ وہ بیماری دل سے گھبرانے کے بجائے بہت دل لگی کرتے تھے۔ ہمیں جب اطلاع ملی کہ نورانی میاں کا کارڈیو میں داخل کیا گیا ہے تو فوٹو گرافر لے کر ہسپتال پہنچے ڈاکٹروں نے منع کیا کہ ملاقات پر پابندی ہے لیکن ہمیں ہدایت تھی کہ خبر اور تصویر لازمی لینی ہے۔ ہم ڈاکٹر کی اجازت کے بعد کوریڈور میں اس زاویئے پر کھڑے ہوگئے کہ دروازہ کھلے تو نورانی میاں کی نظر ہم پر پڑ جائے پھر، پھر ان کی مرضی کہ بلائیں یا منع کردیں۔ خدا ہم پر مہربان تھا کہ ایک مریض کو اسٹیچر پر لٹا کر کمرے سے باہر لاتے ہوئے نورانی میاں نے ہمیں دیکھ لیا ہم نے ادب سے جلدی جلدی سلام کیا اور تھوڑی دیر بعد وہی ڈاکٹر باہر آئے اور کہنے لگے ''اندر آجائیں لیکن مولانا سے زیادہ باتیں نہ کریں صرف تصویر لے کر چلے جائیں'' اندر پہنچتے ہی نورانی میاں مسکرائے، ان کی اہلیہ نے پردہ کیا مولانا درد دل کے باوجود ہنستے ہوئے کہنے لگے ''مزاج گرامی'' ہم نے خیریت دریافت کی کہنے لگے ''یہ دل کا معاملہ ہے سو میڈیکل بورڈ نے اسلام آباد بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب دیکھیں اسلام آباد والے ایک اسلام والے سے کیا سلوک کرتے ہیں''۔

مولانا بے ضرر حسن مزاح کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ لطیف پیرائے میں سیاسی پھبتی اس طرح کستے کہ مخالفین بھی اسے پیر پگارا یا حافظ حسین احمد جیسی شگفتہ بیانی کا مرقع سمجھتے۔ 1983ء کی ایم آر ڈی کی تحریک بحالی جمہوریت کے سلسلے میں انہوں نے منی پاکستان سے ایک جمہوری قافلہ اپنے ساتھ لیا اور اندرون سندھ کا ایک تفصیلی دورہ کیا اور سندھی مہاجر اتحاد کی زمین ہموار کی۔ ان کے درمیان اخوت بھائی چارے اور دوستی و محبت کے رشتوں کو مستحکم کرنے کا پیغام دیتے رہے۔ وہ کئی برس تک صدر کے بارونق علاقے میں میمن مسجد سے متصل ایک دو منزلہ شکستہ سے گھر میں زندگی گزارتے رہے۔ یہ جگہ بھی ان کی ذاتی نہیں تھی۔ اسی مکان میں انہوں نے سیاست دانوں اور حکمرانوں سے مذاکرات کئے اور دین کی خدمت اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ایشیا، افریقہ، یورپ اور مشرق وسطیٰ کے آخری عمر تک تبلیغی دورے کرتے رہے۔ ورلڈ اسلامک مشن کے ذریعے وہ اسلام کا فکری اور نظریاتی پیغام دنیا میں پھیلاتے رہے۔ عصر و مغرب کے درمیان اپنی رہائش گاہ میں ہر کس و ناکس سے ملتے اور لوگوں کا غم ہلکا

کرتے ۔دکھی لوگوں کی تالیف قلوب کے روحانی عمل میں انہیں اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت عطا کی تھی۔سینئر صحافی عبدالجبار خان ایک بار اپنے برادر نسبتی کے ہمراہ ایک فرانسیسی دوشیزہ کومشرف بہ اسلام کرنے کے لئے مولانا کے گھر لائے تو مولانا نے ان کے سر پر دوپٹہ درست کرایا اوران سے انگریزی میں کہا کہ ''میرے ساتھ کلمہ پڑھ لیجئے'' دوشیزہ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئیں تو حضرت نے جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے تو فرانسیسی دوشیزہ نے حیرت سے پوچھا کہ اسلام اتنا سادہ مذہب ہے؟۔مولانا مسکرائے اور کہنے لگے ''جی ہاں'' اور انہیں اسلام قبول کرنے پر مبارک باد دی۔ ہر 21ویں رمضان المبارک کو مولانا صحافیوں اور اخباری مدیران کے لئے افطار پارٹی کا اہتمام کرتے اور عارضہ قلب کے باوجود وہ ہر صحافی تک خود کھانے کی پلیٹ لے کر پہنچتے ،ان کی جمہوریت اور اسلام سے روحانی اور لازوال کمٹ منٹ کا آخری منظر اور دستاویزی ثبوت یہ تھا کہ موت ان کے دردِ دل پر دستک دے رہی تھی اور مولانا جمہوریت کی بحالی اور اسلام کی بقاء کی آخری جنگ لڑ رہے تھے۔اور وہ بھی تاج وتخت وحکومت ودربار سے!مولانا نورانی اپنی زندگی اور اصولی جدوجہد سے ہمیں یہ پیغام دے گئے ہیں کہ

ہمیں خبر ہے کہ ہم ہیں چراغ آخر شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں اجالا ہے

روزنامہ ایکسپریس 17 دسمبر 2003

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

**اندھوں سے پردہ۔**

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضی احتیاط کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے اس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افعمیاوان انتما واللہ تعالیٰ اعلم

احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۶۳ حصہ سوم

# مولانا شاہ احمد نورانی ملی یکجہتی کی روح اور عملی تصویر

نادر شاہ عادل

سر مقتل جنہیں جانا تھا وہ جا بھی پہنچے
سر منبر کوئی محتاط خطیب آج بھی ہے

دین وسیاست کی جاری کشمکش اور اس کے وسیع تر تاریخی تناظر میں ساحر لدھیانوی کے اس شعر کو پرکھئے تو اس میں ملکی قومی سیاست کے حوالے سے دینی جماعتوں کی اجتماعی جدوجہد کا ایک حیرت ناک لیکن اس کے ساتھ ہی انتہائی ہولناک منظر نامہ جھلکتا ہے۔ جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی کا جو واشگاف اعلان علامہ اقبال کی شاعرانہ فکر کی بنیاد بنا اسی نظریاتی اور دینی جنگ کے شعلے آج مملکت خداداد پاکستان کی قومی سیاست کے افق کی طرف لپکتے دکھائی دے رہے ہیں اور مولانا شاہ احمد نورانی بلاشبہ اس جنگ میں متحدہ مجلس عمل کی آزمائشوں سے دوچار قیادت کی بجاطور پر سربراہی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ابدی نیند سو گئے۔

وہ جو عطار ہو رومی ہو' رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

کی عملی تصویر تھے' حکومت کے خلاف فیصلہ کن کشمکش اور سفر کے دوران ہی اچانک سفر آخرت کو روانہ ہو گئے۔ نورانی میاں کی بے وقت موت سے نہ صرف موجودہ معاصرانہ سیاسی جدوجہد میں مصروف متحدہ مجلس عمل دین کے کاز میں منہمک ایک بھاری بھرکم دفاعی ''صوت وقوت'' سے محروم ہوئی بلکہ موجودہ سیاسی جنگ میں مولانا کی عدم موجودگی ایک اندوہناک نقصان سے کم نہیں ہے۔ وہ نہ صرف ملی یکجہتی کی روح اور عملی تصویر تھے بلکہ اتحاد بین المسلمین اور عظیم تر اتحاد عالم اسلام کے بہت بڑے داعی وعلمبردار بھی تھے۔ وہ پاکستان اور باقی دنیا کے درمیان مکالماتی پل تھے۔ یورپ سمیت دنیا کے کئی ممالک نے اسلامی تعلیمات اور تبلیغ وابلاغ کا وسیلہ نورانی میاں کی ذات کو بنایا۔ مولانا نورانی کی ایک بین الاقوامی شناخت اور شناسائی تھی۔ وہ منبر تک محدود نہ تھے' کٹھ ملائیت ان کے پاس سے بھی کبھی نہیں گزری۔ ان کی تبلیغ جہادی عمل کا حصہ تھی۔ وہ بازار سیاست کے بہت بڑے رمز آشنا تھے۔ عریاں سیاسی نظام کو شائستگی اور شرافت کا لباس پہنانا چاہتے تھے۔ وہ تشدد اور لاشوں کی سیاست کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ قومی

سیاست ہو یا تحریک ختم نبوت' قادیانیت کا فتنہ ہو یا مغربی تہذیب وثقافت کی یلغار مولانا نے کبھی ریاست کی قہاری وجباری کی پروا نہیں کی۔ وہ حقیقی معنوں میں اینٹی اسٹیبلشمنٹ عالم دین اور مذہبی وسیاسی رہنما تھے۔ قیام پاکستان کے بعد جتنے حکمران برسراقتدار آئے چاہے وہ الیکشن جیت کر آئے' چور دروازے سے آئے یا نگراں وزیراعظم بنادیئے گئے ان کی پالیسیوں' اقدامات اور نظام اقدار پر مولانا کی گہری نگاہ تھی۔ خلاف آئین جانے والی حکومت کے وہ بے ریا نقاد اور بے رحم محتسب تھے۔ اسلام سے متصادم قوانین کا جس حکمراں نے چرچا اور عملی مظاہرہ کیا اسے دیوار سے لگانے میں مولانا نے بڑے بڑے جمہوریت پسندوں سے بڑھ کر قربانی دی۔

مولانا شاہ احمد نورانی پارٹ ٹائم ملا یا جزوقتی سیاست دان نہ تھے۔ سیاست اور دین ان کی زندگی کے ایک ہی سکے کے دو رخ تھے۔ ان کا سب سے یادگار کارنامہ 1973ء کے وفاقی' جمہوری اور اسلامی آئین کی تشکیل میں اس حکومت سے مفاہمت اور تعاون ہے جس کی پالیسی اور نظریاتی منشور سے انہیں بنیادی اختلاف تھا لیکن جہاں ملک کے لئے ایک مستقل آئین کی ضرورت اور ریاستی تشخص کا سوال تھا تو وہ بھٹو کی حکومت کے ہاتھوں آئین کا تحفہ قبول کرنے پر تیار ہوئے اور ان سیاست دانوں کو جو بھٹو مخالف تھے حکومت کی تیار کردہ اس عظیم دستاویز کی منظوری پر آمادہ کیا۔ جو عظیم قومی مشن تھا۔ ورنہ یہ سرزمین بے آئین کہلاتا تھا۔ ملکی وقار' قومی یکجہتی' حب الوطنی اور قومی پرچم کی حرمت کا جہاں کوئی مسئلہ پیدا ہوتا تو مولانا کی شعلہ نوائی کسی کے روکے نہیں رکتی تھی۔ ایوب خانی آمریت' یحییٰ خان کی شرمناک حکمرانی' جنرل ضیاء الحق کی "کمرشیلائزڈ اسلامائزیشن" بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کی "مجبور" حکومتوں کی غیر جمہوری پالیسیوں کے خلاف جمعیت علماء پاکستان یا پاکستان ملی یکجہتی کونسل کے پلیٹ فارم سے نورانی میاں کی احتسابی صدائیں ہمیشہ بلند ہوتی رہیں۔

جب جنرل ضیاء الحق نے اسلامی نظام کی آڑ میں فوجی اور سویلین بیوروکریسی کو انڈسٹریل کمپلیکس میں بدل ڈالا اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے اسلام کے تشخص کو ملیامیٹ کرنا شروع کیا تو ایوان صدر کے در و دیوار گواہ ہیں کہ مولانا نے ملاقات کے دوران اور نماز سے قبل جنرل ضیاء الحق کی نیت اور ان کے ایمان پر شک کا اظہار کیا اور ان پر زور دیا کہ وہ واضح کریں کہ قادیانیوں سے ان کی دوستی ہے یا نہیں۔ جس پر جنرل ضیاء الحق کا یہ بیان اخباروں میں چھپا کہ "روز محشر مجھ پر شک کرنے والوں کا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ۔" نورانی میاں کی ڈپلومیسی میں شرافت کا معیار ہمیشہ بلند رہا وہ کسی مخالف کی شان میں غیر

پارلیمانی الفاظ زبان پر لانے کا تصور ہی نہیں کرتے تھے۔ ان کی زندگی، مذہبی پالیسیوں اور سیاسی سوچ اور سرگرمیوں پر مخالفین نے جب بھی نکتہ چینی کی اس کا جواب وہ صاف ستھرے انداز میں دیا کرتے تھے۔

جمہوریت سے ان کی کمٹ منٹ ہر قسم کے شک وشبے سے بالاتر تھی۔ آمریت کی ہر شکل ان کو ناگوار تھی، بری سے بری جمہوری حکومت کو اپنی میعاد پوری کرنے کے اجازت دینے کے حامی تھے، طالع آزما اور مہم جو آمروں کے عزائم وارادوں کے نباض تھے۔ اپنے ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا "ان جنرلوں کے شاہانہ ٹھاٹ باٹ دیکھئے، بنگلے، کاریں، بینک بیلنس اور وسیع کاروبار، جب چاہا حکومت کا تختہ الٹ دیا اور اقتدار پر قابض ہو کر ترقی وخوشحالی کا راگ الاپتے رہتے ہیں۔ قوم غربت اور بے بسی کی چکی میں پستی رہتی ہے۔" ایک اور موقع پر انہوں نے کہا کہ "" جمہوریت کے ٹاٹ میں آمریت کا مخمل لگانا ملک کی سیاسی ونظریاتی بقا کے لئے سنگین خطرہ ہے۔" اپنی جمہوریت پسندی پر کبھی نازاں نہیں رہے۔ ایک سوال کے جواب میں کہنے لگے "حکومت جمہوری ہوتی ہے یا پھر ڈیکٹیر شپ' آدھا تیتر آدھا بٹیر والا نظام کبھی نہیں چلتا"۔ اس نظریہ کے لئے جان تک دینے کی بات کرتے کہ اگر کفار اسلام کا تشخص مٹانے کے درپے ہیں تو وہ چاہے اہل ہنود ہوں یا یہود ونصاریٰ سب کے خلاف جہاد ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ اسلام کے نظام حیات کو مغربی یلغار اور تہذیبی ریلے سے بچانے میں برصغیر کی دینی، مذہبی اور فکری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ حق کے پرستار اور باطل سے نبرد آزما علمائے کرام ہی کی کوششوں سے ملت اسلامیہ کا تشخص قائم ہوا ہے اور عالم اسلام میں پاکستان کی ایک نظریاتی مملکت کے طور پر انفرادی شناخت علمائے کرام ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور ان میں نورانی میاں کی ذات کا ایک نمایاں کردار ہے۔

اسلام اور مغرب کے مابین کشمکش اور تہذیبوں کے تصادم کی گن گرج سے بہت پہلے نورانی میاں نے اہل مغرب سے مکالمے کی ضرورت کا احساس دلایا تھا۔ وہ یورپ' افریقہ' مشرق وسطی اور ایشیائی ممالک کے تبلیغی دوروں میں جاتے اور غیر مسلموں کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرتے۔ بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے جس عالمی الزام بلکہ "جرم" کا عالم اسلام کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے اس محاذ پر بھی مرحوم کی آواز اہل مغرب کے کانوں تک پہنچی۔ وہ کوکلس کلاں اور دیگر نسل پرستانہ اور لسانی تعصبات کے تاریخی حوالوں سے یہ ثابت کرتے کہ مغرب سب سے بڑا متعصب اور امریکہ آج کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ انہیں جنرل مشرف کی سیاست اور اسلام کے بارے میں معذرت خواہانہ طرز عمل سے سخت الجھن تھی وہ اسے پاکستانی قوم کی توہین سمجھتے تھے۔ کہ بار بار امریکہ پاکستان کو اپنی ذمے داروں کا احساس دلانے

کے لئے حکم جاری کیوں کرتا ہے۔ نورانی میاں کی شخصیت میں عجز وانکساری اور بے لوث سی سادگی تھی جو بقول شخصے آج کل کے عالمان دین اور مذہبی رہنماؤں میں مفقود ہے۔ ان کا گھر مرجع خلائق تھا۔ غریب وامیر ان کے پاس آتے، اپنے ذاتی دکھ لے کر آنے والوں کو نورانی میاں کے دو چار محبت بھرے روحانی جملوں اور دعائیہ فقروں سے قلبی سکون ملتا۔ وہ پیشہ ور خطیب نہ تھے۔ ان کی قرأت اور خطابت میں علمیت، تدبر، فکری اعتدال اور نظریاتی تاثیر تھی۔ انگریزی، فرانسیسی اور خاص طور پر عربی زبان پر انہیں دسترس حاصل تھی اور تلاوت کلام پاک میں ان کی آواز کو اللہ نے سوز وگداز کی دل موہ لینے والی رفعتیں نصیب کی تھیں۔ جس شخص کو وہ عزیز رکھتے اس سے بے حد پیار کرتے اور جو سیاسی منافقت یا اخلاقی طور پر ان کی نظروں میں ایک بار گر جاتا پھر اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے۔

بھارت سے دوستی کا وہ ایک خاص نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ ہندو ذہنیت اور برہمنی سیاست کے زہر سے ان کی آشنائی مثالی تھی وہ مغرب کی گھاتوں، چالبازیوں اور سامراجی اور استعماری منصوبہ بندیوں کا گہرا ادراک رکھتے تھے۔ جب واٹر گیٹ اسکینڈل فاش کرنے والے رپورٹر باب وڈورڈ کی کتاب مارکیٹ میں آئی تو مجھے اوراق کھول کھول کر دکھاتے کہ ''لیجیے صاحب کتاب اسلام آباد کو سی آئی اے کا سب سے بڑا اڈا بتا رہے ہیں''۔ امریکہ کے خانہ برباد سیاسی مکر وفریب کے نورانی میاں درحقیقت نجومی تھے۔ آج عالم اسلام کا جس بھرپور انداز میں انکل سام نے محاصرہ کر رکھا ہے اس دردانگیز منظرنامے کے ابتدائی نقشے وہ بار بار اپنے اخباری بیانات میں جاری کرتے لیکن افسوس ہے کہ اہل مغرب کی چالوں سے عالم اسلام اور خاص طور پر عرب دنیا غافل ہی رہی اور آج یہ حالت ہے کہ صدام حسین کی گرفتاری صدر بش کی حیات نو میں بدلی جا رہی ہے۔ مسلم دنیا کو امریکہ جمہوریت، آزادی اور ترقی کی بھیک دے رہا ہے۔ اسلامی دنیا کی دردناک صورتحال دیکھیں کہ نورانی میاں کی رحلت ایک ایسے موقع پر ہوئی ہے کہ عالم اسلام میں نہ کوئی ابن رشد اور ابن خلدون کا جانشین ہے اور نہ امام غزالی ورازی جیسا کوئی مرد قلندر جو امریکہ اور دنیائے مغربی افکار کو للکار سکے امریکی استعمار کو روک سکے۔ یہود ونصاریٰ کو چیلنج کرنے والے ''فقیر'' نورانی میاں آخرکار رخصت ہو گئے۔

روزنامہ ایکسپریس 19 دسمبر 2003ء

# مولانا نورانی کی وفات

## پاکستانی سیاست کا ایک روشن باب بند ہو گیا

محمد اصغر

مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے پاکستان کی سیاست کا ایک روشن باب بند ہو گیا' ملکی سیاست میں قابل فخر اور مثبت روایات کی ہمیشہ سے کمی رہی ہے جس کی وجہ سے ملک کی صورتحال ہمیشہ دگرگوں رہی' تاہم جو کچھ اچھی روایات و مثالیں ہیں' مولانا نورانی کا ان سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور رہا' پاکستان میں جمہوری سیاست کا آغاز اصل میں 70ء سے ہوا جب قوم کو بالغ رائے دہی کے تحت اپنے نمائندے چننے کا موقع دیا گیا' صورت حال یہ تھی کہ ایوب خان اور یحییٰ خان کی شکل میں طویل فوجی آمریت قائم رہی' فوج نے اپنے طویل اقتدار میں تمام تر ریاستی وسائل سیکولرازم کے فروغ میں جھونک دیئے تھے' سڑکوں پر باربرداری کے جانوروں کے گلے تھینک یو امریکہ کے پٹوں سے لدھے ہوئے تھے' دوسری جانب سول بیوروکریسی سوشلزم کے سرخ پھریرے لہرانا چاہتی تھی' غرض کہ پاکستان کے اقتدار کے ایوانوں میں اسلام کا نام لینا مشکل تھا' اسلام کا نام لینے والوں کے لئے ہاتھ پھیلا کر بھیک اور چندہ مانگ کر زندگی گزارنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا' لیکن ایسے میں باب الاسلام کراچی نے شاہ احمد نورانی' پروفیسر غفور احمد جیسے درویش صفت نمائندوں کو ایوانوں میں بھیجا' شہر کراچی کے یہ دو نمائندے پاکستانی سیاست کی ابرو قرار پائے' ان کے بغیر جو پارلیمنٹ وجود میں آئی قوم کو اس پر اعتماد نہیں رہا' وہ پارلیمنٹ اپنی مدت پوری نہیں کر سکیں اور نہ ہی ان کی کارکردگی ایسی رہی جو فخر سے قوم کے سامنے پیش کی جاسکے' مولانا نورانی اور پروفیسر غفور نے 70ء کے انتخابات کے ذریعے وجود میں آنے والی پارلیمنٹ میں جو کردار ادا کیا' اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس پارلیمنٹ نے ملک کو متفقہ آئین دیا' قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا' یہ دو وہ کارنامے ہیں جو دین و دنیا میں کسی بھی مسلم رہنما کو اعلیٰ درجوں پر فائز کرنے کے لئے کافی ہیں' دونوں رہنماؤں نے موجودہ پارلیمنٹ میں بھی آئین کی بحالی اور بالادستی کیلئے جو جدوجہد شروع کی وہ ملکی تاریخ میں مثال بنے گی کہ حکومت سے باہر رہ کر پرمٹوں اور لائسنسوں کی غلاظت سے محفوظ رہتے ہوئے معاشرے میں اعلیٰ اقدار کو کیسے فروغ دیا جاسکتا ہے' تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اپنے پاس بلالیا کہ 77 سال کی پیرانہ سالی میں اپنے بندے کو اس آزمائش میں نہ ڈالا جائے' جتنی محنت' مشقت اور دباؤ اس جدوجہد کا تقاضا ہے' اہل کراچی کا یہ نمائندہ اسلام آباد کے ایوانوں میں اپنے شہر کی آواز بلند کرتا رہا' تاہم جب یہ آواز خاموش ہوئی تو شہر کراچی بول پڑا کہ اے میرے سپوت تو نے نمائندگی کا حق ادا کر دیا'

جمعہ کی نماز کے بعد کراچی کی سڑکوں پر رواں ہر شے کا رخ نشتر پارک کی جانب تھا' نشتر پارک جو کہ ایک مرد آزاد کے نام سے منسوب ہے' نشتر پارک جو کہ کراچی کے جلسے جلوسوں کا مرکز ہے' جمعہ کو مولانا نورانی کے جلوس نماز جنازہ کا منتظر تھا' تاہم یہ جلوس اس کے ظرف سے زیادہ تھا' ایک ہجوم بے کراں تھا' نشتر پارک اپنی تنگ دامنی پر شرمندگی سے مزید سکڑا جا رہا تھا' اطراف کی گلیاں بھی اس شرمندگی میں اس کی شریک تھیں' یقینی بات ہے کہ پوری دنیا بھی دل کی کشادگی کا بدل نہیں ہوسکتی' مولانا نورانی کی جگہ نشتر پارک میں نہیں اہلیان کراچی کے دلوں میں تھی' جو آہ و زاری کر رہے تھے' صفوں پر صفیں بن رہی تھیں' صفیں در صفیں الٹ رہی تھیں' مشاقان دید اپنے محبوب قائد کے آخری دیدار کے لئے ٹوٹے پڑ رہے تھے' نماز جنازہ میں تمام سیاسی جماعتوں کی نمائندگی تھی' تمام صوبوں کی نمائندگی تھی' تمام مسلکوں' تمام فرقوں کی نمائندگی تھی' مولانا نورانی مرحوم کی نماز جنازہ امت کے اتحاد' اتفاق اور یگانگت کا مظہر تھا' وہ شہر جسے لسانی و فرقہ وارانہ بنیادوں پر تقسیم کرنے کی سازش کی جاتی رہی وہ معاشرہ جہاں انتہا پسندی اور فرقہ واریت کو اسلحہ سے زیادہ خطرناک قرار دیا جا رہا ہے' وہ شہر پورے کا پورا آپ کے سفر آخرت کے لئے بچھا جا رہا تھا' اور کیوں نہ ہوتا کہ مولانا اس شہر کی شناخت تھے' یہ شہر مولانا کی شناخت ہے دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں' جیسا کہ مولانا نورانی نے 70ء میں جب سیاست کا آغاز کیا تھا اور اس شہر کے محبوب قرار پائے تھے' اسی طرح ان کا سفر آخرت بھی لاکھوں سوگواروں کے کاندھوں پر تھا' کوئی انہیں تنہا نہیں کر پایا' مولانا نورانی نے کراچی میں طویل عرصہ گزارا' وہ کھوکھرا پار کی سرحد پار کر کے کراچی آئے اور بس یہیں کے ہو رہے' انھوں نے یہاں اچھا برا ہر طرح کا وقت دیکھا' لیکن کبھی اس شہر خوباں کو چھوڑ کر جانے کا نہیں سوچا' تبلیغی دوروں یا دیگر مصروفیات کے باعث طویل عرصے شہر سے باہر رہے لیکن دنیا کی چکا چوند انہیں متاثر نہیں کر سکی' وہ کراچی کو نہیں بھول پائے حکومت کہتی رہی کہ جان کو خطرہ ہے' دشمنوں کی ہٹ لسٹ میں نام آچکا ہے' محافظوں کا انتظام کرلیجئے' کچھ احباب نے شہر چھوڑنے کی صلاح دی' لیکن نورانی میاں کو مالک حقیقی پر جو بھروسہ اور کراچی کی سڑکوں پر آزادانہ پھرنے کا جو مزہ تھا اس سے وہ کسی خوف سے دستبردار نہیں ہوسکتے تھے' کراچی سے تعلق رکھنے والے کھلاڑی ڈاکوں سے ڈر کے چلے گئے' یہاں کے فنکار لاہور منتقل ہوگئے' صنعتکار اپنی فیکٹریاں اور کاروبار محفوظ مقامات پر لے گئے' سیاست دانوں نے بیرون ملک رہنے میں عافیت جانی' لیکن اللہ کا یہ بندہ ہر حال میں کراچی میں رہا' اور کراچی کی زمین میں سپرد خاک ہوا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ شاہ احمد نورانی کا جسم مٹی کے نیچے چلا گیا لیکن نورانی کردار کراچی کے ماتھے کا جھومر ہے۔

روزنامہ ایکسپریس 19 دسمبر 2003ء

# ''موت العالم موت العالم''

حسن ظہیر

براہ راست

مولانا شاہ احمد نورانی بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اسلام آباد میں وہ اپنی سیاسی اور قومی مصروفیات کی بنا پر مقیم تھے۔ وہاں ان کو دل کا شدید دورہ پڑا انہیں فوری طور پر پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لے جایا گیا مگر مولانا نورانی کسی بھی طبی امداد سے قبل انتقال کر گئے۔

ڈھائی ماہ کے عرصے میں نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد یہ دوسرا قد آور سیاسی ستون گرا ہے اور اس نقصان کی تلافی کسی طور بھی ممکن نہیں۔

پیڑ اسی احساس سے مرتے جاتے ہیں
سارے پرندے ہجرت کرتے جاتے ہیں
راہگیروں کی آوازوں کو غور سے سن
یوں ہے جیسے ماتم کرتے جاتے ہیں

ان کی تدفین کے طویل جلوس میں سوگوار عام انسانوں کے درمیان کھڑا دیر تک مولانا نورانی اور اپنے عام عوام کے درمیان رابطوں اور تعلق پر سوچتا رہا عجب وارفتگی تھی اور خوب وابستگی تھی۔

مولانا ایک باعمل و باکردار مذہبی رہنما ایک صاحب علم و دانش سکالر اور ایک سکہ بند جمہوریت پسند رہنما تھے۔ وہ اسلام کے سچے مبلغ اور اس کے عظیم سماجی و معاشرتی انصاف پر مبنی نظام کے قیام کے لئے تمام عمر جدوجہد کرتے رہے۔ اسلام اور اس کی تعلیمات کو انہوں نے کبھی بھی اپنی سیاسی و معاشی ضرورتوں کے تحت استعمال نہیں کیا۔ یہ بھی تاریخ کا ایک حصہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی نے جہاں اسلام کی تعلیمات کو مسلم اور غیر مسلم معاشرت میں عام کرنے، انسانوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے اور مشرف بہ اسلام بنانے میں ساری زندگی جدوجہد کی وہیں سیاسی میدان میں وہ ہر غیر جمہوری قوتوں، مذہبی منافرتوں، علاقائی اور لسانی نفرتوں سے نہ صرف دور رہے بلکہ ان کے خلاف جہد کا راستہ اختیار کئے رہے۔

وہ آئین اور جمہوری اداروں کی بالادستی کے پیغامبر تھے، امین تھے اور ساری عمر اس معاملے پر ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں ہوئی۔ 1973ء کے آئین کی تیاری میں کہ جب وہ ایک مختصر

حزب اختلاف کے رکن تھے۔ ان کا کردار موثر اور قابل ذکر تھا۔ بعدازاں آئین میں کی گئی جمہوی حکومت کی ترمیمات پر اور دیگر غیر پسندیدہ امور پر ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت سے اختلاف کرتے ہوئے وہ قومی جمہوری محاذ کے سربراہ ہوئے۔ 1977ء کے انتخابات ہماری قومی تاریخ کا ایک اہم موڑ تھے کہ جب قومی اتحاد کی صورت نو سیاسی جماعتوں نے مبینہ انتخابی بدعنوانیوں کے خلاف بھٹو حکومت کے خلاف ایک زبردست سیاسی تحریک چلائی اور سٹریٹ پاور کے زبردست مظاہرے دیکھنے میں آئے مگر بعض عاقبت نا اندیش سیاستدانوں اور جنرل ضیاء الحق اور ان کے رفقاء کی حرص اقتدار نے ملک پر مارشل لاء کی سیاہ چادر تان دی اور وہ بھی ایک ایسے مرحلے پر کہ جب قومی اتحاد اور حکومت کے درمیان تقریباً تمام متنازعہ امور پر مصالحت و مفاہمت ہو چکی تھی۔ میں نے اپنے لڑکپن میں اس اہم سیاسی موڑ کو بہ حیثیت ایک طالب علم اور ایک نو وارد لکھنے پڑھنے والے کے طور پر دیکھا۔ مولانا نورانی اور ان کی طرح کے دیگر جمہوریت اور آئین پسند سیاست دانوں نے جنرل ضیاء الحق کی اس فوجی مداخلت کو نہ صرف فعل بدقرار دیا بلکہ وہ گیارہ سال تک فوج سے جمہوریت کی طرف واپسی کے سفر کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ قربانیاں دیتے رہے اور اپنے دیرینہ موقف کا اظہار کرتے رہے کہ ملک پر سیاسی جمہوری حکومت ہونی چاہئے نہ کہ فوجی حکومت۔

موقع پرست سیاستدانوں کی طویل قطار میں مولانا نورانی جیسے قدآور سیاستداں دور دور تک دکھائی نہیں دیتے۔ آمر فوجی حکمراں کی ترغیب اقتدار و اختیار اور ریاستی جبر کی بنا پر ان کے بہت سے ساتھیوں نے مصلحت و منفعت کا راستہ اختیار کیا اور مولانا نورانی کی جماعت کو صدمات کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ اپنے اصول پر قائم رہے اور "چولا" نہیں بدلا وہ ملی یکجہتی کے قائل تھے، مذہبی، منافرتوں اور تفرقہ سازی سے انہیں نفرت تھی اور جنہوریت کا درست راستہ ان کی منزل تھا۔

موجودہ حکومت کے خلاف بھی ان کا موقف روز اولین سے یہی تھا کہ ملک میں انتخابات کرا کر اقتدار منتخب نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے۔ فوج اپنے معمول کی خدمات یعنی سرحدوں کی حفاظت پر واپس چلی جائے اور آئین اور جمہوری اداروں کی بالادستی کا عمل جاری ہو جائے۔ مسلمانوں پر امریکہ اور مغرب کی طرف سے دہشت گردیوں کے الزامات کا تسلسل حالیہ چند برسوں سے جاری ہے۔ مولانا نورانی جیسے مذہبی، سیاسی، رہنما ان کے الزامات کی سراسر نفی ہیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی موت ایک مذہبی رہنما، ایک قناعت پسند اصول پرست اور جاہ و حشمت سے گریز کرنے والے درویش صفت انسان کی موت ہے۔ یہ ایک ایسے سیاستدان کی موت ہے جس کو نہ

ترغیب سے خریدا جاسکا اور نہ ریاستی جبر سے راستے سے ہٹایا جاسکا۔

ان کے متعدد سیاسی فیصلے قابل گفتگو ہو سکتے ہیں۔ ان سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ مگر ان کی نیک نیتی تمام شکوک سے مبرا ہے۔

وہ ایک فرد تھے مگر ایک دور کی صورت۔

جمہوریت اور آئین پرست انسانوں کو نوید ہو کہ وہ ہم سب کو سرخرو کر گئے۔

پاک انڈیا پیپلز فورم

روزنامہ ایکسپریس 15 دسمبر 2003ء

# بوریہ نشینوں کا وقار

شہر آشوب

سجاد میر

میں بار بار لکھتا ہوں اور ورق پھاڑ دیتا ہوں۔ کل جب یہ خبر سنی تو یقین نہ آیا۔ نگاہوں میں کوئی تیس پینتیس برس بڑی تیزی سے گزرنے لگے۔ یہ ملک ہی کی تاریخ نہیں میری ذاتی کہانی بھی ہے۔ نورانی میاں کو میں نے اسلام آباد میں 14 اپریل 1972ء کی صبح پہلی بار دیکھا۔ جی ہاں مجھے تاریخ تک یاد ہے۔ یہ وہ دن ہے جب آدھے پاکستان کی اسمبلی کا آغاز ہو رہا تھا۔ میں مصطفیٰ صادق صاحب کے ساتھ اسلام آباد اس لئے گیا تھا کہ ہمارا ہفت روزہ بند کر دیا تھا اور قوم کے منتخب نمائندوں کی مدد مانگنے حاضر ہوا تھا۔ کمرے میں ایک صاحب قمیض تبدیل کر رہے تھے۔ کہنے لگے حضرت ابھی آتے ہیں۔ یہ ظہور الحسن بھوپالی تھے۔ میں نے انہیں بھی پہلے دن دیکھا تھا۔

اس اسمبلی نے اور اس اسمبلی سے پہلے انتخابات نے اس ملک کی تاریخ میں کیسا انقلاب برپا کیا تھا۔ خیر بیچ میں ملک دولخت ہو گیا۔ مگر باقی ماندہ پاکستان کو بھی جو قیادت ملی اور قوم کو جو سوچنے کے لئے مباحث ملے۔ ان کے اثرات آج تک ہماری زندگیوں میں ہیں۔ یہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مولانا بھاشانی کی کانفرنس ہوئی تو تھی جس کے نتیجے میں اس شہر میں سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اور یہ وہ کانفرنس تھی جس نے جمعیت العلمائے پاکستان کو از سر نو فعال کیا۔ لڑائی مسلک کی نہیں تھی نظریاتی تھی۔ جس طرح تحریک پاکستان میں علماء دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ اسی طرح اس نظریاتی تصادم میں بھی علماء نے اپنی وفاداریاں واضح کیں۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے خبریں آنے لگیں کہ کراچی کے افق پر جمعیت العلمائے پاکستان چھائے جا رہی ہے۔ نتائج آئے تو جماعت اسلامی کے ساتھ جمعیت ایک نئی اسلامی قوت کے طور پر ابھر رہی تھی۔ یہیں سے مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اس پورے عرصے میں وہ استقامت کی ایسی تصویر تھے۔ جو خود منہ سے بولتی تھی۔ اپنی رائے پر ڈٹ جانے والے ایسے مولوی جو اصولوں کی سیاست کرنا بھی جانتے تھے۔ ایسی ویسی سیاست ضیاء الحق کا زمانہ آیا تو جمہوریت کی خاطر یہ اے آر ڈی کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ مولانا عبدالستار خان نیازی تک دوسری طرف۔ وہ اُدھر تھے تو اسلام کے نام پر یہ ادھر تھے۔ جمہوریت کے نام پر۔ اجتہاد کا فرق اسے ہی کہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا علماء بٹ گئے۔

مگر نیت درست ہو تو ہر نتیجہ صحیح نکلتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب وجہ نزاع جاتی رہی تو یہ دونوں جلیل القدر اصحاب ایک تھے۔ یہی نہیں مولانا کی قسمت میں تو قدرت نے یہ سعادت بھی لکھی تھی کہ جب قیام پاکستان کے بعد پہلی بار علماء کے سبھی مسالک اور طبقے سیاست کے میدان میں ایک ہوئے تو نورانی میاں کو ان کی قیادت نصیب ہوئی۔ کیا اہل حدیث، کیا دیوبندی، بریلوی، شیعہ سب نے وقت کی آواز سنی اور اتفاق عملی کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ایسا اتفاقِ عمل جو اسلام کی بالادستی کے لئے جمہوریت کی بحالی کے لئے اور سامراج کے خلاف جہد وجہد کے لئے تھا۔ زہے نصیب ہمارے شاہ احمد نورانی کو اس کی قیادت نصیب ہوئی۔

ذاتی طور پر مجھے ان کی محبت کے کئی واقعات یاد ہیں۔ چند برس پیشتر مجھے یرقان ہو گیا۔ شاہ صاحب شہر سے باہر تھے۔ واپس آئے تو کسی نے بتایا۔ مولانا اس معاملے میں سورہ رحمٰن کا کوئی عمل پڑھنے میں شہرت رکھتے تھے۔ سائل نے عرض کیا۔ کب لے آؤں فرمایا نہیں میں خود جاؤں گا۔ میرا گھر ان کے دولت کدے سے کئی میل کے فاصلے پر تھا۔ مولانا تین دن اصرار کرتے رہے اور دلجوئی کرتے رہے۔

ان کی افطاریاں ان کی محبت کا کچھ ایسا اظہار تھا۔ لقمہ اپنے ہاتھ سے کھلا رہے ہیں۔ یہ رویہ ان کا سب کے ساتھ تھا۔ کئی برس سے یہ دستور رہا ہے کہ ہر سال بہر حال حاضری ضرور دیتا تھا۔ اس بار کوتاہی ہو گئی۔ وہ بھی ایک پیشہ ورانہ مجبوری کی وجہ سے۔ حافظ تقی ٹی وی کے پروگرام میں کہہ رہے تھے کہ نام لے کر پوچھا وہ کیوں نہیں آیا۔ میں نے سوچا تھا کہ عید کے بعد حاضر ہو کر سلام بھی عرض کروں گا۔ اور معذرت بھی کروں گا۔ مگر تقدیر نے اس کا موقع نہ دیا۔ ان کے نئے گھر میں میری یہ پہلی اور آخری افطاری تھی۔

نئے گھر سے یاد آیا۔ انہوں نے تمام عمر صدر کے ایک خستہ فلیٹ میں گذاری۔ شاید صدر میں بم دھماکے کے بعد ضیاء الحق نے علاقے کا دورہ کیا تو کسی نے فلیٹ کی طرف اشارہ کر کے بتایا حضرت یہاں رہتے ہیں۔ ضیاء الحق نے حیرت سے اس فلیٹ کی طرف دیکھا اور صرف اتنا کہا حضرت کو میرا اسلام کہیے۔

یہ وہ دن تھے کہ مولانا ضیاء الحق سے سخت ناراض تھے۔

آج میرے کرم فرما! ایک عجیب فلسفہ لے کر آئے۔ کہنے لگے کہ نورانی میاں کے مرنے پر اس قدر توقیر دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اس گئے گذرے دور میں ابھی بوریہ نشینوں کا وقار باقی ہے۔

سبحان اللہ۔! کیا بات تھی۔ پھر نوابزادہ نصر اللہ خان کا ذکر چھڑ گیا۔ کہ اس برس اسلام آباد نے اپوزیشن کے دونوں بڑے اتحادوں کے سربراہ ہم سے چھین لئے۔ وہ بھی تو ایک قلندر صفت انسان تھے۔

اپنا سب کچھ لٹا کر لاہور میں ڈیرہ ڈالے بیٹھے تھے۔ سچ ہے بوریہ نشینوں کا آج بھی وقار باقی ہے۔

اس پر ایک خیال آیا ہے جو کہے دیتا ہوں۔ ٹیگور کا ایک مشہور فقرہ ہے کہ ہر نیا پیدا ہونے والا انسان اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ ابھی خدا پاک اپنے بندوں سے مایوس نہیں ہوا۔ اس پر مجھے یہ خیال آتا ہے کہ جب تک دنیا میں ایسے بوریہ نشینوں کو ایسی عزت و چاہت ملتی رہے گی۔ اس وقت تک ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ابھی مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اللہ کے بندوں کی قسمت ضرور بدلے گی۔

گذشتہ برس مولانا کے لئے گھر پر افطاری تھی۔ میں نے گھر کی مبارک باد دی۔ خدا کا شکر ادا کیا اور کہا کہ کرائے گھر سے نجات ملی۔ پھر وضاحت کی کہ یہ گھر کیسے لیا۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن حضرت کے سسر تھے جو حضرت ضیاء الدین مدنی مہاجر کے فرزند تھے۔ ان کا دیارِ مقدس میں انتقال ہوا تو ان کی جائیداد کا کچھ حصہ حضرت کی اہلیہ کے حصے میں بھی آیا۔

بھلا اس وضاحت کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے کب پوچھا تھا مگر حضرت کی محبت کا اپنا انداز تھا۔

انہوں نے یہ نیا گھر لیا تو کہا! عبداللہ شاہ غازی کا مزار سامنے نظر آتا ہے۔ اور آج وہ اسی مزار کے احاطے میں اپنی والدہ کے قدموں میں آسودہ خاک ہو گئے۔ اگر چہ ان کی خواہش تھی کہ وہ جنت البقیع میں دفن ہوں جہاں ان کے والد مبلغ اسلام عبدالعلیم صدیقی، سسر ڈاکٹر فضل الرحمٰن، اور حضرت ضیاء الدین مدنی مہاجر ہی نہیں۔ ہماری تاریخ دفن ہے یا یوں کہہ لیجئے جہاں ہماری مذہبی عقیدتیں اور تہذیبی عظمتیں زندہ ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

محرم اور صفر میں نکاح کرنا۔

عرض — کیا محرم و صفر میں نکاح کرنا منع ہے؟

ارشاد — نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔

الملفوظات صفحہ نمبر ۳۲ حصہ اول

# حضرت مولانا شاہ احمد نورانی (چند یادیں چند باتیں)

قلم کی آواز — سید انور قدوائی

ابھی دفتر آ کے بیٹھا ہی تھا کہ یہ روح فرسا خبر ملی کہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ یقین نہ آیا ڈیسک پر خود جا کر پتہ کیا تو خبر کی تصدیق ہو گئی۔ چند روز قبل اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ قازقستان کے صدر کے اعزاز میں ایوان صدر کی ضیافت میں مولانا نوانی اور مولانا سمیع الحق کی صدر پرویز مشرف سے ملاقات ہوئی ہے۔ میں نے پیر اعجاز ہاشمی کے گھر فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ جہاں مجلس عمل کی سپریم کونسل کا اجلاس ہے۔ مولانا نورانی پہلے ہی اسلام آباد میں تھے کہ سینٹ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ میں نے اسلام آباد مولانا صاحب کو فون کیا اور اس خبر کے بارے مین استفسار کیا تو انہوں نے خیر خیریت دریافت کی اور اس کی تردید کی اور کہا کہ صدر مشرف سے نہ ہی "باضابطہ" کوئی ملاقات ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی امکان ہے۔ ایم ایم اے اور حکمران پارٹی کے درمیان سمجھوتہ کے بارے میں وہ "پرامید" نہیں تھے بلکہ ان کا خیال تھا کہ حکمران جماعت "وقت گزاری" سے کام لے رہی ہے اور یہ کہ اصل اور حتمی فیصلہ تو جنرل پرویز مشرف نے ہی کرنا ہے۔ گزشتہ ماہ کراچی میں میری ان سے ملاقات رہی اور یوں ہوا کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے مجھے اور میری بیوی بچوں کو ظہرانے پر مدعو کیا جو میرے لئے ایک اعزاز بھی تھا میں نے ان سے استفسار کیا کہ حکمرانوں سے ان کی "صلح صفائی" ہو جائے گی اگر نہ ہوئی تو اسمبلیاں ٹوٹ سکتی ہیں۔ مولانا کا کہنا تھا کہ اگر ممبری چلی گئی تو ہمارے پاس "منبر" تو ہے ہی اسے کون چھین سکتا ہے۔ وہ موجودہ حکومت اور اس کے رویہ کے سخت مخالف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس "سوچ سمجھے" منصوبے کے تحت ملک میں دینی مدارس اور ان کی قوت کو ختم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے مگر وہ "بڑے پرامید" تھے کہ اچھا وقت آنے والا ہے۔ مولانا نورانی سے میرا صحافتی تعلق تو تھا ایک تعلق یہ تھا کہ ان کے بہنوئی ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری کے میرے والد محترم سیّد امیر الدین قدوائی سے بڑے قریبی تعلقات تھے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک بھرپور زندگی بسر کی اور ملک میں اسلامی نظام اور جمہوریت کی بحالی کی جنگ لڑتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔ وہ ایک عظیم انسان تھے کہ اب ایسے لوگ کہاں۔ مولانا شاہ احمد نورانی میمن مسجد کراچی کے امام تھے اور بڑی باقاعدگی سے رمضان المبارک میں تراویح پڑھایا

کرتے تھے۔ وہ بھٹو دور میں قومی اسمبلی اس کے بعد سینٹ کے رکن رہے۔ اب بھی سینیٹر تھے۔ حضرت مولانا قمرالدین سیالوی کی وفات کے بعد انہیں جمعیت علماء پاکستان کا صدر بنایا گیا اور آخری وقت تک جمعیت کے پلیٹ فارم سے دین ودنیا کی خدمت کرتے رہے۔ بھٹو دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں بل پیش کیا اور اسے منظور کروانے میں مکمل معاونت کی۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں جمعیت قومی اتحاد میں شامل تھی مولانا نورانی اور ان کے ساتھیوں کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ انہیں پاکستان کی سب سے سخت مچھ جیل میں رکھا گیا۔

بھٹو دور میں مولانا شاہ احمد نورانی نے حزب اختلاف میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ تمام مسالک کے علماء وکرام کے درمیان ایک ''ڈیکلریشن'' کرایا جس میں آپس کے اختلافات ختم کرنے کا اعلان کیا گیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ شیعہ اور سنی لٹریچر میں جو قابل اعتراض باتیں ہیں انہیں حذف کردیا جائے گا۔ اب موجودہ دور میں عام انتخابات سے قبل دینی جماعتوں نے متحد ہوکر انتخاب میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو اس اتحاد کے پہلے سربراہ مولانا نورانی منتخب کئے گئے۔ ان کی قیادت ورہنمائی میں متحدہ مجلس عمل کو صوبہ سرحد میں مکمل اکثریت حاصل ہوئی اور ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ کسی صوبہ میں واضح اکثریت سے علماء کرام کی حکومت قائم ہوئی ہو۔ مولانا نورانی اور ان کے رفقا کی یہ کوشش اور خواہش تھی کہ صوبہ سرحد کو ''ماڈل صوبہ'' بنا کر پیش کیا جائے۔

مولانا شاہ احمد نورانی ایک بڑے عالم دین تو تھے ہی مگر انہیں دنیاوی علوم پر بھی عبور حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ انہیں آٹھ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ ان میں اردو انگریزی عربی فارسی فرانسیسی اور افریقہ کی مختلف زبانیں شامل ہیں۔ ہندی سنسکرت بھی پڑھ لیتے تھے سندھی بلوچی اور پنجابی بھی بول لیتے تھے۔ یہ بات میرے علم میں ہے کہ وہ حضرت بابا بلھے شاہؒ اور حضرت شاہ حسینؒ کے صوفیانہ کلام عقیدت سے سنا کرتے تھے اور بابا بلھے شاہؒ کے بہت سے اشعار انہیں یاد بھی تھے۔

یورپ اور دنیا کے بہت سے ممالک میں انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام دینی مدارس اور مساجد قائم کیں۔ ماریشس میں اسلامی یونیورسٹی اور ہالینڈ میں مدرسہ اور مسجد خاص طور پر قابل ذکر ہے جہاں انہوں نے ''سرنامی'' مسلمانوں کی تعلیم کا خصوصی طور پر اہتمام کیا۔ قیام پاکستان سے قبل انگریزوں نے پرتگال میں گنے کی کاشت کے لیے ہندوستان کے ہندو اور مسلمان بڑی تعداد میں وہاں بھیجے۔ لوگ وہیں کے ہوکر رہ گے۔ جب پرتگال آزاد ہوا تو یہ کہا گیا کہ یہ لوگ پرتگال کے باشندے ہیں

اور انہیں ہالینڈ منتقل کر دیا گیا جہاں وہ ایمسٹرڈیم کے پاس آ کر آباد ہو گے۔ یہ "لوگ" سرنامی کہلاتے ہیں۔ دو باتیں ان کی محفوظ ہیں ایک یہ کہ وہ "مسلمان" ہیں اور دوسری "یورپی زبان" جو اودھ میں بولی جاتی ہے ان کو صرف یہ علم تھا کہ وہ "مسلمان" ہیں اور اس سے زیادہ دین کا علم نہیں تھا۔ مولانا نورانی کی بہت بڑی خدمت ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں ان لوگوں کو انہوں نے دین سے آراستہ کیا۔ ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا کہ ان کا تعلق بھارت کی ریاست اتر پردیش کے مشہور شہر میرٹھ سے تھا۔ ان کے والد گرامی حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی امام احمد رضا بریلوی کے عظیم شاگرد تھے۔ انہوں نے بنارس سنی کانفرنس میں پاکستان کی حمایت میں قرارداد منظور کروائی اس طرح علماء کرام نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ مولانا کے بہنوئی ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری ایک مسلم فلاسفر اور عالم دین کی حیثیت سے دنیا میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ایک مدت ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے ملک ہی نہیں عالم اسلام ایک عظیم رہنما، ایک قائد اور بہت بڑے عاشق رسول ﷺ سے محروم ہو گیا ہے کہ اب ایسے لوگ کہاں؟

جنگ لاہور 12 دسمبر 2003ء

## امام احمد رضا نے فرمایا

### سیاہ خضاب

**مسئلہ** خضاب کالا لگانا جائز ہے یا نہیں بعض علماء جواز کا فتوی دیتے ہیں؟

**الجواب** سرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا۔ کافر کا خضاب ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ یہ حرام ہے جواز کا فتوی باطل و مردود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**احکام شریعت صفحہ ۷۲ حصہ اول**

# آفتاب ملت اسلامیہ امام انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی

حمایت علی چودھری شہید

چودہ سوسال کے عرصہ میں دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت وترویج کا کام دنیا کے ہر خطہ میں پہنچا۔ اگر کہیں شیطانی طاقتوں نے اس دین کے خلاف کوئی سازش کی اللہ کے نیک بندوں نے ان سازشوں کو تارتار کردیا۔ برصغیر پاک وہند میں صوفیا کرام کی محنت سے دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کا جو سلسلہ بڑھ رہا تھا۔ اس کو روکنے کے لئے دسویں صد ہجری میں دو قومی نظریہ کی یلغار کو ایک قومی نظریہ میں بدلنے کے لئے مغل اعظم اکبر بادشاہ نے صلح کلیت کی بنیاد پر شمول اسلام ہندوستان میں تمام موجودہ مذاہب کو ملا جلا کر دین الٰہی کا ملغوبہ بنایا۔ اس وقت اسلام کے عظیم مجاہد شیخ احمد سر ہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میدان عمل میں آئے بالآخر اسلام دشمن عناصر کی سازشوں کو ناکام بنادیا ایک قومی نظریہ کے داعی اکبر بادشاہ کے بعد اس کا پوتا اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دو قومی نظریہ کی عملی تفسیر بن کر سامنے آیا۔ اسی طرح اورنگ زیب عالمگیر ایک قومی نظریہ کے حامیوں کے دل میں آج بھی کانٹے کی طرح چبھتا ہے۔

بارھویں اور تیرھویں صدی ہجری میں مغلیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کو بحیثیت قوم متحد و منظم رکھنے میں حضرت شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا مرکزی کردار رہا ہے چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں ملتِ اسلامیہ کی وحدت کو نیست و نابود کرنے کے لئے آل انڈیا کانگریس کے تعاون سے تحریک ترک موالات اور مسلمانوں کے تعاون سے چلائی جانے والی تحریک ترک گاؤکشی اور غیر فطری ہندو مسلم اتحاد کی صورت میں کوشش کی گئی ان تحریکوں میں کانگریسی لیڈر مسٹر گاندھی کی ہمنوائی کرنے میں مسلمان سیاستدان اور علماء کا ایک گروہ سامنے آیا۔ جو بنارس اور مکہ میں فرق سمجھنے سے معذور تھے اور گاؤکشی کی مدافعت میں مکے اور بنارس کے درمیان مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے قائل تھے۔ یہ قاتل اور مقتول، حق اور باطل، سیاہ اور سفید، اسلام اور صلح کُلیت، دین اور لادینیت کے درمیان مصنوعی اتحاد کے، ذاتی اور عارضی مفادات کے تحت، ہندوؤں سے زیادہ حامی تھے۔ اس پُرفتن اور نازک دور میں مجدد دین ملت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے مؤثر دلائل سے ان تمام تحریکوں کو ''اسلام دشمن'' ثابت کر کے علماءِ حق کی رہنمائی فرمائی مسلمان سیاستدانوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

کچھ لوگوں نے ایک قومی نظریہ اس طرح ابھارا کہ وہ ہندو کے قریب چلے گئے۔ امام احمد رضا خان" نے دو قومی نظریہ کو اس طرح پیش کیا کہ وہ بالآخر اسلام کے قریب ہو کر پاکستان کے لئے بنیاد بن گئے۔ لہٰذا دونوں کی دینی خدمت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت کے بعد مولانا عبدالباری فرنگی محلی مولانا محمد علی جوہر' مولانا شوکت علی دوسرے بہت سے اکابرین نے اپنے سیاسی طرز عمل میں تبدیلی پیدا کی دو قومی نظریہ کے حامل علماء صوفیاء کی جدوجہد تھی کہ بعد میں مسلمانوں کی اسلامی مملکت کا تصور سامنے آیا۔ تحریک پاکستان کے روح رواں وہی علماء و صوفیا کرام تھے جنہوں نے حصول پاکستان تک اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ تحریک پاکستان کے مخالفین وہی لوگ تھے۔ جو ہندو مسلم اتحاد اور تحریک ترک موالات تحریک ترک گاؤکشی وغیرہ میں گاندھی کے ہمنوا رہے تھے۔

پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد اسلام دشمن عناصر کیسے برداشت کر سکتے تھے جس نظریہ کو کچلنے کے لئے وہ ہر دور میں مکارانہ چالوں کے ذریعے اسلام کی مرکزیت کو فنا کرنے کے درپے رہے۔ بھلا آج اس انقلابی تحریک کو کیسے پنپنے دیتے تھے۔ چنانچہ اپنوں اور بیگانوں کے روپ میں اسلام کی مرکزیت کو جیسے شیطانی طاقتیں نقصان پہنچاتی رہی ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں حکومتی سطح تک اقتصادی و معاشی پالیسیوں کے ذریعے نفرتوں کے بیج جیسے بوئے گئے وہاں پر عوام کو اسلامی تشخص سے دور رکھنے کے لئے عصبیتوں اور لسانی گروہوں' فرقہ وارانہ تعصبات میں تقسیم کرنے کے لئے مختلف دل نشین نقابوں اور دل فریب نعروں سے کام لیا گیا۔ ان سب مکارانا چالوں کو نا کام بنا کر مستقبل میں ملک وملت کی کشتی کو تمام بھنوروں سے نکالنے کا عزم صمیم رکھنے والے سرد و گرم زمانہ چشیدہ کار رہنمائی کے ماہر' مظلوموں کے ترکش کا آخری تیز ظالمانہ نظام میں زلزلہ پیدا کر دینے والے اجارہ داری' سرمایہ داری اور استحصالیت کے کفری قلعوں کو لرز براندام کرنے کی صلاحیت رکھنے والے ملت اسلامیہ کی اصلاح اور فلاح کا قابل فہم جامع اور مؤثر پروگرام رکھنے والے عالمی بساطِ سیاست کو کماحقہ سمجھنے والے اسلام کی مؤثر نمائندگی کرنے والے مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی ''علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی'' کی زندگی کی ہلکی سی جھلک نسل نو کے سامنے لانا از حد ضروری تھا۔]

چودھری حمایت علی ۱۸ جون ۱۹۸۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قائد اہلسنت صدر جمعیت علماء پاکستان چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ العالی ابن مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ء ۳۱/ مارچ ۱۹۲۶ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اوّل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے اسی نسب سے آپ کو صدیقی کہتے ہیں۔

## تعلیم وتربیت

علامہ شاہ احمد نورانی نے قرآن مجید فرقان حمید آٹھ سال کی عمر میں حفظ کیا آپ نے ابتدائی تعلیم ایسے سکول میں مکمل کی جہاں ذریعہ تعلیم عربی زبان تھی نیشنل عربک کالج میرٹھ سے ڈگریاں حاصل کیں درسِ نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ میں استاذ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھیؒ سے پڑھیں۔ آپ کو دنیا کی سترہ زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ آپ بیک وقت مستند عالم دین۔ حافظ قرآن۔ خوش الحان قاری عالمی شہرت یافتہ مبلغ۔ بلند پایہ مقرر عظیم اسلامی مفکر۔ سیاسی لیڈر ہیں۔ ذاتی طور پر نہایت نرم مزاج خوش گفتار اور پیکرِ عزت وانکسار واقع ہوئے ہیں۔

آپ کی دستار بندی کے موقع پر آپ کے استاد محترم علامہ غلام جیلانی میرٹھی کے علاوہ مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی۔ شاہ عبدالعلیم صدیقی۔ شہزادۂ اعلیحضرت شاہ مصطفےٰ رضا خان۔ مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہم تشریف فرما تھے۔

## عالمی سطح پر اشاعت اسلام

آپ کی تبلیغ سے ہزاروں غیر مسلموں نے دولت اسلام سے اپنا دامن بھرا۔ جن میں پادری، راہب، وکلاء، انجینئرز، ڈاکٹرز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اہل علم لوگ شامل ہیں۔

1:۔ ۱۹۵۵ء میں آپ دنیا کی قدیم ترین اسلامی یونیورسٹی جامعۃ الازہر مصر میں انکی دعوت پر تشریف لے گئے۔ علماء کے عظیم اجتماعات سے خطاب کیا۔

2۔ ۱۹۵۸ء میں روس کا دورہ کیا۔ روسی سوشلسٹ معاشرے کا گہرا مطالعہ ومشاہدہ کیا۔ وہاں پر مسلمانوں کی سرکردہ شخصیات سے مل کر ان کے مسائل سے آگاہی حاصل کی مسلمانوں کے اکثریتی علاقہ زنجبار میں سوشلسٹ خونی انقلاب کی تباہ کاریوں کا قریب سے مطالعہ کیا۔

3۔ ۱۹۵۹ء مشرق وسطی کا دورہ کیا اور دنیا بھر کے علماء سے باہمی رابطہ قائم کر کے اسلام کی عظیم خدمت سرانجام دی۔

4۔ ۱۹۶۰ء میں مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشس کے تبلیغی دورے کئے۔

5۔ ۱۹۶۱ء میں سیلون اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

6۔ ۱۹۶۲ء میں صومالیہ، کینیا، ٹانگانیکا، یوگنڈا اور ماریشس کا دورہ کیا نائیجیریا کے وزیر اعلیٰ احمد دبیلو شہید کی دعوت پر نائیجیریا تشریف لے گئے ان کے مہمان کی حیثیت سے چار ماہ کا تفصیلی دورہ کیا۔

7۔ ۱۹۶۳ء میں ترکی، فرانس، جرمنی، برطانیہ، ماریشس اور نائیجیریا تشریف لے گئے۔ اسی سال عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کیا۔ اور وہاں کے مسلمانوں کی حالتِ زار اور سوشلسٹوں کے بلند بانگ دعوؤں کا جائزہ لیا۔

8۔ ۱۹۶۴ء میں امریکہ، جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔

9۔ ۱۹۶۵ء میں کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، ملاگاسی اور ماریشس کا دورہ کیا۔

10۔ ۶۸۔ ۱۹۶۷ء میں برطانیہ، امریکہ اور جنوبی امریکہ کا دورہ کیا۔

11۔ ۲۱ جنوری ۱۹۷۳ء کو دنیا کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھنے والے علماء کرام مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے تاکہ عالمی سطح پر ظلمت و گمراہی کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کرسکیں۔ اس تاریخی اجتماع میں انگلستان، امریکہ، سعودی عرب، مصر، کویت، شام، ہندوستان اور پاکستان کے علماء کرام شریک تھے۔ اس اجلاس میں ورلڈ اسلامک مشن کا قیام عمل میں لا کر علامہ ارشد القادری کو کنوینئر مقرر کیا گیا اور پھر باضابطہ انتخاب کے ذریعے علامہ شاہ احمد نورانی کو صدر اور علامہ ارشد القادری کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

12۔ ۱۹۷۴ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلینڈ تشریف لے گئے۔ اس کانفرنس میں آپ کو مشن کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

13۔ ۱۹۷۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام علامہ ارشد القادری مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور پروفیسر شاہ فرید الحق کی رفاقت میں امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک کا تفصیلی دورہ کیا اس دورہ میں عوامی اجتماعات کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ان ممالک کے عوام کو قادیانیوں کے مکروہ و گھناؤنے عزائم سے آگاہ کیا۔ جس کا ان ممالک میں خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اس دوران علامہ شاہ احمد نورانی نے ماریشس اور جنوبی افریقہ کے ممالک کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔ اس دوران آپ نے ماریشس میں

عالمی اسلامی کانفرنس کی صدارت کی جس میں وزیر اعظم ماریشس سمیت معززین اعلیٰ حکام، وزراء اور سفیروں کے علاوہ ماریشس کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔

## تبلیغی و اسلامی تحقیقاتی اداروں کی سرپرستی

پاکستان سے باہر چند اداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ کالج جنیوا جارج ٹاؤن امریکہ

2۔ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون

3۔ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام ماریشس

4۔ ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن گیانا

5۔ اسلامک مشنری گلڈ ساؤتھ افریقہ

6۔ آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی ملائیشیا

7۔ علیمیہ اسلامک مشن کالج ماریشس

8۔ علیمیہ دارالعلوم ماریشس

9۔ حنفی مسلم سرکل پریسٹن برطانیہ

10۔ قادریہ اسلامک ورکرز گلڈ ماریشس

11۔ سری نام مسلم ایسوسی ایشن ساؤتھ افریقہ

۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۴ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل رہے، جبکہ آرگنائزیشن کے صدر مفتی اعظم فلسطین مولانا سیّد امین الحسینی تھے۔ ایک مومن مسجد میں ایسے خوش خرم رہتا ہے۔ جیسے پانی میں مچھلی۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے بیرون ممالک میں ان مراکز کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ ماریشس میں اس وقت تقریباً مساجد اور مدراس کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔ جن میں سے ۷۰ ستر سے زائد مساجد و مدارس ورلڈ اسلامک مشن نے قائم کیے ہیں۔

یہاں جامعہ علیمیہ قادریہ کے نام سے ایک اسلامی تبلیغی و تربیتی کالج علامہ شاہ احمد نورانی کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے۔ جس میں طلباء کی تعداد ساڑھے چار ہزار کے قریب ہے۔ برطانیہ کی پانچ سو (۵۰۰) مساجد میں سے چار سو (۴۰۰) مساجد کا تعلق ورلڈ اسلامک مشن سے ہے۔ جب کہ ہالینڈ میں بھی مشن نے

زبردست پیش قدمی کی ہے۔

ایمسٹرڈیم میں کوئی ۲/۱/۲ کروڑ روپے کی لاگت سے مسجد طیبہ کی تعمیر کا ایک مرحلہ مکمل ہوا۔

## امریکہ میں مرزائیوں پر ضرب کاری

سرینام (جنوبی امریکہ) مرزائیوں کا مرکز ہے جہاں ۱۹۳۵ء میں سب سے پہلے تبلیغ دین کے لیے حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گے۔ جن کی سعی جمیلہ سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو مرزائیت کے فریب سے نجات دلائی اہلسنت والجماعت کا مرکز قائم کیا۔ شاہ عبدالعلیم صدیقی کے بعدان کے صاجزادے شاہ احمد نورانی نے ۱۹۶۵ء میں سرینام میں سات ماہ قیام کر کے فتنہ مرزائیت کو کچلا اور ایک مجلس میں مرزائیوں کو ایسی عالمانہ تحقیقی انداز میں شکست دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلے میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

علامہ شاہ احمد نورانی کے نام سے مرزائی مبلغ گھبراتے ہیں۔

### محافظِ ختم نبوّت

تحریک ختم نبوّت 1953ء کو آپ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایوانی اور دیگر علماء کرام کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔ کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے لئے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا۔ آپ اس کے ممبر تھے۔ ۱۹۶۹ء میں تبلیغی دورے سے واپسی پر سب سے پہلا بیان قادیانیوں کے بارے میں جاری کیا تھا۔ آپ نے یحییٰ خان مارشل لائی آمر کو اس وقت مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تمہارے قادیانی مشیر ایم ایم احمد نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔ آمریت میں فردِ واحد ہی ملک کا قانون ہوتا ہے۔ اس فوجی آمر کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بالآخر مشرقی پاکستان کے عوام کے دلوں میں نفرت و کدورت نے جنم لیا۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی نے اسلام و ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز بلند کی۔ اس طرح اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سہرا بھی علامہ نورانی کے سر ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی کی اس قرارداد پر حزب اختلاف کے بائیس افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہوگئی) نے دستخط کئے۔ البتہ مولوی غلام غوث ہزاروی

دیوبندی اور مولوی عبدالحکیم دیوبندی نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیئے۔ اس تحریک میں آپ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں میں شرکت کی۔ آپ نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا۔ ختم نبوت کے مسئلہ سے آگاہ کیا۔ اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقہ میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں۔ قصبوں اور دیہاتوں میں جلسوں سے خطاب کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بیرون ممالک میں بھی آپ نے مرزائیوں کا خوب پیچھا کیا بیرون ممالک نیروبی، دارالسلام ماریشس اور لاطینی امریکہ میں سری نام برٹش گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے مقامات پر سابقہ پڑا اور مناظرے ہوئے۔ پانچ پانچ اور چھ چھ گھنٹے علمی مکالمہ جاری رہتا۔ بلکہ مجمع عام میں مرزائیوں کو شکست فاش دی۔ قادیانیوں کا لندن سے رسالہ نکلتا ہے "اسلامک ریویو" اسی کے ایڈیٹر سے ۱۹۶۸ء میں ٹرینی ڈاڈ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا۔ بالآخر یہ کتابیں وغیرہ لے کر بھاگ گئے۔

اسی طرح بے شمار جگہیں عملی گفتگو کے لئے مقرر کیں۔

علامہ شاہ احمد نورانی نے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا اور مرزائیوں کے عقیدہ کو باطل قرار دیا۔ چنانچہ انہی مباحثوں میں چھ سو سے زائد قادیانیوں نے توبہ کی اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

الغرض علامہ شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی میں کہا جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے ہم ان کو مسلمان نہیں مانتے تو پھر مرزائی کیسے چور دروازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کروائی گئی۔

## تحریری میدان میں کاوشیں

آپ نے مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کیلئے انتھک محنت کی ہے۔ نظریۂ پاکستان کے فروغ مسلم قومیت کے علم کو بلند رکھا۔ وہاں تحریری میدان میں بھی آپ نے اسلام کی ابتدائی معلومات پر مشتمل پمفلٹ اردو، فرانسیسی، انگریزی اور متعدد دوسری زبانوں میں شائع کرکے پاکستان و بیرون پاکستان ان مقامات پر مفت تقسیم کیئے۔ جہاں ایک عرصہ سے مشنری جوان

لڑکیوں کے ہاتھوں اپنا لٹریچر مفت تقسیم کر رہے تھے اس طرح آپ نے ہزاروں مسلمانوں کو عیسائیت کے جال سے بچالیا۔ آپ نے دو ضخیم کتابیں عیسائیت اور آمریت کے رد میں تحریر فرمائیں جو زیر طبع ہیں۔

1۔ دی سیل آف دی پرافٹ (مہر نبوت انگریزی)

2۔ جیس کرائسٹ دی لائٹ آف قرآن (یسوع مسیح قرآن کی روشنی میں)

## عشقِ رسول ﷺ

عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ''مومن کی میراث ہے''۔

مومن جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرتا ہے۔ دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بے پناہ لگن اور محبت کا اندازہ شبانہ روز مصروفیات سے ہی ہو جاتا ہے۔ آپ ہر لمحہ باوضو رہتے ہیں سارا دن دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بالا دستی کے لئے منصوبہ بندی ملکی و عالمی مسائل کے حل کے سلسلہ میں مصروف رہتے ہیں۔ رات کو اپنے رب کریم سے لو لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح ساری رات یاد الٰہی میں مصروف رہنا ان کی زندگی کا بہترین مصرف ہے۔ صبح کی نماز کے بعد تھوڑا عرصہ کے لئے آرام فرماتے ہیں آپ کے تمام افراد کنبہ کی رہائش کراچی کے گنجان آباد علاقہ صدر کے ایک فلیٹ میں ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں عالمی مصروفیات ترک کر کے اپنے گھر میں رہتے ہیں۔ البتہ کراچی کی سطح تک مصروفیات جاری رہتی ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید نماز تراویح میں عرصہ پچاس سال سے سنا رہے ہیں۔ غم والم کے لاکھ پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔ مگر وہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے بیتاب رہتے ہیں آپ عربی لباس زیب تن کرتے ہیں آپ کی تقریر سیاسی ہو یا مذہبی نوعیت کی۔ ابتداء میں قصیدہ بردہ شریف کے وہ اشعار پڑھتے ہیں۔ جس میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی گئی ہو۔ گھر میں کھانے کے لئے عربی کھجوروں کا ہونا اور بچوں سے عربی میں گفتگو کرنا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح دلیل ہے۔

## تاریخ ساز کردار

1۔ قیام پاکستان سے کافی عرصہ پہلے صوبہ سندھ میں پیر سیّد صبغت اللہ قادری پگاڑو شہید کو جب انگریزوں کے خلاف جہاد کے سلسلہ میں انگریز نے انہیں باغی قرار دے کر پیر صاحب کی گدی کو غیر قانونی قرار دے دیا پھر ان کے مکانات کے نام ونشان تک مٹا دیئے پاکستان بن جانے کے بعد ان

کے عقیدت مند جنہیں عرفِ عام میں حر مجاہدین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انہوں نے پاکستان سے بیزاری کا اظہار کیا۔ لاکھوں کی تعداد میں حُر اپنے محبوب کی تلاش میں تھے تب علامہ شاہ احمد نورانی نے ۱۹۵۲ء میں اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے علماء کے آٹھ رکنی وفد کیساتھ ملاقات کی۔ پیر جو گوٹھ میں گدی بحال کروائی گئی۔ فرانس سے حکومت کے ذریعہ پیر صاحب سیّد مردان علی شاہ المعروف پیر پگارا صاحب پاکستان تشریف لائے کیونکہ بچپن سے انگریز پیر پگارا کو فرانس لے گئے تھے۔

۱۹۵۸ء میں روس کے دورہ پر آپ نے سوشلسٹ رہنما لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا۔ گویا علامہ نورانی واحد غیر ملکی ہیں جس نے انکار کیا۔

2۔ اس سے پہلے ۱۹۵۵ء میں سعودی عرب کے شاہ فیصل نے گاندھی کی سمادھی پر ہندوستان میں پھول چڑھائے تھے۔

3۔ ۱۷ مارچ ۱۹۷۲ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے بھی لینن کی قبر پر پھول چڑھائے تھے۔

4۔ ضیاء الحق نے رنگون میں مہاتما بدھ کے مندر میں گھنٹیاں بجائیں جو ایک غیر اسلامی فعل تھا۔

5۔ جون ۱۹۷۰ء کو دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام سنی کانفرنس ہوئی ہزاروں علماء مشائخ کرام نے شرکت کی۔ لاکھوں افراد نے کانفرنس کو رونق بخشی آپ کی کوششوں سے مولانا مفتی فضل الرحمٰن مدنی نے کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ ان کی عربی تقریر کا اردو ترجمہ آپ نے کیا۔

6۔ ۱۹۷۰ء کے ملکی انتخابات میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

7۔ یحییٰ خان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو مشرقی پاکستان کی نازک صورت حال سے آگاہ کیا۔ اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کرنے کو کہا۔

8۔ یحییٰ خان کو فوجی افسروں کی موجودگی میں شراب میز سے ہٹانے اور آئندہ سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

9۔ قومی اسمبلی میں دوران تقریر ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم کی موجودگی میں آپ پر پان کھانے کی طنز ہوئی۔ آپ نے برملا کہا پان کھاتا ہوں شراب تو نہیں پیتا۔

10۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا مولانا نورانی حکومت کے کاموں میں کیڑے نکالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نہ پڑنے دیا کرے۔

11۔ بھٹو کے مقابلہ میں اسمبلی میں وزیر اعظم کا انتخاب لڑا۔ حزب اختلاف کے اسمبلی میں قائد بھی رہے۔

12۔ مرزائیوں کے لیڈر مرزا ناصر الدین نے جب اسمبلی میں اپنی صفائی کے لئے ''تحذیر الناس'' اور ''تقویت الایمان'' کتابوں کے سہارے لینے شروع کئے علامہ شاہ احمد نورانی نے برملا کیا کہ عرصہ پہلے ان کے مصنفین کو ہمارے علما کافر قرار دے چکے ہیں اسمبلی میں سناٹا چھا گیا۔ مرزا ناصر بار بار پانی پینے کے علاوہ کچھ نہ کر سکا۔

13۔ مرزا ناصر کے ۳۶۰ سوالات کا علیحدہ علیحدہ جواب دیا گیا۔

14۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کے لاہوری اور قادیانی گروپوں کی طرف سے ایک کروڑ روپیہ کی رشوت کو ٹھکرا کر کہا کہ ہمارا سودا بازار مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکا ہے۔

15۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کروانا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش، نامنظور تحریک' بھٹو کے خلاف یوم سیاہ' آئین سازی میں انقلابی کردار آئین میں مملکت وحکومت کا مذہب اسلام' قادیانی غیر مسلم اقلیت' آئین میں صوبائی خود مختاری کا تعین' سوشلزم کا آئین میں داخل نہ ہونا۔ سربراہِ حکومت کے لئے مسلمان کی شرط کو منظور کروایا۔ آئین میں صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات کا توازن بیش بہا سیاسی مسائل کا عمدہ حل پیش کیا۔

16۔ پارلیمانی لیڈروں کو ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر اپنے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے وقت دیا گیا علامہ شاہ احمد نورانی نے نہایت بیبا کی اور جرأت رندانہ سے حکمران جماعت ذوالفقار علی بھٹو کی وعدہ خلافیوں اور انحراف کو واضح کیا۔

17۔ فوج میں اہلسنت کے بتیس مدارس کی منظوری۔ تنظیم المدارس اہلسنت کی سند کا ایم اے کے برابر تعین۔

18۔ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں دھاندلی کے ذریعے بھٹو حکومت نے ارض پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو روکنے کی ناکام کوشش کی کے خلاف ۱۴ مارچ کو ملک کے مسلمان سراپا احتجاج بن کر میدان عمل میں نظام مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے اخلاص دکھانے آئے قائد اہلسنت علامہ شاہ

احمد نورانی کو گھوڑی خیرو جیل (سندھ) میں جو گرم ترین علاقہ ہے بجلی اور پنکھے کی سہولت کے بغیر رکھا گیا۔ بلکہ پانی کی بنیادی سہولت سے بھی محروم رکھا گیا۔ اس کے باوجود آپ نے واضح کیا کہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہم ان تکالیف کو بخوشی قبول کرتے ہیں۔

19۔ صاحبزادہ امین الحسنات بھیروی کے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کا مسئلہ حل کروایا۔

بھٹو دور میں دو دفعہ قاتلانہ حملہ ہونے کے باوجود آپ مستقل مزاجی سے حق بات کہتے رہے۔

20۔ مئی ۱۹۷۸ء میں جب علامہ شاہ احمد نورانی نے کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے میئر کی جانب سے استقبالیہ میں "اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے"۔ کے زیر عنوان انگریزی میں خطاب کیا۔ کیپ ٹاؤن کے میئر نے علامہ نورانی کو "سفیر اسلام" کا خطاب دیا۔

21۔ بھٹو دور کے بعد ضیاء الحق کے مارشل لاء دور میں بھی گیارہ سال انہوں نے بے باک، نڈر لیڈر کا حق ادا کیا۔ غیر منتخب وزارت قبول نہ کی پجارو پرمٹ پلاٹ کی بجائے جمہوریت کی بالا دستی کے لئے کوشاں رہے ورلڈ اسلامک مشن کے نام سے ہر قصبہ اور شہر پہنچ کر پیغام پہنچایا۔

22۔ سیاچین گلیشیئر پر بھارت قبضہ کے مسئلہ کو عوام الناس میں اجاگر کر کے سیاست دانوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ مارشل لائی آمروں کی کلی عوام کے سامنے سب سے پہلے آپ نے کھولی۔

23۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے عراق۔ ایران جنگ بند کروانے کے لئے "ایشیا کے واحد نمائندے کی حیثیت سے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری سے مذاکرات کئے۔

24۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے بغداد شریف کی حنفی یونیورسٹی کی نصابی کمیٹی کا رکن ہونے کی حیثیت سے حنفی طلبہ کے داخلے کی تحریک چلائی اور انقلابی کردار ادا کیا۔

25۔ ضیاء الحق کے مارشل لائی دور میں پاکستان میں عصبیت کی فضا عام ہوئی لسانی تنظیموں کو منظم کیا گیا۔ ہیروئن اور کلاشنکوف نسل نو کو تباہ کرنے کے لئے تیار کی گئی۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے برملا ان ملکی و عوامی مسائل کو حل کرنے کی تجاویز دیں۔ حکومت وقت کی مذمت کی۔

26۔ مسلم قومیت کے سب سے مستقل مزاج علمبردار ثابت ہوئے۔ پاکستانیت پر زور دیتے رہے۔ لسانی تنظیموں کی طرف سے دو دفعہ قاتلانہ حملہ کے باوجود اپنی مسلم قومیت میں فکر محسوس کرتے ہیں۔

27۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے تمام ملکی سیاستدانوں سے پہلے ہندوستانی تخریب کاروں کی

پاکستان میں داخلہ کی نشاندھی کرتے ہوئے پاک بھارت باڈر بند کرنے کا مطالبہ کیا۔

28۔ علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جمعیت علماء پاکستان پہلے کی نسبت اب چاروں صوبوں میں عوامی آواز بنی ہے با اصول۔ فکر حریت کے حوالہ سے دانشور طبقوں میں پہچانی جاتی ہے۔

29۔ عالمی سطح پر عرصہ دراز سے ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام آپ ایک ماہنامہ نکالتے ہیں جس کا نام "دی میسج" ہے۔ جو بیک وقت عربی اور انگریزی میں شائع ہوتا ہے آپ اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ آپ نے کراچی میں اسلامک انفرمیشن سنٹر قائم کر رکھا ہے۔

30۔ ۱۹۷۳ء کا آئین مرتب کرنے والی دستوری کمیٹی میں علامہ شاہ احمد نورانی نے جو تاریخی کردار ادا کیا اس میں ۲۸۰ دفعات کے آئین میں ۲۰۸ ترامیم پیش کیں۔ پھر اختلافی نوٹ بھی لکھا۔

صدر جمعیت العلماء پاکستان، صدر متحدہ مجلس عمل، چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن

بتاریخ 3 جنوری 2004ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بمقام جامع مسجد قاسم خان صدر بازار لاہور چھاؤنی

**زیر صدارت**

حضرت علامہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب
ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، لاہور

**تلاوت**

حضرت مولانا قاری احمد خان صاحب بارڈ نی
جامعہ تجوید القرآن

**نعت شریف**

مولانا قاری شاہ محمد صاحب، لاہور چھاؤنی
محترم جناب مظہر حسین صاحب
محترم حافظ محمد ایوب صاحب

**خطابات**

مناظر اسلام پیر طریقت حضرت علامہ قاری سید محمد عرفان شاہ مشہدی
ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت

استاذ العلماء حضرت علامہ خادم حسین رضوی
مدرس جامعہ نظامیہ لاہور

حضرت علامہ مولانا عمر حیات قادری صاحب
چیئرمین مصطفیٰ فاؤنڈیشن

مجاہد ختم نبوت حضرت علامہ غلام حسین کلیالوی صاحب
خطیب مصطفیٰ آباد

حضرت مولانا عبدالحق ظفر چشتی صاحب
مدیر ماہنامہ نور العرفان

**سٹیج سیکرٹری**

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب
مدیر ماہنامہ انوار رضا

**مہمانان گرامی**

محترم پیر محمد اعجاز ہاشمی مرکزی سیکرٹری اطلاعات جے یو پی
محترم سردار محمد خان لغاری صاحب راہنما جے یو پی
محترم شیخ مشتاق احمد صاحب صدر بازار
محترم ممتاز احمد طاہر صاحب چیف ایڈیٹر روزنامہ آفتاب
حضرت مولانا حافظ خان محمد صاحب، والٹن لاہور
محترم جناب عبدالستار غازی صاحب راہنما جے یو پی

محمد نعیم طاہر رضوی بانی و صدر
اراکین کنز الایمان سوسائٹی دہلی روڈ لاہور کینٹ

ط 6/1422

فون نمبرز: دفتر ~~۳۷۲۹۲۷-۳۷۱۵۹۷~~ ۶۶۸۰۷۵۲-۶۶۱۹۲۷

HEAD. OFFICE 1422/6 DELHI ROAD SADDAR BAZAR LAHORE CANTT.13
POST CODE NO 54810 Ph: ~~371527-373007~~ 6680752-6681927

# کنز الایمان سوسائٹی (رجسٹرڈ)

مرکزی دفتر: ۱۴۲۲/۶-دہلی روڈ، صدر بازار، لاہور چھاؤنی۔ پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

حوالہ نمبر A-021/03 تاریخ 25 فروری 2003

محترم المقام قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ

سلام مسنون۔ مزاج گرامی۔ خداوند کریم کا شکر ہے کہ سینٹ آف پاکستان میں اہلسنت کو آپ کی کامیاب حکمت عملی سے نمائندگی ملی۔ میں اپنی اور کنز الایمان سوسائٹی کے اراکین کی طرف سے آپ کو سینیٹر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ امید واثق ہے کہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق نفاذ نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے شب و روز صرف کریں گے۔

اراکین کی طرف سے سلام

فقط والسلام

محمد نعیم طاہر رضوی
صدر۔ کنز الایمان سوسائٹی
0333-4284340

الدعوة الاسلامية العالمية
World Islamic Mission Pakistan (Trust)
A Religious Missionary Trust, Registration No. 407

محترم جناب محمد نعیم طاہر رضوی صاحب واراکین کنزالایمان سوسائٹی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ آپکی جانب سے ایوان بالا میں سینیٹر منتخب ہونے پر مبارکباد کا پیغام موصول ہوا۔ آپکی محبتوں اور یاد فرمائی پر مشکور ہوں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور حضور پرنور سید العالمین کا صدقہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھ فقیر کو دین متین کی خدمت اور اس ملک میں نظام مصطفیٰ علیہ السلام کے نفاذ کی جدوجہد میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

احباب وپرسان حال کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ دعاؤں کی درخواست ہے۔

والسلام

فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی

شاہ احمد نورانی صدیقی

502-503, 5th Floor, Regency Mall / Uni Shopping Centre, Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi-74400 Pakistan.
Cable : "MESSAGE" G.P.O. Box 2815, Code-74000. Tel : (92-21) 5676400 / 519537 Fax : (92-21) 5682521

ادار یہ روزنامہ نوائے وقت 13 دسمبر 2003ء

## سوادِ اعظم کا فرض

جمعیت علماء پاکستان، متحدہ مجلس عمل، ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ اور سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی وفاتِ حسرت آیات سے جہاں ملک وملت کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے وہاں سواداعظم اہل سنت کی سیاسی حیثیت کو بھی دھچکا لگا ہے کیونکہ اب اس کی سیاسی، دینی و تنظیمی قیادت کے لئے کوئی موزوں اور فعال شخصیت موجود نہیں۔ سوادِ اعظم اہل سنت کے ذمہ داران پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مولانا مرحوم کے مشن کو ان ہی کے انداز میں جاری رکھنے کے لئے کامل اتحاد واشتراک کے ساتھ متفقہ لائحہ عمل وحکمت عملی طے کریں۔ تحریک پاکستان کی تاریخ سے آگاہی رکھنے والے جانتے ہیں کہ برصغیر میں ایک نئی اسلامی ریاست کے وجود میں لانے کے لئے بابائے قوم حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ کا ساتھ سواداعظم اہل سنت و جماعت نے دیا اور اپنی زوردار تائید سے ان پاکستان مخالف مذہبی تنظیموں اور نیشنلسٹ جماعتوں کا مقابلہ کیا جو مسلمانوں کے الگ وطن اور نظریہ پاکستان کی سخت مخالف تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد بھی سوادِ اعظم اہل سنت نے قدآور قائدین کی سیاسی بصیرت کے ذریعے پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی جمہوری ریاست بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

پاکستان کی نظریاتی اساس کے تحفظ اور استحکام کے لئے مسلم لیگ اور سواداعظم اہل سنت دونوں کی فعالیت اس ملک کی ضرورت ہے جسے پورا کرنے کے لئے پاکستان کی دونوں خالق جماعتوں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے تاکہ پاکستان کے وجود کو لاحق تمام اندرونی و بیرونی خطرات سے محفوظ کیا جا سکے اور بلاشبہ اس اہم ترین قومی مقصد کا حصول ماسوا اس کے ممکن نہیں کہ مسلم لیگ اپنے آپ کو مستحکم کرے اور سواداعظم اہل سنت و جماعت 1947ء سے پہلے کی طرح اپنے مشن کو پاکستان کے ایک اسلامی فلاحی و جمہوری ریاست بنانے پر مرکوز کر دے بہتر ہوگا کہ سواداعظم کی نمائندگی کی علمبردار تمام سیاسی و مذہبی تنظیمیں، دھڑے اور افراد مل بیٹھ کر اس صورتحال پر غور کریں اپنی صفوں میں موجود قیادت کی اہل شخصیات کو آگے لائیں اور اس خلا کو پر کریں جو مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا نورانی کے انتقال پرملال سے پیدا ہوا

اداریہ روزنامہ جنگ لاہور 13 دسمبر 2003ء

# مولانا شاہ احمد نورانی کے مقاصد کے حصول کے تقاضے

مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت سے نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ پوری ملت ایک عظیم دینی رہنما، مبلغ اسلام اور سیاسی مدبر سے محروم ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ ان کی خدمات کو قبول کرے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان میں محض ان کے اہل خانہ نہیں بلکہ پوری قوم شامل ہے اور قوم کا ہر فرد ان کی جدائی پر غم زدہ ہے۔ حکمرانوں اور ہر طبقہ فکر کے سیاستدانوں اور دینی رہنماؤں نے ان کے انتقال پر شدید رنج و ملال کا اظہار کرتے ہوئے ملک و ملت کی بہتری کی خاطر ان کی کوششوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ صدر مملکت نے اپنے تعزیتی بیان میں قومی سیاست میں ان کے کردار کو پرزور الفاظ میں سراہتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے انتقال سے ملک ایک اہم سیاستدان، مذہبی اسکالر اور مدبر سے محروم ہو گیا اور یہ خلا آسانی سے پر نہیں ہو سکے گا۔ وزیراعظم نے اپنے پیغام میں مرحوم کی دینی، علمی اور سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی شرافت اور معاملہ فہمی کو دیر تک یاد رکھا جائے گا۔ وزیراعظم نے اعتراف کیا کہ مرحوم نے ملکی سیاست میں مفاہمت کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ حکمراں مسلم لیگ کے صدر اور پارلیمانی لیڈر، چوہدری شجاعت حسین نے ملک میں ایک سال سے جاری آئینی بحران کے حل کے لئے مرحوم کی خدمات کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہ آخری وقت تک اس سلسلے میں اتفاق رائے کے لئے کوشاں تھے۔ مولانا فضل الرحمن، قاضی حسین احمد، اور مجلس عمل میں شامل دوسری جماعتوں کے قائدین کے لئے تو ان کی جدائی بہر صورت ایک عظیم سانحہ ہے، ہی کہ انہیں اپنی جمہوری جدوجہد کے اس مرحلے پر مولانا نورانی جیسی معاملہ فہم اور سب کو ساتھ لے کر چلنے کی اعلیٰ صلاحیت کی حامل شخصیت کی انتہائی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کا بھرپور اظہار ان کے بیانات سے ہو رہا ہے۔ لیکن نورانی کی خدمات کے اعتراف میں ان کے علاوہ بھی تمام سیاسی اور مذہبی مکاتب فکر یکساں طور پر ہم زبان ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اخلاص اور دردمندی کسی کے نزدیک متنازع نہیں ہے۔ پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، متحدہ قومی موومنٹ، تحریک انصاف، ملت پارٹی، مہاجر قومی موومنٹ اور عوامی تحریکِ ـیت ملک کی پوری سیاسی اور دینی قیادت نے ملک و قوم کی بہتری اسلام کے فروغ اور جمہوری اقدار کی ترویج کے لئے مرحوم کی مخلصانہ خدمات کا بھرپور اعتراف کیا

ہے۔ ملک کے عوامی حلقوں میں ان کے انتقال پر صف ماتم بچھی ہوئی ہے اور کروڑوں پاکستانیوں میں سے ہر ایک کے نزدیک یہ اس کا ذاتی غم ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے تمام سوگواران کو صبر جمیل اور ان جمہوری اور آئینی بالادستی کے اصولی مقاصد کی تکمیل کے لئے جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا نورانی بیک وقت جدید وقدیم علوم پر دسترس رکھنے والے اور دین کے ساتھ ساتھ دور حاضر کے تقاضوں سے بھی پوری طرح باخبر منفرد عوامی لیڈر تھے۔ ملک میں اسلامی، آئینی اور جمہوری اقدار کا فروغ ان کا مشن تھا اور اس کے لئے وہ پوری زندگی جدوجہد کرتے رہے۔ آمریت سے انہوں نے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔ مسلک زبان اور علاقے کی بنیاد پر قومی یکجہتی کو نقصان پہنچانے کی ہر کوشش کی انہوں نے بھرپور مزاحمت کی۔ 1970ء کے انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے وہ قومی اسمبلی کے رکن بنے اور اس کے بعد سے دینی امور کے ساتھ ساتھ جس میں دنیا کے ساٹھ سے زیادہ ملکوں میں اسلام کی تبلیغ کا کام بھی شامل ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ سیاسی معاملات میں بھی قوم کی بھرپور رہنمائی کرتے رہے۔ 1973ء کے آئین کی شکل میں ملک کے لئے متفقہ دستور کی تیاری میں ان کا کردار بہت نمایاں ہے۔ قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دینے اور ختم نبوت سے متعلق قانون سازی میں بھی انہوں نے بنیادی کردار ادا کیا۔ اس کے بعد تمام ادوار حکومت میں وہ جمہوریت کے فروغ واستحکام کے لئے کوشاں رہے۔ ملک سے فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں نتیجہ خیز کوششیں ہوئی۔ ان ہی کے نتیجے میں پہلے ملی یکجہتی کونسل اور پھر متحدہ مجلس عمل کی تشکیل ہوئی۔ دونوں تنظیموں کی سربراہی ان ہی کے حصے میں آئی۔ دینی جماعتوں نے متحدہ مجلس عمل کی صورت میں متحد ہو کر گزشتہ انتخابات میں زبردست کامیابی حاصل کی۔ مرکز میں ایک بڑی پارلیمانی جماعت کی حیثیت حاصل کرنے کے علاوہ صوبہ سرحد میں دینی جماعتوں کا یہ اتحاد کسی دوسری جماعت کے اشتراک کے بغیر اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہوا جبکہ بلوچستان میں اس نے مسلم لیگ کے ساتھ مخلوط حکومت میں شرکت کی۔ اس طرح مولانا نورانی کی قیادت میں دینی جماعتوں کے اتحاد سے اس تاثر کا بھی ازالہ ہو گیا کہ دینی قوتیں فرقہ واریت کا شکار ہیں اور ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔

متحدہ مجلس عمل کی اس پارلیمانی پوزیشن نے اسے آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کی جدوجہد میں نہایت اہم کردار ادا کرنے کا موقع دیا۔ مولانا نورانی کی قیادت میں مجلس عمل نے عسکری قیادت سے جمہوری طاقتوں کے آئینی معاملات پر اختلافات کو احتجاج اور تشدد کے بجائے بات چیت اور افہام وتفہیم

سے طے کرنے کی مدبرانہ راہ اختیار کی۔ ایک سال تک جاری رہنے والے مذاکرات میں بار بار نہایت صبر آزما مراحل آئے لیکن مجلس عمل نے مولانا نورانی کی سربراہی میں کام کرتے ہوئے تحمل اور بردباری کی روش اپنا کر معاملات کو تشدد کی راہ پر جانے سے روکے رکھا۔ یہ سیاسی مذاکراتی جدوجہد اب اپنے حتمی مراحل میں ہے۔ حکومت اور مجلس عمل دونوں کا کہنا ہے کہ ایل ایف او پر تمام اختلافات طے پا گئے ہیں۔ اور آئینی ترامیم کا متفقہ مسودہ قومی اسمبلی میں حکومت اور مجلس عمل کی جانب سے چند روز کے اندر مشترکہ طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ایک آخری مرحلے میں مجلس عمل سے مبینہ طور پر اس پیکج کے بدلے صدر کو اعتماد کا ووٹ دینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ جبکہ مجلس عمل نے اسمبلی میں آئینی پیکیج پیش کرنے کے لئے 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن دے رکھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر اس سے پہلے پہلے آئینی ترامیم کا متفقہ مسودہ اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا تو پھر اعلان کردہ تاریخ سے پورے ملک میں احتجاجی تحریک شروع کر دی جائے گی۔ فی الوقت حکومت اور مجلس عمل دونوں اپنے اپنے موقف پر قائم ہیں۔ مجلس عمل کے لئے مولانا نورانی کے انتقال کے بعد بھی اپنے بیانات میں اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی جبکہ صدر مملکت نے جمعرات کو کوئٹہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ تحریک چلانے کی دھمکیوں میں دم نہیں ہے۔ صدر کا کہنا ہے معاملات بات چیت سے طے پا رہے ہیں۔ اس لئے اس عمل کو جاری رہنا چاہے تاہم 18 دسمبر کی دھمکیاں دینے والے جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ کر کے دیکھ لیں۔ یہ صورت حال یقینی طور پر اچھی نہیں ہے۔ جب اب تک سارے اختلافی امور بات چیت سے طے پا چکے ہیں تو اب آخری مرحلے پر کشیدگی اور شدت پسندی کی راہ اختیار کر کے سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دینا آخر کہاں کی دانش مندی ہے۔ یہ راستہ نہ تو حکومت کو اختیار کرنا چاہئے نہ مجلس عمل یا کسی اور کو۔ حکومت اور مجلس عمل دونوں ہی کا فرض ہے کہ آئینی سمجھوتے کے اس حتمی مرحلے میں کسی جانب سے بھی ایسی زبان استعمال نہ کی جائے اور ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جو دوسرے فریق کے لئے اشتعال کا سبب بن سکتا ہو۔ اب تک جو اتفاق رائے ہوا ہے وہ نہایت قیمتی ہے اور قوم کے محفوظ مستقبل کی ضمانت ہے۔ اسے کسی غیر محتاط روئے سے ہرگز ضائع نہیں کیا جانا چاہئے۔ مولانا نورانی آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے جس مشن کے لئے کوشاں رہے۔ اس کی تکمیل پوری قوم خصوصاً ملک کی سیاسی قوتوں کی ذمہ داری ہے۔ اور اس کے لئے کشیدگی، جذباتیت اور غصے کے بجائے وہی اعتدال پسندی اور جذبہ مفاہمت درکار ہے۔ جس کا سبق ہمیں مولانا نورانی کی زندگی سے ملتا ہے۔

ادا یہ روزنامہ ایکسپریس

# آہ! مولانا شاہ احمد نورانی
# موت العالم موت العالم

11 دسمبر بروز جمعرات جمعیت علمائے پاکستان کے امیر مولانا شاہ احمد نورانی ایک بجے بعد دوپہر اسلام آباد کے پولی کلینک میں حرکت قلب بند ہو جانے کے بعد 78 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ یوں وہ زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سیاسی زندگی میں گزشتہ 33 برس سے بلاخوف وخطر متحرک رہی۔ دینی اعتبار سے دیکھیں تو مرحوم کی خدمات کا دائرہ ساٹھ برس سے بھی زیادہ عرصے پر محیط نظر آتا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم سیاست میں شرافت کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ زبان میں انتہائی حلاوت اور کردار میں بے پناہ شرافت جوان کی عالی نسبی پر دلالت کرتی تھی کہ ان کے والد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھ سے اپنے وقت کے نہ صرف یہ کہ ایک جید عالم تھے بلکہ ان کی علمی اور تبلیغی دھاک سے ایک زمانہ واقف تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ نظریاتی جہاد میں بسر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغ کے ذریعے 45 ہزار سے زائد غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اس کی گواہی فلپائن میں پاکستان کے ایک سابق سفیر اور معروف صحافی وسیاستدان پیر علی محمد راشدی نے بھی اپنی ایک اخباری تحریر میں دی تھی کہ مولانا نے ہزاروں افراد کو فلپائن میں اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا۔ برناڈ شاہ کے ساتھ ان کا اسلام کے موضوع پر مباحثہ ہوا۔ روایت ہے کہ برناڈ شا اسلام کے مکمل اور بہترین مذہب ہونے کا قائل ہو گیا۔ جن دنوں تحریک قیام پاکستان زوروں پر تھی۔ ہندو کانگریس کانگریسی مولویوں کو اسلامی ممالک میں اس مشن پر بھیجتی تھی کہ وہ اسلامی ملکوں کے حکمرانوں، سرکاری اعمال اور عوام کو بتائیں کہ پاکستان کا قیام مسلمانوں کے لئے مہلک ثابت ہوگا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم نے جو علمائے کرام اس پروپیگنڈے کے توڑ کے لئے مسلمان ممالک میں بھیجے تھے۔ ان میں مولانا شاہ احمد نورانی کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی بھی شامل تھے انہوں نے اس محاذ پر بھی انتھک کام کیا۔ ویسے علمائے اہل سنت والجماعت نے قیام پاکستان کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ اور آج بھی ان کی مساجد اور مدارس میں اس بات پر فخر کیا جاتا ہے اور وہاں طلبہ اور عامۃ الناس کے سامنے قائداعظم اور علامہ اقبال کے فضائل بھی

بیان کئے جاتے ہیں۔ یہ چیز مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو ورثے میں ملی تھی جوان کا سیاسی عقیدہ بن گئی۔

پاکستان میں ان کی 33 سالہ سیاسی زندگی پاکستان اور قائداعظم کے ساتھ محبت اور عقیدت کے زمزموں سے سیراب نظر آتی ہے۔ مولانا نورانی ایک اصولی سیاستدان تھے۔ وہ اس لحاظ سے علامہ اقبال کے پیرو تھے کہ دین کو اگر سیاست سے الگ کیا جائے تو وہاں چنگیزیت کے سوا کچھ نہیں بچتا بلکہ مولانا زندگی کے ہر شعبے میں دین اسلام کی بالادستی کے حامی تھے۔ ان کی حیات مستعار دین و دنیا کا ایک حسین امتزاج تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی 78 برس قبل میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ 8 برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ نیشنل عربیک کالج میرٹھ سے گریجویشن کیا۔ عربی فاضل الہ آباد یونیورسٹی سے اور درس نظامی کی سند دار العلوم عربیہ میرٹھ سے لی۔ والد بزرگوار کی رحلت کے بعد 1954ء میں تبلیغ دین کا فریضہ سنبھالا۔ 1955ء میں جامعۃ الازہر کی دعوت پر مصر گئے۔ 1959ء میں مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا۔ 62ء میں شمالی نائیجیریا کے وزیراعلیٰ احمد و بیلو شہید کی عوت پر چار ماہ تک وہاں تبلیغی دورہ کیا۔ 1970ء کے عام انتخابات کے لئے سیاسی سرگرمیوں کا اعلان ہوا تو مولانا نورانی نے سوچا کہ اسلامی آئین کے لئے جو باتیں ہم منبر و محراب سے کہتے ہیں وہی آواز وہاں جا کر کیوں نہ اٹھائی جائے جہاں آئین سازی اور قانون سازی ہوتی ہے۔ یوں انہوں نے جمعیت العلمائے پاکستان کے ٹکٹ پر کراچی سے انتخابات میں حصہ لیا۔ کامیاب ہوئے اور قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر انہیں جمعیت گروپ کا پارلیمانی لیڈر منتخب کیا گیا۔ وہ اس بات کے حامی تھے کہ حکومت اکثریتی پارٹی کا حق ہے لیکن اس قت کے حکمرانوں کے عزائم ہی کچھ اور تھے۔ بعد ازاں قومی اسمبلی اور جلسہ ہائے عام میں مولانا کلمہ حق بلند کئے رکھا۔ بھٹو صاحب کے خلاف 9 سیاسی جماعتوں کے پاکستان قومی اتحاد میں ان کی جمعیت علمائے پاکستان بھی شامل تھی۔ اس تحریک کے نتیجے میں آرمی چیف جنرل ضیاء الحق اقتدار پر قابض ہوئے۔ مولانا نے کئی دوسرے سیاسی قائدین کے برعکس جنرل ضیاء کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا اور بدستور ملک میں انتخابات کرانے پر زور دیتے رہے۔ جنرل ضیاء الحق کے بارے میں ان کا کہنا تھا ''جنرل ضیاء الحق نے ملک کو نہ صرف جمہوریت بلکہ اسلام سے بھی دور کر دیا''۔ زندگی کے آخری ایام میں بھی ان کا اصولی مؤقف یہی رہا کہ ''اسلامی نقطہ نظر سے فوج کا سیاست میں کوئی کردار نہیں ہونا چاہئے''۔ اور یہ کہ ''خلافت راشدہ کے پورے دور میں فوج سول انتظامیہ سے ہدایت لیتی رہی''۔ اس نقطہ نظر کے تحت گزشتہ برس کے عام انتخابات میں ان کی جماعت متحدہ مجلس عمل کا حصہ بنی اور مولانا کو اس کا صدر منتخب کیا گیا اور مجلس عمل کے ٹکٹ پر وہ سینیٹر منتخب ہوئے۔

مولانا کی رحلت سے جہاں ملکی سیاست ایک دیندار با اصول اور جری سیاستدان سے محروم ہوگئی وہاں دینی حلقوں میں بھی ایک خلا پیدا ہوگیا ہے کیونکہ مولانا مرحوم ملک کے اندر سیاسی مصروفیوں کے ساتھ ساتھ اندرون و بیرون ملک تبلیغی سرگرمیوں میں بھی پوری شد و مد کے ساتھ مصروف رہتے تھے۔ اور ان کا حلقہ ارادت اندرون ملک ہی نہیں بیرون ملک بھی تھا۔ وہ تبلیغ کے کام کو کسی طور پس پشت نہ ڈالتے اسی مقصد کے لئے انہوں نے 1972ء میں مکہ مکرمہ کے مقام دار الارقم میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی۔ مولانا شائد ملک کے واحد سیاست دان اور عالم دین تھے۔ جنہیں عربی، فارسی، انگریزی، فرانسیسی، سواحلی سمیت سات زبانوں پر دسترس حاصل تھی۔ القصہ، مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر یہ عربی محاورہ صادق آتا ہے موت العالم موت العالم یعنی عالم کی موت جہان کی موت ہے کیونکہ ان جیسی ہستی کا خلاء مدتوں محسوس کیا جائے گا۔

روزنامہ ایکسپریس 12 دسمبر 2003ء

---

## امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

## حالت موت میں میاں بیوی کے معاملات

**مسئلہ** ہندوستان کے لوگوں کا دستور ہے کہ جب عورت کی حالت نزع ہوتی ہے تب اس کے شوہر کو اس کے پاس نہیں جانے دیتے اور اس کا شوہر حالت نزع میں اس کے پاس نہیں جاتا اور اس کی تکفین و تدفین میں بھی شوہر کو شریک نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اب اس کا رشتہ ٹوٹ گیا آیا یہ فعل ان کا جائز ہے یا ناجائز؟

**الجواب** جب تک جسم زن میں روح باقی ہے اگرچہ حالت نزع ہو بلاشبہ اس کی زوجہ ہے اور اس وقت شوہر کو پاس نہ آنے دینا ظلم ہے۔ اور اسی وقت سے رشتہ منقطع سمجھ لینا سخت جہل ہے۔ اور بعد موت زن بھی شوہر کو دیکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ ہاتھ لگانا منع ہے۔ کما نص فی التنویر والا رو غیرہما واللہ تعالٰی اعلم

فتاوی رضویہ صفحہ ۱۲۱ جلد نمبر ۴

ادار یہ

## مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم سے عقیدت کا تقاضا

گزشتہ ہفتے مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت سے پاکستان ہی نہیں پوری اسلامی دنیا ایک ایسے عظیم مدبر، مبلغ اور دینی وسیاسی رہنما سے محروم ہوگئی جس نے فروغ اسلام اتحاد امت اور عوامی حقوق کے لئے جدوجہد کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا تھا۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑا نقصان ہے مگر ہم سب کو بالا آخر اپنے رب ہی کے پاس لوٹ کا جانا ہے۔ کامیاب وہ ہے جو دنیا میں اُس کی رضا کے مطابق زندگی گزار کر اُس کے حضور پہنچے۔ کسی کے حق میں خلق کی گواہی کو رضائے الٰہی کی نشانی بتایا گیا ہے۔ مولانا نورانی اس کسوٹی پر قابل رشک حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ قوم کا ہر طبقہ دین وملت سے ان کے اخلاص اور سیاست میں ان کی دیانت کی گوہی دے رہا ہے۔ وہ ہر دور میں اسلام و جمہوریت اور آئین کی بالادستی، عوامی حقوق کی بحالی اور فرقہ وارانہ منافرت کے خاتمہ کے لئے کوشاں رہے۔ ان کی قیادت میں مجلس عمل اور حکومت نے تقریباً ان تمام اختلافات کا متفقہ حل تلاش کر لیا تھا۔ جن کے سبب ملک میں سال بھر سے آئینی بحران جاری ہے مگر اب محاذ آرائی کے آثار نمایاں ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح اب تک مفاہمت سے سارے معاملات طے پائے ہیں اسی طرح کامیابی کے ساتھ ان کی تکمیل بھی ہو۔ یہ حکومت مجلس عمل اور عسکری قیادت سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم ومغفور سے جس عقیدت اور محبت کا اظہار ان میں سے ہر ایک نے کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ان ہی کی طرح تدبر اور مفاہمت سے کام لیتے ہوئے عوام کو کسی نئے اور شدید تر بحران میں مبتلا کرنے کے بجائے آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کے قیام کی شکل میں انہیں ان کے حقوق کی مکمل بحالی کا تحفہ پیش کیا جائے۔

ہفت روزہ اخبار جہاں 22 تا 28 دسمبر

---

### عمامہ اور نماز

**مسئلہ** اگر مقتدی عمامہ باندھے ہوں اور امام کے سر پر عمامہ نہ ہو تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔

**الجواب** نماز بلا تکلف درست ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**عرفان شریعت صفحہ ۷**

ادار یہ ہفت روزہ ندائے ملت لاہور

# مولانا شاہ احمد نورانی کی رحلت

مولانا شاہ احمد نورانی قوم کو داغِ مفارقت دے گئے۔ مولانا کے ملکِ عدم سدھار جانے کا سن کر دیدہ و دل کا خون ہو جانا لازم ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی موت محض ایک سیاستدان ہی کی موت نہیں، اُن کے اٹھ جانے سے ملک کا ایک عظیم روحانی پیشوا' بین الاقوامی حیثیت کا حامل مذہبی سکالر' نظریہ پاکستان کا علمبردار' دین اسلام کا نامور مبلغ' قوم کا درد رکھنے والا رہنما اور امام اہلسنت اسلامیانِ پاکستان سے چھن گیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی دین اسلام کا پرچم بلند رکھنے والے ایک عظیم علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اُن کے دادا محترم مولانا عبدالحکیم میرٹھ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا شمار وقت کے جید علمائے کرام میں ہوتا تھا جبکہ مولانا شاہ احمد نورانی کے والد مولانا عبدالعلیم صدیقی کا شمار بھی برصغیر پاک و ہند میں چوٹی کے علمائے کرام میں ہوتا تھا جو اس خطے کے عالمِ بے مثل اور روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ سے بیعت تھے اور بعد میں اعلیٰ حضرت بریلویؒ نے انہیں خلافت بھی عطا کی تھی۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے اس خانوادے کی ملی اُمنگوں سے ہم آہنگ خدمات اور سوچ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بابائے قوم حضرت قائداعظم کی زیر قیادت غیر منقسم ہندوستان میں قیام پاکستان کی عہد آفریں تحریک اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی تو اغیار کے ساتھ ساتھ اپنوں نے بھی اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ان میں بعض نام نہاد علماء بھی تھے جن کی ریشہ دوانیوں کا توڑ کرنے کے لئے اہلسنت والجماعت کے علمائے کرام کی طرف سے بنارس میں آل انڈیا سُنی کانفرنس بلائی گئی۔ اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کے والدِ گرامی مولانا عبدالعلیم صدیقی نے تحریک پاکستان کی حمایت میں زبردست تقریر کی اور اسی کانفرنس میں حضرت قائداعظمؒ کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے تحریک پاکستان کی حمایت کی گئی۔ گویا مولانا شاہ احمد نورانی برصغیر کے انہی علمائے حق کے سلسلے کی ایک اہم کڑی تھے جنہوں نے قیام پاکستان سے پہلے اور اس کے بعد بھی اپنے آباؤ اجداد کی درخشاں روایات کی پیروی کرتے ہوئے سوادِ اعظم کی تمناؤں کی روشنی میں حق و صداقت کی آواز بلند کرنے میں کسی بھی لمحے گریز نہ کیا۔ ان کی دینی خدمات کا سلسلہ کم و بیش دو تہائی صدی پر محیط ہے۔ اس

دوران مولانا نے کرۂ ارض کے بیشتر ممالک کے متعدد دورے کیے اور وہاں تبلیغ دین کا فرض ادا کرتے ہوئے ہزاروں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ متعدد ممالک میں مساجد اور اشاعت دین کے اداروں سمیت مدرسے بھی قائم کیے اور تبلیغ دین کی اشاعت کے لئے مولانا نے ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد بھی رکھی جس کی ایک عالمی کانفرنس میں اُنہیں اس کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی زندگی ایک تہائی صدی پر محیط ہے۔ وہ پہلی بار 1970ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ مولانا 1973ء کے دستور کی تدوین کے موقع پر دستوری کمیٹی کے رکن بنائے گئے اور اس حیثیت سے ملک کے اس متفقہ دستور کی تشکیل میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس دستور کو اسلامی بنانے کے لئے مولانا نے دوسو ترامیم پیش کیں۔ انہی دنوں مولانا شاہ احمد نورانی پاکستان کے سیاسی اُفق پر آفتاب بن کر اُبھرے اور ان کی سیاسی فہم وبصیرت کا ملک میں ہر سیاسی مکتبِ فکر کی طرف سے اعتراف کیا گیا کیونکہ مولانا کی سیاسی سوچ اور فکر کا محور نظریہ پاکستان اور حضرت قائدِ اعظم کے سیاسی تصورات اور فرمودات تھے۔ انہوں نے اپنے قول وفعل سے ثابت کیا کہ وہ نظریہ پاکستان کی روشنی میں حضرت قائدِ اعظم کے فرمودات کے مطابق ملک میں اسلامی جمہوری نظام کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔ انہی کی مساعی سے 1973ء کے آئین میں پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دینے کی کوشش کامیاب ہوئی۔ مولانا شاہ احمد نورانی جمہوری اقدار کی سربلندی کے لئے ذوالفقار علی بھٹو کی بلامقابلہ وزیراعظم بننے کی خواہش کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے حزبِ اختلاف کے فیصلے کے مطابق بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا۔ اگرچہ انہیں صرف 32 ووٹ ملے مگر ان کی جرأت وبہادری کی ملک بھر میں داد دی گئی کہ انہوں نے اس وقت بھٹو کا مقابلہ کیا جب کوئی دوسرا اس کے لئے تیار نہ تھا۔ پھر 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کا شرف بھی مولانا ہی کو حاصل ہوا۔

1974ء میں بھٹو حکومت نے بلوچستان کے عوام کے خلاف فوج استعمال کرنے کی پالیسی پر عمل کیا تو ملک میں حزبِ اختلاف کی جماعتوں نے حکومت کے اس اقدام کے خلاف سرگرم عمل ہونے کے لئے متحدہ جمہوری محاذ کے نام سے سیاسی اتحاد بنایا‘ اس کے قیام میں مولانا شاہ احمد نورانی نے کلیدی کردار ادا کیا۔ بالآخر یہ سیاسی اتحاد نہ صرف اپنے مقصد میں کامیاب ہوا بلکہ اس کی سرگرمیوں نے عوام کے دلوں سے بھٹو حکومت کا خوف اتار دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی جمہوریت پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ وہ ملک میں جمہوریتِ کاملہ کی بحالی کے لئے آخری دم تک سرگرم رہے اور اس سلسلے میں وقت کے ہر آمر اور طالع آزما کے خلاف ڈٹے رہے۔ انہوں نے کبھی اصولوں کا سودا نہ کیا۔ نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ مولانا شاہ احمد نورانی کی جماعت جمعیت علماء پاکستان کا منشور تھا، جس کے لئے انہوں نے خود کو وقف کیے رکھا۔ مولانا نے ہر سطح اور ہر محاذ پر نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی کوششیں جاری رکھیں، نہ اس راہ میں کبھی لچک دکھائی نہ حق وصداقت کا پرچم سرنگوں ہونے دیا۔ ایک ایسے موقع پر جب پاکستان میں 1973ء کے آئین کو اس کی اصل حالت میں لانے اور جمہوریتِ کاملہ کی بحالی کی جدوجہد جاری ہے، مولانا شاہ احمد نورانی کی ناگہانی موت ایک قومی المیہ ہے۔ اس سے قومی سیاست میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید مدتوں پورا نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

## امام احمد رضا نے فرمایا

## آخری چہار شنبہ کی حقیقت

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس دن صحت پائی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے **اخرار بعا من الشھر یوم نحس مستمر** اور مروی ہوا ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے۔ بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

احکام شریعت صفحہ ۲۰۳ حصہ دوم

ادار یہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور 13 تا 19 دسمبر 2003ء

# مولانا شاہ احمد نورانی کا سانحہ ارتحال

ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ ممتاز عالم دین وسیاستدان، جمعیت علماء پاکستان کے رہنما متحدہ مجلس عمل کے صدر اور سینیٹر مولانا شاہ احمد نورانی پچھلی جمعرات کو اسلام آباد میں دل کا دورہ پڑنے سے اچانک انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ تین ماہ پیشتر اسلام آباد میں ہی ایم آر ڈی کے سربراہ نواب زادہ نصر اللہ خان سیاسی مصروفیات کے عین وسط میں دل کا دورہ پڑنے سے اچانک چل بسے تھے اور اب ایسا ہی سانحہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ کے ساتھ پیش آیا ہے۔ مولانا نورانی اتوار کو کراچی سے اسلام آباد تشریف لائے، مجلس عمل کے اہم اجلاس کی صدارت فرمائی اور ایل ایف او کے بارے میں دوسرے سیاسی رہنماؤں کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرنے والے تھے کہ دوران غسل ان کو دل کا شدید دورہ پڑا اور کسی قسم کی طبی امداد ملنے سے پہلے ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مولانا شاہ احمد نورانی 1926ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی اپنے علاقہ کے مشہور عالم دین تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ 8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور بعد میں درس نظامی کے علاوہ یونیورسٹی سے ڈگری بھی حاصل کی۔ اردو، انگریزی، عربی، پنجابی، سندھی، وغیرہ کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انتقال کے وقت مولانا کی عمر 78 سال تھی۔ ان کے انتقال سے ملکی سیاست میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے۔ مشکل سے پر ہوتا نظر آتا ہے۔ وہ ایک باغ، و بہار مرنجان مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کی رحلت کے بعد نورانی میاں کی وفات سے پاکستان کا سیاسی منظر اُجڑا اُجڑا سا دکھائی دینے لگا ہے۔ مولانا تقریباً ربع صدی تک پاکستان کے سیاسی افق پر ایک روشن ستارے کی مانند جگمگاتے رہے۔ اور اپنے آخری سانس تک پاکستان میں آئین اور جمہوریت کی بالادستی کے لئے کوشاں رہے۔ وہ ایک تجربہ کار پارلیمینٹیرین اور ممتاز مذہبی رہنما تھے۔ ان کی خوش لباسی، خوش گفتاری، منہ میں پان کی گلوری اور ہمہ وقت ہنستا مسکراتا چہرہ ان کی باوغ و بہار شخصیت کی پہچان تھی۔ درس نظامی کے فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ وہ الہ آباد یونیورسٹی کے گریجوایٹ بھی تھے۔ اپنی طالب علمی کے زمانہ میں وہ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن رہے۔ 1973ء کے آئین کی تیاری کے وقت مولانا کا کردار خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ انہوں نے سوشلزم، جمہوریت کے

علمبرداروں اور اسلام پسند قوتوں کے درمیان سمجھوتے کو عملی شکل دینے میں بھرپور حصہ لیا۔ جون 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں جب قرارداد پیش کی گئی تو مذہبی جماعتوں کو ان کے مسلکی اختلافات کے باوجود ایک پلیٹ فارم پر متحد رکھنے مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک کی معیت میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی گھت بنانے اور اسمبلی سے یہ بل منظور کرانے کے لئے مولانا کے تاریخی کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے ملی یکجہتی کونسل کی بھی بنیاد رکھی تھی اور بعد میں یہی کونسل متحدہ مجلس عمل کے قیام کا باعث بنی۔ ان کی وفات سے ملک کی سیاسی قیادت ایک تجربہ کار سیاسی رہنما اور قد آور شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے اور زندگی بھر کسی مسلکی اختلاف یا بحث میں نہیں اُلجھے۔ وہ ہمیشہ شرافت اور تہذیب کے دائرہ میں رہ کر اپنے اختلاف کا اظہار کیا کرتے تھے۔ تمام زندگی اصولی سیاست پر گامزن رہے مولانا شاہ احمد نورانی کی رواداری کی اسی خوبی کی بناء پر ہی انہیں چھ مختلف الخیال مذہبی جماعتوں کے اتحاد کا سربراہ چنا گیا یہاں تک کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی ان کے کردار اور شخصیت کو سراہتے ہوئے سینٹ کے انتخابات میں ان کی حمایت میں ووٹ ڈالا۔ وہ 1973ء کے آئین کے بانیوں میں سے تھے اور آخری دم تک اس کی بحالی کے لئے سرگرم رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی شاہی مسجد میرٹھ کے خطیب مولانا عبدالحکیم جوش کے پوتے تھے جن کے بھائی اسماعیل میرٹھی اردو زبان کے بلند پایہ شاعر، ادیب اور نعت گو مانے جاتے ہیں۔ مولانا نہ صرف پاکستان بلکہ اسلامی دنیا میں انتہائی قابل احترام اور مقبول لیڈر تصور کئے جاتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ امن و آشتی، اسلامی بھائی چارے، اتحاد بین المسلمین اور حق و انصاف کا علم بلند کئے رکھا۔ بلاشبہ ان کے انتقال سے ملت اسلامیہ عظیم نقصان سے دوچار ہوئی ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم نے پاکستانی سیاست، علمی اور دینی میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ 1973ء کے آئین کے نفاذ کے بعد انہوں نے بھٹو کے مقابلہ میں وزیر اعظم کے انتخاب میں بھی حصہ لیا۔ پاکستان میں انہوں نے فرقہ واریت کے خلاف تمام مکاتیب فکر کے علماء کو یکجا کرنے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ قدرت نے انہیں فکری اور نظری تبحر کے ساتھ ساتھ بے مثال خطابت کے جوہر سے بھی نوازا تھا۔ ملک کی نظریاتی تحریکوں اور آئین سازی میں مولانا کا ناقابل فراموش کردار اب تاریخ کا حصہ ہے۔ ان کی شرافت دیانت اور معاملہ فہمی کا ہر کوئی معترف تھا۔ انہوں نے اپنی جماعت

جمعیت علماء پاکستان کو عوامی جماعت بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اپنی پارٹی کو حکومتی کاسہ لیس علماء کے چنگل سے دور رکھا اور ہر جابر سلطان کے سامنے ہمیشہ کلمہ حق بلند کیا۔ وہ ان چند سیاستدانوں میں سے تھے جو سابقہ مشرقی پاکستان میں فوجی ایکشن کے مخالف تھے اور مجیب الرحمٰن کے ساتھ سیاسی تصفیہ کے حق میں تھے۔ اسی طرح انہوں نے بھٹو کے سخت مخالف ہونے کے باوجود جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کی بھی بلا خوف مخالفت اور مذمت کی اور یہی رویہ انہوں نے پاکستان کے موجودہ غیر منطقی، غیر اخلاقی اور غیر آئینی مطلق العنان فوجی حکمران کے خلاف اپنا رکھا تھا اور اس پر کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ وفات سے چند لمحے پہلے متحدہ مجلس عمل کے سربراہی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے برملا اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ وہ وردی پر کوئی سمجھوتہ کریں گے اور نہ ہی اس نام نہاد وردی والے کو اعتماد کا ووٹ دیں گے اور نہ ہی اس حوالے سے آئین میں کوئی ترمیم کرنے دیں گے۔ مولانا نے حال ہی میں اپنا ایک گھر بنوایا تھا۔ زندگی بھر کرائے کے فلیٹ میں رہے حالانکہ ان کے حلقہ ارادت میں بڑے بڑے سرمایہ دار شامل تھے۔

بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے کے باوجود ان کی قیادت میں دیوبندی، شیعہ، اور اہل حدیث علماء کا سیاسی اتحاد برقرار رکھنا ان کی اعتدال پسندی، تمام مسالک میں احترام اور معاملہ فہمی کا بین ثبوت ہے ان کے برے سے بڑے مخالفین بھی ان کی اصول پرستی اور سیاسی بصیرت کے قائل تھے۔ وہ معدودے چند ان علماء اور سیاستدانوں میں سے تھے جن کے دامن پر حکمرانوں کی مراعات اور نوازشات کا کوئی داغ اور دھبہ نہیں لگایا جا سکتا۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ آمین

آئندہ شمارہ اپریل میں ان شاء اللہ
انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر ہوگا۔

## ملکی وملی مسائل پر امیر تنظیم اسلامی (ڈاکٹر اسرار احمد) کا اظہار رائے
## مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں خطابات جمعہ کے آئینہ میں

# ''مولانا نورانی کی موت ایک عظیم قومی سانحہ ہے''

## 12 دسمبر 2003ء کے خطاب جمعہ کا پریس ریلیز

مولانا شاہ احمد نورانی دین وقرآن سے والہانہ تعلق رکھنے والے درویش منش انسان تھے۔ ان جیسے کسی عالم کی موت واقعتاً ایک جہان کی موت سے کم نہیں۔ اگرچہ ہر شخص کو ایک دن اس دنیا سے جانا ہے لیکن مولانا نورانی کی موت اس اعتبار سے بہت بڑا قومی سانحہ ہے۔ کہ آج ان کی جگہ پُر کرنے والا کوئی نہیں۔ قحط الرجال کے اس دور میں مولانا کی شخصیت بہت غنیمت تھی۔ ان کی شخصی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دینی جماعتیں ہمیشہ ان کی سربراہی پر متفق ہو جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ متحدہ مجلس عمل جیسے اتحاد کے سربراہ تھے۔ اوران کی موت ایم ایم اے کے لئے بہت بڑا دھچکا ہے۔

جنرل پرویز مشرف جس طرح اسلام دشمن طاقتوں کے آلہ کار بن کر ایک نظریئے پر قائم ہونے والے ملک کی نظریاتی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں۔ ان حالات میں ملک کو مولانا نورانی جیسے افراد کی سخت ضرورت ہے۔ ہم نے قیام پاکستان کے بعد بحثیت قوم اللہ کے دین کے نفاذ سے اعراض کر کے جس طرح ناشکری کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کا دستِ رحمت ہم سے اٹھ گیا ہے۔ جس کا مظہر یہ ہے کہ مولانا عبدالستار خان نیازی، نواب زادہ نصر اللہ خان، اور مولانا نورانی جیسے عظیم افراد ہم میں کم ہوتے جارہے ہیں۔

امریکہ، اسرائیل اور بھارت پاکستان کے نظریاتی وجود کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ پاکستان بھی دنیا کے دیگر ممالک کی طرح ان کے نظام کو قبول کر کے اس سودی نظام کا ایک پرزہ بن جائے جس کا مقصد انسان کو کولہو کا بیل بنانا ہے۔ اگر ہم اب بھی نہ سنبھلے تو وطن عزیز الحاد اور بے دینی کے اس سیلاب میں ڈوب جائے گا۔ مولانا نورانی کی زندگی میں ہمارے لئے یہ سبق موجود ہے کہ ہم اللہ کے دین کے نفاذ کو اپنا مقصدِ حیات بنائیں اور بے دینی کے سیلاب کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں۔

ماہنامہ میثاق لاہور جنوری 2004ء

نورانی اپوزیشن کی پریس کانفرنس میں جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ دل کا دورہ پڑا ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی خالق حقیقی سے جا ملے

# فرزندانِ اسلام اپنے نورانی امام سے محروم ہو گئے

[illegible] فوراً ہسپتال پہنچ گئے [illegible] چوہدری شجاعت [illegible] اور دوسرے رہنما بھی موقع پر پہنچ گئے

ایمبولینس میں رکھی جانے لگی تو کارکن اور رہنما دھاڑیں مار مار کر روتے رہے' لاش C-130 طیارے کے ذریعے کراچی لے جایا گیا' قاضی حسین احمد' مولانا سمیع الحق اور دوسرے رہنما بھی اسی طیارے میں کراچی گئے

شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی' [illegible] باہر جمع ہو گئے اور علاقے میں کاروباری مراکز اور دکانیں سوگ میں بند کر دی گئیں

نمازِ جنازہ آج 3 بجے سہ پہر نشتر پارک میں ادا کی جائے گی' علماء کرام' اعلیٰ حکام اور لاکھوں چاہنے والے شرکت کریں گے

# مولانا نورانی کا انتقال' عالم اسلام یتیم ہو گیا

جسد خاکی نماز جنازہ کیلئے کلفٹن' تین تلوار' [illegible] مارکیٹ' ایلیکٹرانکس مارکیٹ اور ایم اے جناح روڈ سے گزرے گا' علامہ حسن حقانی نماز جنازہ پڑھائیں گے

آخری دیدار خواتین صبح 10 سے 11 بجے جبکہ مرد صبح 11 سے ایک بجے تک کر سکیں گے' انتقال کی خبر دنیا بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی' شہر بھر سے چاہنے والے رہائش گاہ پہنچ گئے

مذہبی رہنما اور کارکنان دھاڑیں مار مار کر روتے رہے' جسد خاکی اسلام آباد سے C-130 طیارے کے ذریعے کراچی لایا گیا اور وہاں سے رہائش گاہ لے جایا گیا

شہر کے سینماؤں اور فلمی ہورڈنگز پر سیاہ پردے لگا دیئے گئے' اہم تقریبات اور اجلاس منسوخ' مساجد سے انتقال اور نماز جنازہ کے اعلانات' پبلک مقامات پر پوسٹر آویزاں

مولانا شاہ احمد نورانی نے 7 مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی' لاتعداد عمرے کئے' دین کی تبلیغ کے لئے دنیا بھر کے دورے کئے' سینکڑوں افراد کو مسلمان کیا

زندگی میں کبھی فلم نہیں دیکھی' قوالی کے شائق تھے' دو بائی پاس ہو چکے تھے' اپنے والد سے متاثر تھے' سادہ غذا پسند کرتے تھے' 1977ء میں نظام مصطفیٰ تحریک چلائی

قادیانیوں کے خلاف [illegible] اسلامی تاریخ میں سنہری الفاظوں سے لکھا جائے گا' صدر مملکت' وزیراعظم' گورنر سندھ' وزیراعلیٰ اور رہنماؤں کے تعزیتی پیغامات

متحدہ اپوزیشن کی پریس کانفرنس میں شرکت کی تیاری کرتے ہوئے دل کا دورہ' ہسپتال لیجایا گیا' طبی امداد ملنے سے قبل چل بسے

# مولانا نورانی انتقال کر گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

کار میں پولی کلینک لے جایا گیا تو ڈاکٹروں نے [illegible] مولانا جانبر نہ ہو سکے [illegible] ڈاکٹروں نے تصدیق کر دی

اطلاع ملتے ہی شجاعت' پرویز الٰہی' لیاقت بلوچ' پروفیسر غفور' وفاقی وزیر صحت نصیر خان سمیت کئی رہنما ہسپتال پہنچ گئے' کارکن دھاڑیں مار مار کر روتے رہے' جامعہ محمدیہ لاہور میں بھی سوگ

سی-130 کے ذریعے میت کراچی پہنچی' مولانا نورانی کے [illegible] پر رقت طاری' چوکیدار نے رو رو کر [illegible] کارکن بڑی تعداد میں جمع ہو گئے

جمعرات کی دوپہر اسلام آباد میں پڑنے والا دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا

علامہ شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

پارلیمنٹ ہاؤس کے کمیٹی روم میں پریس کانفرنس میں جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ دل کی شدید تکلیف ہوئی پولی کلینک ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی دم توڑ گئے ہسپتال پہنچتے ہی ڈاکٹروں نے موت کی تصدیق کر

مولانا نورانی کا جسد خاکی سی 130 طیارے کے ذریعے کراچی لایا گیا وسیم سجاد مولانا فضل الرحمن قاضی حسین پروفیسر غفور اور دیگر رہنما میت کے ساتھ ان کی رہائش گاہ پہنچے نماز جنازہ آج بعد نماز جمعہ نشتر پارک میں ادا کی جا

مولانا شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

عمر 78 برس تھی، اسلام آباد میں حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہوا، جسد خاکی خصوصی فوجی طیارے کے ذریعے کراچی لایا گیا، 1970 کے عشرے سے ملکی سیاسی افق پر چھائے رہے، بلند پایہ عالم دین

کلفٹن کی رہائش گاہ پر صبح آٹھ سے ساڑھے گیارہ بجے تک دیدار کرایا جائے گا، نماز جنازہ آج سہ پہر 3 بجے نشتر پارک اور تدفین عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں ہو

پونے بارہ بجے دل کا دورہ پڑا، ایمبولینس پہنچنے میں تاخیر باعث بروقت طبی امداد نہ دی جا سکی C130 طیارے کے ذریعے میت کراچی پہنچا دی گئی آج سپرد خاک کیا جا

ممتاز عالم دین اور مجلس عمل کے صدر

مولانا شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

پارلیمنٹ لاجز اسلام آباد میں اپنے کمرے میں دل کی تکلیف ہوئی، ساتھیوں نے پولی کلینک پہنچایا مگر جانبر نہ ہو سکے، مولانا ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے، ڈاکٹر، خبر سنتے ہی شجاعت، پرویز الٰہی اور دیگر ہسپتال

مولانا نورانی نے 30 جون 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلانے کی قرارداد پیش کی، تحریک نظام مصطفیٰ میں گرفتار ہوئے، بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا دوران سیاست قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، کبھی کوئی عہدہ

نورانی اپریل 1926ء میں میرٹھ (انڈیا) میں پیدا ہوئے، 8 برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا، آپ کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی کو قائداعظم نے سفیر پاکستان کا خطاب دیا، مولانا کا نکاح مسجد نبوی میں ہوا ہر سال رمضان المبارک میں 3 قرآن ختم کرتے

دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا، جسد خاکی اسلام آباد سے کراچی پہنچا دیا گیا، نماز جنازہ آج بعد نماز جمعہ نشتر پارک میں ادا کی جائے

عصر حاضر کی عہد ساز شخصیت

مولانا نورانی انتقال کر گئے

ملک بھر میں سوگ

مرحوم شاہ احمد نورانی پارلیمنٹ لاجز میں پریس کانفرنس سے خطاب کرنے کی تیاری کر رہے تھے کہ ان پر دل کا دورہ پڑا انہیں فوری طور پر پولی کلینک اسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ وہ راستے میں ہی

وزیراعظم جمالی کی خصوصی ہدایت پر مولانا نورانی کا جسد خاکی سی 130 طیارے کے ذریعے کراچی پہنچایا گیا میت کے ہمراہ قاضی حسین احمد، سینیٹر وسیم سجاد، سینیٹر محمد علی درانی کی کراچی آمد، مرحوم کی رہائش گاہ پر رقت انگیز

نماز جنازہ مرحوم کے دیرینہ رفیق مولانا محمد حسن حقانی پڑھائیں گے، تدفین حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں ہوگی، متحدہ مجلس عمل کا 3 روزہ سوگ کا اعلان، تدفین میں شرکت کیلئے ملک بھر سے لوگوں کی آمد

# مولانا شاہ احمد نورانی وفات پاگئے

...ئل کی پریس کانفرنس میں شرکت کیلئے جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ دل کا دورہ پڑ گیا، ہسپتال لیجاتے راستے میں ہی خالق حقیقی سے جاملے، عمر 77 برس تھی

...خصوصی طیارے کے ذریعے کراچی لیجائی گئی، نماز جنازہ آج ساڑھے تین بجے سہ پہر ہوگی، عبداللہ شاہ غازی مزار کے احاطے میں سپرد خاک ہونگے

دل کا دورہ پڑنے سے

# مولانا نورانی انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

...جمعیت علماء پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی سیاسی مصروفیات کے باعث اتوار کو کراچی سے اسلام آباد پہنچے تھے 1926ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے 9 برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا 17 زبانوں پر عبور تھا

...اسلام آباد میں رضا ربانی کے ہمراہ مشترکہ پریس کانفرنس میں شرکت کیلئے روانگی کی تیاری کر رہے تھے کہ غسل کے دوران دل کا شدید دورہ پڑا ایمبولینس نہ پہنچنے کے باعث پرائیویٹ گاڑی میں پولی کلینک لے جایا گیا جہاں وہ خالق حقیقی سے جا ملے

...وفات عمر 78 سال تھی 68 برس سے مسلسل رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح میں قرآن پاک پڑھتے رہے ڈاکٹروں کی سخت ہدایات کے باوجود یہ سلسلہ ترک نہیں کیا مولانا کو کراچی میں والد مرحوم کے پہلو میں سپرد خاک کیا جائیگا

# مولانا شاہ احمد نورانی انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

...آباد میں اپنی اقامت گاہ پر وضو کیلئے غسلخانے گئے جہاں دل کا دورہ پڑا، گرنے کی آواز سن کر معتمد خاص نے انہیں فوراً پولی کلینک پہنچایا جہاں جان بچانے کی ڈاکٹروں کی کوشش ناکام رہی

...جب ہسپتال پہنچے ان کی سانس رکی ہوئی تھی، خیال ہے کہ گھر سے ہسپتال کے راستے میں ہی وہ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر چکے تھے ڈاکٹر شجاعت اور پرویز الٰہی مصروفیات ترک کر کے ہسپتال پہنچ گئے

...میت خصوصی طیارے سے کراچی لے جایا گیا، عقیدت مند دھاڑیں مار مار کر روتے رہے آج صبح ساڑھے آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک دیدار کرایا جائیگا نماز جنازہ ساڑھے تین بجے نشتر پارک میں ادا کی جائیگی

# وردی کو کبھی تسلیم کرینگے نہ مشرف کو اعتماد کا ووٹ دینگے

نورانی کا ایم ایم اے سربراہی اجلاس میں آخری خطاب

اس حوالے سے آئین میں ترمیم بھی نہیں کرنے دیں گے ترمیمی بل جمہوریت کے حق میں نہ ہوا تو ایم ایم اے اس کی تائید نہیں کرے گی

مرحوم نے ساری زندگی اسلام کے فروغ میں گزاری ان کی کوششوں سے امریکہ افریقہ اور یورپ میں لاکھوں افراد نے اسلام قبول کیا

لاہور (سکندر لودھی سے) پاکستان کی بزرگ ترین اعلیٰ

# مولانا نورانی 17 رمضان المبارک 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے

14ویں صدی ہجری کے مبلغ اعظم مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی کے صاحبزادے تھے

8 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا' عربی' انگریزی' فرانسیسی سمیت 17 زبانوں پر عبور تھا

1948ء میں بھارت سے ہجرت کر کے کراچی آئے' ازدواجی زندگی کا آغاز 1968ء میں کیا

3 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پیش کی

مولانا نورانی کی قرارداد پر ملک کا نام اسلامی جمہوریہ تجویز کیا گیا' آئین میں 200 ترامیم پیش کیں

1981ء میں اپنی رہائشگاہ پر برصغیر پاک و ہند کے جید علمائے کرام کے اجلاس میں دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی

روس' امریکہ' برطانیہ' فرانس' جرمنی' افریقہ سمیت پوری دنیا میں ہزاروں غیر مسلموں کو شرف بہ اسلام کیا

کراچی (نامہ نگار خصوصی) جمعیت علماء پاکستان کے صدر' ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین' متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین سینئر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی 17 رمضان

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 43

## سرکاری مراعات لینے سے انکار

اسلام آباد (بیورو رپورٹ) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ سینئر مولانا شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ ہاؤس میں واقع

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 46

## رات گئے علامہ شاہ احمد نورانی کی میت کو دوسری بار غسل' قبر تیار ہوگئی

کراچی (نامہ نگار خصوصی) علامہ شاہ احمد نورانی کی

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 47

## قائداعظم نے پاکستان بننے کے بعد پہلی نماز مولانا نورانی کے والد کی امامت میں ادا کی

پان کے سرخ رنگ سے رنگے ہونٹ' خوش لباسی' خوش گفتاری انکی شخصیت کی پہچان تھی' بی بی سی

انکے تایا کے قائداعظم سے قریبی تعلقات تھے' بزرگوں کی طرح سادہ زندگی گزاری' برطانوی ریڈیو

## نورانی پاکستان آنے کے بعد 54 برس کرائے کے مکان میں رہے

70ء میں باقاعدہ سیاست میں حصہ لیا اور پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے

متحدہ اپوزیشن کی طرف سے بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا

آخری وقت تک ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین رہے' 18 دسمبر کو تحریک چلانے کا اعلان کر چکے تھے

اسلام آباد (خبر نگار/ایجنسیاں/ا پ ر) مولانا نورانی 17 رمضان المبارک 1344ھ کیم اپریل 1926ء کو میرٹھ میں شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ قرآن پاک حفظ کیا اور میرٹھ سے درس نظامی کیا۔ انہوں نے گریجوایشن

صفحہ 8 بقیہ نمبر 43

## مولانا نورانی میرٹھ میں پیدا ہوئے، 8 سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا

عربی' انگریزی' فرانسیسی سمیت 12 زبانوں پر عبور تھا' والد حضرت رضا خان بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے

53ء اور 74ء میں ختم نبوت کی تحریکوں میں حصہ لیا، 77ء میں تحریک نظام مصطفیٰ چلائی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی 7 رمضان 1344ھ بمطابق 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ (یوپی) بھارت میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 8 سال کی عمر میں قرآن

باقی صفحہ 10 کالم 3 پر

# جنت البقیع میں تدفین کیلئے حکومت کا سعودی عرب سے رابطہ

## رابطہ مولانا نورانی کی وصیت اور لواحقین کی خواہش پر سپیکر نے صدر کے چیف آف سٹاف سے بات کی

اسلام آباد (آن لائن) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی وصیت اور ان کے لواحقین کی خواہش پر حکومت نے مولانا نورانی کی جنت البقیع میں تدفین کیلئے سعودی حکومت سے رابطہ کیا ہے مولانا شاہ احمد

بقیہ نمبر 53 صفحہ 6 پر

## نورانی مسئلہ کشمیر کے حل کی شدید خواہش رکھتے تھے

کراچی (کامرس ڈیسک) مولانا شاہ احمد نورانی مسئلہ کشمیر کے حل کی زبردست خواہش رکھتے تھے وہ کشمیریوں کی بھرپور اخلاقی مدد کے حامی تھے انہوں نے واضح طور پر کہا تھا

بقیہ نمبر 54 صفحہ 6 پر

## مولانا شاہ احمد نورانی کا خلاء مدتوں پر نہیں ہوگا، صوبائی وزراء

لاہور (سٹاف رپورٹر) صوبائی وزیر کرنل (ر) ملک محمد انور، نعیم اللہ شاہانی، عامر سلطان چیمہ، محمد اجمل چیمہ، محمد

بقیہ نمبر 18 صفحہ 5 پر

## مولانا نورانی نے ہر آمر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، بینظیر، نواز شریف

کراچی (سٹاف رپورٹر) پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو اور مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز

بقیہ نمبر 55 صفحہ 6 پر

# 33 سالہ پارلیمانی کیریئر، 70ء میں پہلی بار منتخب ہوئے، 2 بار سینیٹر بنے

## 73ء کا آئین بنانے میں ان کا کردار بڑا اہم تھا، جنرل ضیاء کے مارشل لاء کے سخت مخالف رہے

اسلام آباد (آن لائن) مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کا پارلیمانی کیریئر 33 سال پر محیط رہا وہ 1970ء کے عام انتخابات میں متحدہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے کراچی سے

بقیہ نمبر 56 صفحہ 6 پر

## شاہ فرید الحق جمعیت علمائے پاکستان (ن) کے قائمقام سربراہ ہوگئے

لاہور (اے پی پی) پروفیسر شاہ فرید الحق جمعیت علمائے پاکستان (ن) کے نئے سربراہ کے تقرر تک پارٹی

صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 22

## حقے کے بعد پاندان بھی بند

اسلام آباد (آن لائن) اتحاد برائے بحالی جمہوریت کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان کے حقے کے بعد دوسرے اپوزیشن اتحاد کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کا پاندان بھی

بقیہ نمبر 57 صفحہ 6 پر

# پسماندگان میں بیوہ، دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کو سوگوار چھوڑا

## دبئی میں مقیم ایک صاحبزادی کو انتقال کی خبر فون پر دی گئی، رات گئے کراچی پہنچ گئیں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور جمعیت علمائے پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی مرحوم نے بیوہ کے علاوہ دو صاحبزادوں اویس نورانی، انس نورانی، دو بیٹیوں اور داماد وں ناصر اور اخلاق کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ان کی ایک صاحبزادی کو مولانا کے انتقال کی خبر دبئی میں فون کے ذریعے دی گئی جو رات گئے کراچی پہنچ گئی تھیں۔

## مولانا نورانی نصف صدی سے زائد عرصے تک نماز تراویح پڑھاتے رہے

**ان کی افطار پارٹی بہت شہرت کی حامل تھی، 6 ماہ [illegible] اہلیہ [illegible] خریدا تھا**

**قیمتی پتھروں کا وسیع کاروبار کرتے تھے، نماز جنازہ کی امامت کیلئے مدینہ منورہ سے برادر نسبتی کی آمد کا انتظار**

**مولانا نورانی نے منشیات اور ادویات لینے سے انکار کر دیا تھا، [illegible] میں [illegible] کیا کرتے تھے**

کراچی (نمائندہ جنگ) مرحوم مولانا شاہ احمد نورانی نے 1963ء میں رمضان المبارک میں کھلے سمندر میں لانچ میں تین روزہ ختم قرآن کرایا تھا۔ 1970ء سے وہ عام شہریوں کے ساتھ اپنی پرانی رہائش گاہ پر سحری اور افطاری کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصے تک وہ تراویح پڑھاتے رہے۔ 1950ء سے باقاعدگی کے ساتھ میمن مسجد میں تہجد کی نماز کی امامت کرتے تھے جب کہ

صفحہ 13 بقیہ نمبر 25

## "امریکیوں سے وہی سلوک کریں جو وہ مسلمانوں سے کر رہے ہیں" نورانی

**امریکہ کراچی کو الگ کرنا چاہتا ہے یہ آسیب زدہ شہر بن گیا ہے، مولانا نورانی کا "جنگ" کو آخری انٹرویو**

کراچی (نمائندہ جنگ) مولانا شاہ احمد نورانی نے "جنگ" کو دیئے جانے والے آخری خصوصی انٹرویو میں کہا تھا کہ امریکہ میں عوام کے حقوق سلب ہیں اور مسلمانوں کو فنگر پرنٹس دینے پڑ رہے ہیں۔ یہ سراسر آمریت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ جو امریکی اسلامی ممالک آئیں ان کے فنگر

صفحہ 13 بقیہ نمبر 26

## نورانی تحریک پاکستان نظام مصطفیٰ میں سرگرم رہے، ارکان پارلیمنٹ کا حلف نامہ بنایا

**1926ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے، جید عالم دین اور 21 زبانوں کے ماہر تھے، 70ء میں سیاست شروع کی**

**دو مرتبہ رکن اسمبلی، دو بار سینیٹر بنے، دستور میں اسلامی جمہوریہ کا لفظ داخل کرایا، تحریک ختم نبوت پیش کی**

**غیر متنازعہ مذہبی رہنما تھے، بھٹو کیخلاف وزارت عظمیٰ کے امیدوار نامزد ہوئے، ڈیڑھ لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان کیا**

لاہور، کراچی، اسلام آباد (رپورٹنگ ٹیم) مولانا شاہ احمد نورانی 17 رمضان المبارک 1344 ہجری، یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی شاہ عبدالعلیم صدیقی سے حاصل کی۔ دارالعلوم عربیہ میرٹھ سے قرآن پاک حفظ کیا اور درس نظامی کی سند حاصل

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 20

## مولانا نورانی سادہ غذا کھاتے، تمام عمر کرائے کے گھر میں گزاری

**مولانا کا ذاتی گھر مدینہ شریف میں تھا، چھ ماہ قبل اہلیہ کی پراپرٹی سے گھر خریدا تھا**

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی پان [illegible] تھے وہ ہر تقریب کے دوران پہلے اور عام دن کے [illegible] کثرت سے پان استعمال کرتے تھے اور انہوں نے اپنا پاندان بھی ہمیشہ ساتھ رکھا۔ مولانا سادہ غذا پسند کرتے تھے وہ سبزی اور دال چاول کو پسند کرتے تھے جبکہ

بقیہ نمبر 39 صفحہ 5 پر ملاحظہ فرمائیں

## "یہ صدی اسلام کے غلبے کی صدی ہے" مولانا نورانی کے آخری الفاظ

**مرحوم چار بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے، 68 سال تک تراویح کی امامت کی**

**سوگواران میں ایک بیوہ، دو بیٹے، دو بیٹیاں، دو بہنیں اور دو بھائی چھوڑے، نئی دنیا میں سپرد خاک**

**زندگی کا آخری خطاب دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کے 27 ویں جلسہ دستار فضیلت سے کیا**

وزیراعظم، گورنروں، وزرائے اعلیٰ، وزرا، سینٹروں، ارکان اسمبلی اور سیاستدانوں کے علامہ نورانی کی وفات پر تعزیتی پیغامات

روشن چراغ تھا نہ رہا، ملک بھر میں دکھ اور رنج کا اظہار

اتحاد نورانی کیلئے صدقہ جاریہ ہوگا، انکا مشن جاری رہیگا، مجلس کی جدوجہد متاثر ہوگی: نواز، شہباز، بینظیر، قاضی، فضل، و دیگر اپوزیشن رہنما

سب کیلئے مرکز محبت تھے، انتقال ہماری بدقسمتی ہے، ان کا وجود اتحاد کی علامت تھا: شجاعت، قادری، عمران، الطاف و دیگر کا ردعمل

اسلام آباد+ لاہور (نیوز رپورٹر+ خبرنگار خصوصی) صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی نے مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال (باقی صفحہ 5 نمبر 9)

## ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا"

میں شرابی ڈرائیو کرے تو لائسنس منسوخ ہو جاتا ہے، یہاں گاڑی ہی شرابی کے ہاتھ ہے

مارچ 1973 میں قومی اسمبلی کے اجلاس سے مولانا نورانی کا تاریخی خطاب

لاہور (نیوز ڈیسک) مولانا نورانی نے 6 مارچ 1973 اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے آزادی صحافت کے حکومتی تصور پر یوں تنقید کی "پریس آزاد ہے...... ایڈیٹر گرفتار ہے" "پریس آزاد (باقی صفحہ 5 نمبر 13)

## ہماری ہٹ لسٹ تو شب برات کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے، مولانا کا ڈی ایس پی کو جواب

کراچی (ثنا نیوز) علامہ شاہ احمد نورانی پر کراچی میں دو بار قاتلانہ حملہ ہوا 1990ء میں ڈی ایس پی کچھی میمن مسجد کے قریب واقع مولانا نورانی کی (باقی صفحہ 5 نمبر 10)

## ڈاکٹر صاحب مجھے چائے بنا کر دو، حسنات قادری سے آخری گفتگو

پونے بارہ بجے دل میں درد محسوس ہوا تو میں نے انہیں ہسپتال چلنے کو کہا مگر وہ ٹال گئے

اسلام آباد (نیوز رپورٹر) مولانا شاہ احمد نورانی کے حسنات قادری نے "ایکسپریس" کو بتایا کہ جب مولانا کو تقریباً پونے بارہ بجے دل میں درد محسوس ہوا تو میں نے انہیں ہسپتال چلنے کو کہا مگر انہوں (باقی صفحہ 5 نمبر 11)

## 40 سال سے کراچی میں تراویح پڑھا رہے تھے، رمضان کے دوران سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے

کراچی (ثنا نیوز) مولانا شاہ احمد نورانی کئی برس سے برنس روڈ پر تراویح پڑھا رہے تھے وہ رمضانوں میں سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کشی اختیار (باقی صفحہ 5 نمبر 14)

......"کاش اے موت تجھے موت ہی آئی ہوتی"

## بلند، اعظم طارق اور اب نورانی، اسلام آباد 3 اہم سیاستدان کھا گیا

قتل ہوئے، نصراللہ اور مولانا نورانی حرکت قلب بند ہونے کے باعث خالق حقیقی سے جا ملے

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی دارالحکومت اسلام آباد ماہ کے عرصے میں تین اہم سیاستدانوں کو کھا گیا جن میں سے ایک کو قتل کیا گیا جبکہ دو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ تفصیلات کے (باقی صفحہ 5 نمبر 12)

## شاہ فرید الحق جے یو پی (نورانی) کے قائم مقام سربراہ ہو گئے

لاہور (اے پی پی) مولانا شاہ احمد نورانی کے وفات پا جانے کے بعد سینئر رہنما شاہ فرید الحق جمعیت علماء پاکستان (نورانی) کے قائم مقام سربراہ ہوں (باقی صفحہ 5 نمبر 15)

## پارلیمنٹ ہاؤس سے ایمبولینس نہ پہنچی کار اشاروں پر رکتی رہی، مولانا چل بسے

سیکرٹری کو پارلیمنٹ ہاؤس سے مناسب جواب نہ ملا تو 15 پر رابطہ کیا وہاں بھی خاموشی رہی: ذرائع

پولی کلینک پہنچے تو مولانا باتیں کر رہے تھے: حسنات قادری، دل کام نہیں کر رہا تھا: ڈاکٹر شہباز

اسلام آباد (وقائع نگار + نیوز لنک + ثنا نیوز) مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کے سلسلے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ بروقت طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ صبح گیارہ بجے ان کے سیکرٹری حسنات نے کسی چیز
باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 1

## صدر مشرف کو مولانا نورانی کے انتقال کی خبر کوئٹہ میں ملی، فاتحہ خوانی کرائی

کوئٹہ (نیوز ایجنسیاں) صدر جنرل پرویز مشرف کو کوئٹہ میں
باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 2

# غیر متنازعہ مذہبی شخصیت اور سیاستدان

**ممتاز دینی سکالر تھے، 50 ہزار غیر مسلموں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، سینٹ میں مجلس کے پارلیمانی لیڈر تھے**

لاہور (انقلاب رپورٹ) مولانا شاہ احمد نورانی غیر متنازعہ مذہبی شخصیت اور سیاستدان تھے۔ ہمیشہ تہذیب کے دائرے میں رہ کر مخالفت کی اور فرقہ واریت کے خاتمہ کیلئے کام کیا۔

باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 39

# ملت اسلامیہ ایک عظیم رہنما سے محروم ہوگئی، شاہ فرید الحق

**مولانا کی رحلت سے حکومت اور اپوزیشن کو مشکلات کا سامنا ہے، مرحوم عالمی سطح پر پاکستان کی پہچان تھے**

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعیت علمائے پاکستان کے سینئر نائب صدر اور مولانا شاہ احمد نورانی کے دیرینہ رفیق پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ ملت اسلامیہ ایک عظیم رہنما سے

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

# مولانا نورانی کے انتقال سے جمہوریت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا، شجاعت

**مرحوم کی آخری وقت تک یہ خواہش تھی کہ ایل ایف او پر اتفاق رائے ہو جائے، اختلافوں سے نقصان**

## انتقال کی خبر سنتے ہی مولانا کی رہائش گاہ گئے، عقیدت مندوں سے اظہار تعزیت

اسلام آباد (نمائندہ جنگ) پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور مرکزی پارلیمانی لیڈر چوہدری شجاعت حسین مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر سنتے ہی ان کی قیام گاہ پر گئے اور حسنات

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

# مسلم دنیا سیاسی اور مذہبی شخصیت سے محروم ہوگئی، پیپلز پارٹی

**مختلف مکتبہ فکر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا، بینظیر، امین فہیم، این ڈی خان اور دیگر کی تعزیت**

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن، سابق وزیراعظم پاکستان بینظیر بھٹو، پیپلز پارٹی پارلیمنٹرینز کے سربراہ اور اے آر ڈی کے چیئرمین مخدوم امین فہیم، پروفیسر این ڈی خان، پیپلز پارٹی سندھ کے صدر نثار احمد کھوڑو، رکن صوبائی اسمبلی قائم علی شاہ اور دیگر رہنماؤں نے کہا ہے کہ نہ صرف

باقی صفحہ 10 کالم 3 پر

# مولانا نورانی کی وفات ملک کیلئے بڑا نقصان ہے، وزیراعلیٰ سندھ

**مرحوم نے اسلام کا پیغام پوری دنیا تک پہنچایا، انتقال سے پارلیمنٹ میں خلا پیدا ہو گیا**

## ارباب رحیم، امتیاز شیخ، نادر اکمل، عرفان مروت، آفتاب شیخ اور دیگر کا اظہار تعزیت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) وزیراعلیٰ سندھ سردار علی محمد خان مہر نے نامور عالم دین سیاستدان اور سینیٹ کے رکن علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

**مولانا نورانی کی وفات پر گورنر سندھ کا اظہار افسوس، مغفرت کیلئے دعا**

## نورانی ہمارے لیڈر تھے، انتقال ملک وقوم کیلئے بڑا سانحہ ہے، قاضی

[illegible]

### بیت الرضوان کا ڈرائنگ روم غم کی تصویر بن گیا، روتے روتے قاضی حسین احمد کی ہچکی بندھ گئی

کراچی (نمائندہ آواز) امیر جماعت اسلامی اور ایم ایم اے کے مرکزی رہنما قاضی حسین احمد نے کہا کہ مولانا نورانی میرے لیڈر اور رہنما تھے۔ ان کی موت کا غم میرے لئے ناقابل

باقی صفحہ 4 کالم 3 پر

## اہم سیاسی فیصلے چند روز کے لیے متاثر ہوسکتے ہیں، فضل الرحمان

### آئینی پیکیج کی منظوری تک حکومت پر اعتماد نہیں کر سکتے، نورانی کی رہائش گاہ [illegible]

کراچی (نمائندہ جنگ) جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی امیر اور متحدہ مجلس عمل کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ اہم سیاسی فیصلے چند روز کے لیے متاثر ہو سکتے ہیں مجلس عمل کی صدارت کا فیصلہ سپریم کونسل کریگی، صدر کو اعتماد کا ووٹ نہیں دیں گے، آئینی پیکیج کی

صفحہ 13 بقیہ نمبر 27

## ملک ایک ممتاز دینی وسیاسی رہنما سے محروم ہو گیا' مولانا لدھیانوی

### مولانا شاہ احمد نورانی اتحاد بین المسلمین کے علمبردار' ممتاز عالم دین' مدبر اور روشن دماغ سیاستدان تھے

لاہور (خصوصی رپورٹر) ملک کے ممتاز مذہبی و سیاسی راہنما مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا مجیب الرحمن انقلابی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا عبدالغنی، شیخ حاکم علی اور مولانا عبدالخالق رحمانی نے جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی اتحاد بین المسلمین کے علمبردار، ممتاز عالم دین، مدبر وروشن دماغ سیاستدان اور عظیم مذہبی راہنما تھے قادیانیت اور دیگر فتنوں کے خلاف انہوں نے بھرپور جدوجہد کی ان کی قومی وسیاسی اور

بقیہ نمبر 14 صفحہ 5 پر

## مولانا نورانی سے اظہار عقیدت کیلئے آج کاروبار بند رکھا جائے علماء کی اپیل

### عوام زیادہ سے زیادہ تعداد میں نشتر پارک میں نماز جنازہ میں شرکت کریں' مجلس عمل کے رہنماؤں کا مشترکہ بیان

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما قاضی حسین احمد' مولانا فضل الرحمن' مولانا سمیع الحق' مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے صدر مفتی منیب الرحمن' ممتاز عالم دین

باقی صفحہ 2 بقیہ 15

### مولانا کا آخری خطاب......!

کراچی (نمائندہ جنگ) متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر علامہ شاہ احمد نورانی نے میاں چنوں میں آخری عوامی اجتماع سے خطاب کیا جب کہ انہوں نے آخری عوامی رابطہ مہم کے دوران حیدر آباد کا دورہ کیا تھا۔

## مولانا نورانی کو پونے بارہ بجے دل کا دورہ پڑا' 35 منٹ تک ایمبولینس نہ پہنچی

اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی) مولانا شاہ احمد نورانی کو دل

بقیہ نمبر 5 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

### مولانا نورانی کرنل قذافی کے قریبی دوست تھے

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی کرنل قذافی کے قریبی دوست تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے اسلامی ممالک

## اسلامی جمعیت طلبہ کراچی کے ناظم سمیت سینکڑوں کارکنان کی نورانی کے جنازے میں شرکت

کراچی (آن لائن) اسلامی جمعیت طلبہ کراچی کے

بقیہ نمبر 30 صفحہ 5 پر

## مولانا نورانی کی وفات پر امریکہ میں خصوصی دعائیہ تقریب

### مولانا کی وفات سے ملک ایک اہم سیاستدان، مذہبی سکالر اور مدبر سے محروم ہو گیا

نیویارک (آن لائن) مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر امریکہ میں ایک خصوصی دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس کا اہتمام پاکستان مسلم لیگ امریکہ نے کیا تھا تقریب میں مرحوم کی دینی، علمی و سیاسی خدمات کو شاندار الفاظ میں

### چیف ایڈیٹر "آفتاب" ممتاز اے طاہر کی مولانا شاہ احمد نورانی کے جنازے میں شرکت

لاہور (نمائندہ خصوصی) روزنامہ "آفتاب" کے مدیر اعلیٰ و چیف ایڈیٹر ممتاز اے طاہر نے مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کے نماز جنازہ میں شرکت کی وہ گزشتہ رات لاہور سے کراچی پہنچے تھے۔

### نورانی کیلئے فاتحہ خوانی کے بعد سینٹ اجلاس ملتوی

اسلام آباد (بیورو رپورٹ) سینٹ کا اجلاس جمعہ کی شام متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے قرارداد کی منظوری اور ان کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کے بعد پیر کی شام ساڑھے پانچ بجے تک ملتوی کر دیا گیا جمعہ کو اجلاس کی صدارت چیئرمین میاں ایم سومرو نے کی۔

## مجلس عمل قیادت سے محروم، اپوزیشن اتحاد دوسری مرتبہ یتیم ہو گیا

### مولانا نورانی کی سربراہی میں پہلی مرتبہ مذہبی جماعتوں نے ملکی سیاست میں نمایاں کامیابی حاصل کی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے صدر | باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 20

## متحدہ مجلس عمل کے اجلاس میں مولانا نورانی کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی

### جید عالم دین اور جمہوریت پر یقین رکھنے والے سیاستدان تھے، اجلاس میں مرحوم کو خراج تحسین

پشاور (آن لائن) متحدہ مجلس عمل کی صوبائی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں ایم ایم اے کے سربراہ اور جمعیت علماء پاکستان کے امیر مولانا شاہ احمد نورانی کو ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور دین اسلام کی اشاعت و فروغ، ملک میں نفاذ شریعت، 1973 کے آئین کی بحالی، امت مسلمہ بقیہ نمبر 23 صفحہ 5 پر

## ورلڈ اسلامک مشن کے نائب صدر برطانیہ سے کراچی پہنچے

### برطانیہ کے علاوہ ہالینڈ سے محمد شفیق الرحمان کی قیادت میں بھی ایک وفد نے جنازے میں شرکت کی

کراچی (بیورو رپورٹ) شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے ورلڈ اسلامک مشن کے نائب صدر مولانا یونس برطانیہ سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے جبکہ جنازہ میں شرکت ہالینڈ سے محمد شفیق الرحمن عزیز کی سربراہی میں ایک وفد نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آیا تھا۔

## مولانا ہم سب کے لئے سایہ رحمت تھے، پروفیسر خورشید

### انکی خدمات کا دائرہ کار پاکستان تک محدود نہ تھا بلکہ دنیا کے طول و عرض تک پھیلا ہوا تھا

### انکے انتقال سے لاکھوں مسلمان سایہ شفقت سے محروم ہو گئے، مرحوم کے بیٹے سے اظہار تعزیت

مولانا کی رحلت، قوم محسن سے محروم ہو گئی، صدر، وزیراعظم سمیت سیاستدانوں کا اظہار تعزیت

ملک عظیم سیاستدان اور مذہبی رہنما سے محروم ہو گیا، صدر، وزیراعظم، وزیراعلیٰ، مولانا تجربہ کار سیاستدان تھے، لاہور ہائیکورٹ بار

مولانا اخلاق اوصاف کے مالک تھے، چٹھہ، فیصل صالح حیات، احمد لدھیانوی اور دیگر کا اظہار افسوس، مجلس عمل پنجاب کے سیکرٹری جنرل جلیل ہو گئے

## نورانی کے انتقال سے عالم اسلام کو دھچکا لگا' نواز شریف

### انہوں نے ہمیشہ اتحاد بین المسلمین اور حق و انصاف کا علم بلند رکھا' شہباز شریف

لاہور (اپنے نمائندہ خصوصی سے) مسلم لیگ (ن) کے قائد سابق وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف نے مجلس عمل کے مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ سینئر مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا نورانی کے انتقال سے

بقیہ نمبر 9 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

## نورانی کی وفات سے اپوزیشن کو دھچکا' حکمران قسمت کے دھنی نکلے

### مجلس عمل کی تحریک عروج پر ہے' اسمبلی کا اجلاس بلانے کی تیاریاں تھیں اور مولانا نورانی چل بسے

لاہور (شاہین عتیق سے) جمعیت علمائے پاکستان کے مولانا نورانی اور پاکستان جمہوری پارٹی کے سربراہ اور اے آر ڈی کے سابق صدر نوابزادہ نصر اللہ خان کے انتقال کے بعد اپوزیشن کو جمہوریت کی بحالی کے لیے چلائی جانے والی جدوجہد کو زبردست دھچکہ لگا ہے دونوں عظیم مرحوم رہنماؤں کی عدم موجودگی کی وجہ سے سیاست میں پیدا ہونے والا خلا کبھی پورا نہیں ہوگا مولانا شاہ احمد نورانی کا

بقیہ نمبر 40 صفحہ 5 پر ملاحظہ فرمائیں

## مولانا نورانی کے انتقال سے پورے عالم اسلام کو دھچکا لگا' نواز شریف، خدمات ناقابل فراموش ہیں' شہباز شریف

### اسلام کی سربلندی کیلئے خدمات تاریخ کا روشن باب رہیں گی' تعزیتی بیان، مونس نورانی سے الگ الگ تعزیت

### سچے عاشق رسول تھے' کھوسہ، قوم صدمے میں ڈوب گئی' سعد رفیق، بٹیا مین، تہمینہ دولتانہ اور اسحاق ڈار

لاہور (سٹاف رپورٹر + پ ر) مسلم لیگ (ن) کے قائد سابق وزیراعظم محمد نواز شریف نے مجلس عمل کے مرکزی صدر جمعیت العلماء پاکستان کے سربراہ سینئر مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ انتقال سے پورے عالم اسلام کو شدید دھچکا

صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 23

## نورانی جید عالم دین' با اصول سیاستدان تھے
### زندگی اصولوں اور نظریات کے تحت گزاری

### 73ء کے آئین کی تیاری میں کردار ناقابل فراموش ہے' چٹھہ، فیصل صالح، ہاشمی و دیگر کا خراج عقیدت

لاہور / اسلام آباد (سٹاف رپورٹر + نیوز رپورٹر + ایجنسیاں) مسلم لیگ (ج) کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار (باقی صفحہ 5 نمبر 47)

## تمام زندگی کراچی میں دو کمروں کے فلیٹ میں گزار دی

لاہور (عامر خاکوانی) مولانا شاہ احمد نورانی کا تعلق برصغیر کے ایک معروف علمی و مذہبی خانوادے سے تھا، ان کے والد شاہ عبدالعلیم صدیقی برصغیر (باقی صفحہ 5 نمبر 6)

### داعی اجل نے زندگی کی آخری پریس کانفرنس بھی نہ کرنے دی

اسلام آباد (نیوز رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ شاہ احمد نورانی کی اچانک موت نے انہیں اپنی زندگی کی آخری طے شدہ پریس کانفرنس کی اجازت (باقی صفحہ 5 نمبر 7)

### مولانا نورانی کی آخری [illegible] مصروفیت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مولانا نورانی کے مداح اور عقیدت مند دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے اور وہ تبلیغ کیلئے عالمی دوروں پر جاتے [illegible] کی آخری بین الاقوامی مصروفیت

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

### مولانا کی افطار پارٹی نے شہرت پائی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعیت علمائے پاکستان اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی افطار پارٹی بہت شہرت اور مقبولیت کی حامل تھی۔ مولانا ہر سال باقاعدگی

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

### نورانی کی وفات پر سینٹ میں متفقہ تعزیتی قرارداد منظور

اسلام آباد (آن لائن) سینٹ نے جمعہ کی شام متفقہ طور پر ایک تعزیتی قرارداد کی منظوری دی ہے جس میں متحدہ

باقی صفحہ 7 نمبر 1 پر ملاحظہ کریں

### نورانی کیلئے فاتحہ خوانی کے بعد سینٹ اجلاس ملتوی

اسلام آباد (آن لائن) سینٹ کا اجلاس جمعہ کی شام متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج عقیدت

باقی صفحہ 7 نمبر 50 پر ملاحظہ کریں

### سرحد اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر تعزیتی قرارداد پیش، سرحد اسمبلی کا اجلاس پیر تک ملتوی

پشاور (آن لائن) سرحد اسمبلی میں، حکومت اور اپوزیشن ارکان نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی

باقی صفحہ 7 نمبر 49 پر ملاحظہ کریں

### مولانا کی خدمات کا دائرہ صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ دنیا کے طول و عرض تک پھیلا ہوا تھا' سینیٹر پروفیسر خورشید احمد کی مولانا انس نورانی سے تعزیت

اسلام آباد (شاہ نیوز) متحدہ مجلس عمل کے رہنما اور

باقی صفحہ 7 نمبر 48 پر ملاحظہ کریں

## مولانا نورانی کی دینی' ملی اور قومی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائینگی' صوبائی وزراء

### ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلاء مدتوں پر نہ ہو سکے گا' وزراء کا اظہار افسوس

لاہور (سٹاف رپورٹر) صوبائی وزراء کرنل (ر) ملک محمد انور' نعیم اللہ خان شاہانی' عامر سلطان چیمہ' محمد اجمل چیمہ' محمد سبطین خان اور میاں عمران مسعود نے معروف پارلیمنٹرین اور مذہبی و سیاسی رہنما مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات پر گہرے رنج و دکھ کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے

باقی صفحہ 7 نمبر 36 پر ملاحظہ کریں

## جنازے میں شرکت کیلئے ساجد نقوی کی رہائی کی درخواست مسترد

### رسک نہیں لے سکتا' پیرول پر رہائی خطرے سے خالی نہیں' جج کا حکم

راولپنڈی (آن لائن) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج منظور احمد مرزا نے مولانا اعظم طارق قتل کیس میں گرفتار ایم ایم اے کے مرکزی رہنما سید ساجد علی

باقی صفحہ 7 نمبر 35 پر ملاحظہ کریں

# جنرل ضیاء نے دیں 2 صوبوں کی گورنری 8 وزارتوں کی پیشکش ٹھکرادی

## 1970ء میں کراچی سے اور 1973ء میں حیدر آباد سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے

## 1973ء میں آئین بننے کے بعد اسمبلی نشست سے مستعفی ہوگئے دو مرتبہ سینیٹ کے رکن چنے گئے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی دو مرتبہ رکن قومی اسمبلی اور دو مرتبہ سینیٹ کے رکن منتخب ہوئے 1970ء کے عام انتخابات

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 23

# گورنر سندھ کی زیر صدارت علمائے کرام کا اجلاس ملتوی، مولانا نورانی کیلئے فاتحہ خوانی

## اجلاس میں علامہ عباس کمیلی، مفتی جان محمد نعیمی، آفتاب شیخ، آئی جی سندھ و دیگر شریک تھے

کراچی (نامہ نگار خصوصی) جمعرات کے روز گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان اور مختلف مکاتب فکر کے علما اور رہنماؤں کا ہونے والا اجلاس اس وقت ملتوی ہوگیا جب مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مفتی منیب

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 44

## انس نورانی کی حالت غیر ہوگئی ان کے ماموں اور مولانا کے داماد نے میت کو لحد میں اتارا

کراچی (شاہ نیوز) مولانا نورانی کی میت کو جب ان کے صاحبزادے انس نورانی لحد میں اتارنے لگے تو ان کی حالت غیر ہوگئی اور وہ زارو قطار رونے لگے جس پر ان کے ماموں اور

باقی صفحہ 5 کالم 7 پر

## ماموں نے آج گھر مدعو کیا تھا، بھانجی

اسلام آباد (بیورو رپورٹ) متحدہ مجلس عمل کے

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 48

## مولانا کے کئی رشتے دار جنازے میں شرکت کیلئے بیرونی ممالک سے آئے

کراچی (نمائندہ آواز) مولانا شاہ احمد نورانی کے دو برادر نسبتی اور رشتہ کے ایک بھائی سعودی عرب سے جنازے میں شرکت

باقی صفحہ 4 کالم 1 پر

# اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اسلام آباد (بیورو رپورٹ) مسلم لیگ کی خاتون رکن سینیٹر بیگم پروین کلثوم نے مولانا نورانی کی رحلت پر اس شعر سے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

## شاہ احمد نورانی کی وفات امت مسلمہ کا نقصان ہے، او آئی سی

کراچی (آن لائن) عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل امر موسیٰ، او آئی سی کے سابق سیکرٹری جنرل حامد الغابد اور او آئی سی

باقی صفحہ 4 کالم 2 پر

## دوبار قاتلانہ حملہ ہوا

کراچی (نامہ نگار خصوصی) مولانا شاہ احمد نورانی پر دوبار قاتلانہ حملہ ہوا جب ایک بار 1990ء میں ڈی

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 49

# نورانی کی وفات مسلم دنیا کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے

## عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل امر موسیٰ اور حامد الغابد کا اظہار تعزیت

اسلام آباد (این این آئی) عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل امر موسیٰ او آئی سی کے آبزرور محمد فیصل سابق سیکرٹری جنرل او آئی سی حامد الغابد نے اپنے علیحدہ علیحدہ پیغامات میں متحدہ مجلس عمل کے سربراہ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے دکھ اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا شاہ احمد (باقی صفحہ 5 نمبر 25)

## قاضی مجلس عمل کے نئے سربراہ ہونگے، باضابطہ فیصلہ سپریم کونسل کرے گی

### تحریک کیلئے ہماری ڈیڈ لائن برقرار ہے، 17 دسمبر سے پہلے آئینی بل پارلیمنٹ میں لانا ہوگا، قاضی

لاہور (وقائع نگار) متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کے بعد امیر جماعت اسلامی و متحدہ

بقیہ نمبر 59 صفحہ 6 پر

## شاہ فرید الحق جے یو پی کے قائم مقام سربراہ ہوں گے

لاہور (وقائع نگار) مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کے سینئر نائب صدر شاہ فرید الحق

بقیہ نمبر 58 صفحہ 6 پر

## جماعت اسلامی کی خواتین اراکین پارلیمنٹ نے مرحوم علامہ شاہ احمد نورانی کو خراج تحسین پیش کیا

پشاور (شاہ نیوز) جماعت اسلامی حلقہ خواتین کی مرکزی

باقی صفحہ 7 نمبر 45 پر ملاحظہ کریں

## مولانا کا جسد خاکی رہائشگاہ پر پہنچا تو لوگ دیدار کیلئے اُمڈ پڑے

کراچی (خصوصی رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ سینئر مولانا شاہ احمد نورانی کا جسد خاکی ایئرپورٹ سے انکی

بقیہ نمبر 72 صفحہ 6 پر

## نورانی نے تمام سیاسی اتحادوں میں فعال کردار ادا کیا

لاہور (وقائع نگار) متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی نے پاکستان قومی اتحاد، پاکستان عوامی اتحاد، اسلامی

بقیہ نمبر 61 صفحہ 6 پر

## انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، کارکن دھاڑیں مار کر روتے رہے

کراچی (جنرل رپورٹر / وقائع نگار) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کی خبر شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور شہر بھر سے ان کے مداح ان کی

بقیہ نمبر 60 صفحہ 6 پر

## مولانا نورانی کا انتقال، کس کو کہاں خبر ملی؟

اسلام آباد (نامہ نگار / ایجنسیاں) متحدہ اپوزیشن کے رہنماؤں کو مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کی خبر جمعرات کو پارلیمنٹ ہاؤس میں پریس کانفرنس کے دوران ملی تو وہ ششدر رہ گئے جبکہ وہاں سب رہنما ان کی آمد کے منتظر تھے۔ پیپلز پارٹی کے سینیٹر رضا ربانی، مسلم لیگ (ن) کے اسحاق ڈار سمیت تمام

باقی صفحہ 2 بقیہ 8

## مولانا نیازی کو ساتھ نہ رکھ سکے تو ملک کے عوام کو کیسے رکھیں گے

### مولانا شاہ احمد نورانی کا بے لاگ تبصرہ، طویل عرصہ تک جے یو پی کے سربراہ سیاست سے کنارہ کش رہے

### نوابزادہ اور پگارا سے خصوصی تعلق تھا، سیاسی قد کاٹھ اور مرتبہ کی بنا پر مجلس عمل کا پہلا صدر بنایا گیا

اسلام آباد (اے پی پی) مولانا شاہ احمد نورانی مختلف [illegible] پر دسترس رکھتے اور ملی شعری [illegible] کے ساتھ [illegible] بہت اچھی حس مزاح بھی رکھتے تھے۔ محافل میں گفتگو اور پریس [illegible]

## مولانا فضل الرحمن کو جے یو آئی کے اجلاس میں انتقال کی اطلاع ملی، عید ملن پارٹی منسوخ

کراچی (خبر نگار) جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس

## میاں شہباز شریف، اعجاز شفیع اور غوث علی شاہ کی مولانا نورانی کے انتقال پر تعزیت

کراچی (خبر نگار) مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں

## پاکستان کا سیاسی منظر خالی خالی نظر آنے لگا ہے: بی بی سی

### مشرف کیلئے مجلس عمل کی حمایت کا حصول آسان، مجلس کی نئی صدارت کا مسئلہ مشکل ہو گیا

لندن (ریڈیو نیوز) مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں
صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 17

لندن (بی بی سی ڈاٹ کام) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی جمعرات کو اچانک وفات کے بعد پاکستان کی
صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 18

## مولانا نورانی تہذیب کے دائرے میں رہ کر مخالفت کرتے: بینظیر

### وہ آئین پاکستان کے بانی تھے، آخری وقت تک اس کا اصل وجود برقرار رکھنے کی جدوجہد جاری رکھی: آصف زرداری

اسلام آباد (خبر نگار خصوصی) پیپلز پارٹی کی چیئر

## چھوٹے بھائی سے محروم ہو گیا (پیر پگارا) نئی آمریت کے خلاف ضرب الشل سی گر: بینظیر

اللہ سوگواروں کو صبر جمیل عطا فرمائے (الطاف حسین) مولانا نے ساری زندگی اصولوں کی سیاست کی: عمران خان

کی جدوجہد آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہوگی (ڈاکٹر شیر افگن) ہم سب کیلئے رہنمائی کا ذریعہ تھے: قاضی حسین احمد

انتقال نے ہماری کمر توڑ دی (مولانا فضل الرحمن) دینی جماعتوں کے لئے بڑا سانحہ ہے (مولانا سمیع الحق)

زندگی نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے وقف کر رکھی تھی (عباس قادری) تاریخ ساز شخصیت تھی: آفاق احمد

مرحوم آئین پاکستان کے بانی تھے (آصف زرداری) زندگی بھر جمہوریت کی بحالی کے لئے جدوجہد کی: طاہر القادری

سی قوم یتیم ہو گئی (حنیف طیب) امت مسلمہ کا عظیم نقصان ہے (مولانا الیاس قادری) شاہ فرید الحق و دیگر کا اظہار تعزیت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ مجلس عمل کے صدر | اور جے یو پی کے سربراہ مبلغ اسلام علامہ مولانا شاہ احمد | باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 24

## نورانی کی وفات سے مجلس عمل کو اپنی صدارت کا مسئلہ حل کرنا مشکل ہو جائیگا

### مولانا نے صرف 8 برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا، مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم بھی حاصل کی

### میرٹھ میں تحریک پاکستان کو منظم کیا، اردو، عربی، فارسی، انگریزی، سواحلی اور فرانسیسی پر عبور تھا

### احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک چلائی، اسمبلی میں مولانا نورانی نے پہلی بار آئین میں مسلمان کی تعریف کا تعین کرایا

### 1970ء میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا

### قومی یکجہتی کونسل کی بنیاد رکھی جو بعد میں مجلس عمل بن گئی، پاکستان روایتی سیاستدان سے محروم ہو گیا: بی بی سی

لندن (بی بی سی) مولانا شاہ احمد نورانی کی جمعرات کو اچانک وفات کے بعد پاکستان کی سیاسی قیادت ایک اور تجربہ کار اور قد آور شخصیت سے محروم ہو گئی ہے ان کی وفات سے جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے لیے متحدہ مجلس عمل سے صدارت کے معاملہ پر حمایت حاصل کرنا تو شاید
بقیہ نمبر 37 صفحہ 5 پر ملاحظہ فرمائیں

## مولانا نورانی کی وفات کی خبر سنکر محفوظ مشہدی علیل ہو گئے

### طبی سہولت کیلئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا، ڈاکٹروں نے ان سے ملاقات پر پابندی لگا دی

## مولانا نے گھر بنایا نہ گارڈ رکھے' کرپشن کے الزام سے بھی محفوظ رہے

### بلیٹین کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کیا' یحییٰ خان کو شراب نوشی ضیاء الحق کو سگریٹ نوشی ترک کرائی

اسلام آباد' کراچی (رپورٹنگ ٹیم' خبر نگار' ایجنسیاں)، مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی ساری زندگی اپنا گھر نہیں بنوا سکے۔ نجی محفلوں میں جب بھی ان سے گھر بنانے کے حوالے سے بات کی جاتی تھی تو وہ ہر بار مسکرا کر یہ کہتے تھے کہ گھر بنا کر کیا کرنا ہے یہ تو دنیاوی شئے ہے' میرا

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 10

## نعم البدل نہیں مل سکتا پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا' انس نورانی

### میرے والد نے اپنی زندگی دین اسلام کے لئے وقف ... مسلم کو یکجا کرنے کیلئے سرگرم رہے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) علامہ شاہ احمد نورانی کے

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 26

### چٹھہ کا نورانی کے انتقال پر اظہار تعزیت

اسلام آباد (آن لائن) مسلم لیگ (ج) کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے مرحوم کے لواحقین کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی بے پناہ خوبیوں اور اعلیٰ اوصاف کے مالک تھے انہوں نے اپنی تمام زندگی اصولوں

### صدر پرویز کو پریس کانفرنس کے دوران اطلاع ملی

کوئٹہ (بیورو رپورٹ) صدر جنرل پرویز مشرف

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 31

### مولانا کی تنقید' جنرل ضیاء نے سگریٹ چھوڑ دی

کراچی (نامہ نگار خصوصی) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی سیاسی زندگی میں

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 32

## مولانا کی رحلت پوری قوم کیلئے عظیم سانحہ ہے' انس نورانی

### ہم شفیق رہنما اور عالم دین سے محروم ہو گئے' محمد احمد صدیقی کے تاثرات

### حافظ حسین، وسیم سجاد اور صوبائی وزیر ... ملکانی نے قیام گاہ پر جا کر تعزیت کی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات سے ہم یتیم ہو گئے۔ شفقت و محبت کا سایہ اٹھ گیا، ان کی وفات نہ صرف ان کے اہل خانہ بلکہ پوری قوم کے لئے ایک عظیم سانحہ

باقی صفحہ 10 کالم ...

### نورانی پان کھانے کے شوقین تھے'

### انتخابی نشان کتاب جیسا پاندان بنوا رکھا تھا

اسلام آباد (رپورٹنگ ٹیم) مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو پان کھانے کا بہت شوق تھا کوئی بھی

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 19

### 7 مرتبہ حج لاتعداد عمرے ادا کئے

### بیرون ملک تبلیغ کیلئے متعدد دورے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مولانا شاہ احمد نورانی نے تبلیغ دین کیلئے بیرون ملک کے کئی دورے کئے اور بیرون ممالک

باقی صفحہ 2 بقیہ 7

## فوجی حکومت کیخلاف سرگرم عمل دوسری قد آور شخصیت بھی خالق حقیقی سے جا ملی

### نوابزادہ نصر اللہ خان کی طرح مولانا نورانی کا بھی دل کا دورہ پڑنے سے اسلام آباد میں انتقال ہوا

### بابائے جمہوریت کے بعد مولانا نورانی بھی حکومت کے خلاف آخری دم تک اپنے موقف پر ڈٹے رہے

کراچی (اسلام نیوز ڈیسک) اے آر ڈی کے سربراہ بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان کے بعد ... مجلس عمل اور جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی

... 2 بقیہ 17

**چھ مختلف فرقوں پر مشتمل سیاسی اتحاد متحدہ مجلس عمل کے لئے صدارت کا معاملہ خاصا مشکل ہو سکتا ہے**

**مولانا نورانی نے 1970 کے انتخابات سے عملی سیاست کا آغاز کیا 30 سالہ ہنگامہ خیز سیاسی زندگی 78 برس کی عمر میں ختم ہوئی**

**تجربہ کار سیاستدان، مذہبی رہنما اور مبلغ اسلام تھے ان کا ہنستا مسکراتا چہرہ، پان کے رنگ سے سرخ ہونٹ شخصیت کی پہچان تھے**

**سادہ زندگی گزاری، مرتے دم تک کراچی کے ایک فلیٹ میں رہے، تحریک پاکستان کے حامی تھے، قائداعظم سے قریبی تعلق رہا**

**ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین تھے جس کے ماریشش، سری لنکا، گیانا، امریکہ، جنوبی امریکہ، ملائیشیا، برطانیہ میں دفاتر ہیں**

**1968ء میں قادیانی فرقے کے خلاف سرگرم ہوئے، 1972ء میں قومی اسمبلی میں مرزائیت کیخلاف تقریر کی 74 میں قرارداد پیش کی**

**ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین تھے، نوابزادہ نصر اللہ کی وفات کے فوراً بعد ان کی رحلت سے سیاست عملی طور پر یتیم ہو گئی**

لندن (آن لائن) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی گزشتہ روز اچانک وفات کے بعد پاکستان کی سیاسی قیادت ایک اور تجربہ کار اور قد آور شخصیت سے محروم ہو گئی ہے حکومت کے لئے متحدہ مجلس عمل سے صدارت کے معاملہ پر حمایت حاصل کرنا تو شاید مشکل ثابت نہ ہو لیکن چھ مختلف فرقوں پر مشتمل سیاسی اتحاد، متحدہ مجلس عمل کے لئے اپنی جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز 1977ء کے انتخابات سے کیا اور ان کی یہ 30 سالہ ہنگامہ خیز سیاسی زندگی گزشتہ روز اختتام

## مولانا نورانی نے ہمیشہ آمریت کیخلاف جمہوریت کیلئے جدوجہد کی اپوزیشن

**اللہ تعالیٰ مولانا شاہ احمد نورانی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اجلاس میں فاتحہ خوانی اور سینٹ میں تعزیتی قرارداد**

اسلام آباد (آن لائن) سینٹ نے جمعہ کی شام متفقہ طور پر ایک تعزیتی قرارداد کی منظوری دی ہے جس میں متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ سینیٹر شاہ احمد نورانی کی ناگہانی وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا گیا یہ قرارداد سینٹ میں موجود تمام پارلیمانی پارٹیوں کے سربراہوں کی طرف سے حکومتی سینیٹر انور بھنڈر نے پیش کی تھی قرارداد میں مولانا شاہ احمد نورانی کی دینی، سیاسی اور سماجی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مولانا نورانی ایک عظیم دینی سکالر تھے وہ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے کئی ممالک کے دورے کئے اور سینکڑوں غیر مسلم افراد کو مسلمان کیا انہیں پاکستان میں ہر طبقہ عزت و احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا بعد میں قرارداد کی متفقہ طور پر منظوری دی گئی اس موقع پر سینیٹر پروفیسر خورشید احمد نے مولانا شاہ

بقیہ نمبر 29 صفحہ 5 پر

## حکومت کو نورانی کی دی گئی ڈیڈ لائن تبدیل نہیں ہو گی قاضی

**مولانا نورانی مرحوم کا مشن جاری رہے گا، ان کی زیر صدارت اجلاس میں حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی ڈیڈ لائن دی گئی تھی**

**علامہ شاہ احمد نورانی کی المناک موت ملت اسلامیہ کے لئے افسوسناک عظیم اور ناقابل برداشت سانحہ ہے، مولانا سمیع الحق**

کراچی (آن لائن) قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ حکومت کے خلاف تحریک چلانے کے لئے 17 دسمبر کی ڈیڈ لائن ہمارے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کی صدارت میں منعقد ہونے والے ایم ایم اے کے اجلاس میں انہوں نے خود دی تھی ہم ان کی دی ہوئی ڈیڈ لائن کو تبدیل نہیں کریں گے۔ یہ بات انہوں نے مولانا نورانی کی رہائش گاہ پر ان کے صاحبزادے انس نورانی سے تعزیت کرتے ہوئے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ اس موقع پر مولانا سمیع الحق، پروفیسر غفور احمد، محمد حسین محنتی، نصر اللہ شجیع، ڈاکٹر معراج الہدیٰ، محمد احمد صدیقی، مولانا جمیل احمد نعیمی اور دیگر بھی موجود تھے، قاضی حسین احمد نے کہا کہ اس وقت ہمارے دل زخمی ہیں ایم ایم

بقیہ نمبر 12 صفحہ 5 پر

## مولانا نورانی کی وفات سے مجلس عمل میں قیادت کے بحران کا خدشہ

**فضل الرحمن متفق ہو گئے تو قاضی سربراہ ہو سکتے ہیں، سمیع الحق فضل الرحمن کی قیادت نہیں مانیں گے**

مجلس عمل کو متحد رکھنا سیاسی حلقوں میں سوالیہ نشان بن گیا، رہنماؤں کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں: مبصرین

لاہور / اسلام آباد (خبر نگار خصوصی + نامہ نگار) متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کے بعد متحدہ مجلس عمل میں قیادت کا شدید بحران پیدا ہونے کا

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 3

## جمعیت علماء پاکستان نے 3 روزہ سوگ کا اعلان کر دیا

**تعزیتی اجتماعات منعقد کریں نفاذ نظام مصطفیٰ کے مشن کی تکمیل کا عہد کیا جائے: صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر**

حیدر آباد (بیورو رپورٹ) جمعیت علماء پاکستان سندھ کے صدر و رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے متحدہ مجلس عمل کے صدر، جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ سینئر علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال پر سندھ بھر میں 3 روزہ سوگ کا اعلان کیا ہے اور کہا کہ آج امت مسلمہ ایک عظیم

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 4

## "پہلے نصر اللہ پھر نورانی" متحدہ اپوزیشن کیلئے دوسرا بڑا صدمہ

**دونوں لیڈر اسلام آباد میں فوت ہوئے نصر اللہ رات ایک بجے اور نورانی دن ایک بجے دنیا سے رخصت ہوئے**

لاہور (سٹاف رپورٹر + ثنا نیوز) مولانا شاہ احمد نورانی اسلام آباد میں انتقال کرنے والے دوسرے بڑے لیڈر ہیں ان سے پہلے بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصر اللہ کا انتقال بھی اسلام آباد میں ہوا۔ دونوں رہنماؤں کے انتقال کے وقت

صفحہ 9 بقیہ نمبر 40

**مولانا کی میت وزیر اعظم کے حکم پر فراہم کردہ طیارے میں کراچی لیجائی گئی**

اسلام آباد (خبر نگار) وفاقی حکومت نے متحدہ مجلس

صفحہ 9 بقیہ نمبر 41

## آج 3 بجے کراچی میں جنازہ، مولانا کی وصیت پر مدینہ میں تدفین کیلئے رابطے

**شاہ نورانی کے والد عبدالعلیم صدیقی، سسر فضل الرحمن اور دادا سسر ضیاء الدین مدنی بھی جنت البقیع میں دفن ہیں**

مجلس عمل کی قیادت اور حکومتی شخصیات کے سعودی حکام سے رابطے، زندگی میں سعودیہ داخلے پر پابندی تھی

کراچی، اسلام آباد (خبر نگار، وقائع نگار، نمائندہ خصوصی) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی نماز جنازہ آج (جمعہ کو) 3 بجے سہ پہر مولانا نورانی کی رہائش گاہ کلفٹن کے قریب دربار حضرت شاہ

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 17

### انس نورانی کو ورلڈ اسلامک مشن کا سربراہ بنانے کا اعلان

کراچی (آن لائن) ورلڈ اسلامک مشن اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کی جمعہ کو نماز جنازہ کے

باقی صفحہ 7 نمبر 55 پر ملاحظہ کریں

### مولانا نورانی کی وفات پر امریکہ میں خصوصی دعائیہ تقریب

نیو یارک (آن لائن) مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر امریکہ میں ایک خصوصی دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس کا

باقی صفحہ 7 نمبر 46 پر ملاحظہ کریں

## مولانا نورانی کے جنازے میں شرکت کیلئے ساجد نقوی پیرول پر رہا نہ ہو سکے

**ساجد نقوی کے وکیل نے موقف اختیار کیا تھا کہ مجلس عمل کے رکن کی حیثیت سے جنازے میں شرکت ان کا حق ہے**

**عدالت نے درخواست مسترد کرتے ہوئے قرار دیا کہ ساجد نقوی حساس مقدمہ میں گرفتار ہیں، پیرول پر رہائی خطرہ سے خالی نہیں**

راولپنڈی (آن لائن) انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج منظور احمد مرزا نے مولانا اعظم طارق قتل

بقیہ نمبر 46 صفحہ 6 پر

### مولانا نورانی کی بیوہ اور ہمشیرہ شدت غم سے نڈھال تھیں

کراچی (رپورٹنگ ٹیم) مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی بیوہ سلمٰی نورانی اور ہمشیرہ رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر فریدہ

بقیہ نمبر 47 صفحہ 6 پر

### وزیراعظم نے فون پر مولانا کی ہمشیرہ سے تعزیت کی

کراچی (رپورٹنگ ٹیم) وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے مولانا شاہ احمد نورانی کی ہمشیرہ رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر فریدہ صدیقی سے فون پر تعزیت کی۔

### مولانا نورانی کی وفات سے قوم ایک مخلص رہنما سے محروم ہو گئی، محمد علی درانی

کراچی (رپورٹنگ ٹیم) ملت پارٹی کے مرکزی

بقیہ نمبر 48 صفحہ 6 پر

## مولانا شاہ احمد نورانی نے سینیٹر بننے کے باوجود کبھی سرکاری ادویات نہیں لیں

**وفات سے ایک روز قبل سیکرٹری نے سینیٹ ڈسپنسری سے دوائی منگوانے کی کوشش کی تو ناراض ہو گئے**

**جوتے اٹھا کے دیئے تو کہنے لگے تم نے میرا سر نیچا کر دیا، سینیٹ چیمبر میں عملے کے تاثرات**

اسلام آباد (آن لائن) پارلیمنٹ ہاؤس میں قائد حزب اختلاف سینیٹ کے چیمبر میں مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ کام کرنے والے عملہ کے اراکین نے ان کی وفات پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے یتیم ہو گئے ہیں۔ پی اے

بقیہ نمبر 49 صفحہ 6 پر

## نصراللہ کی وفات سے اے آر ڈی کمزور ہو گئی اب مجلس عمل کا امتحان ہے

**مولانا نورانی بڑی کامیابی سے مجلس عمل کو متحد رکھے ہوئے تھے، حکومت کو مشکل میں ڈال رکھا تھا**

**مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے مجلس عمل کی احتجاجی تحریک پر اثر پڑ سکتا ہے**

**اب حکومت کیخلاف تحریک کو کیا بنائے یہ مجلس عمل کی قیادت کا امتحان ہے، تجزیاتی رپورٹ**

کراچی (مبشر میر) صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی کے مشترکہ اقتدار کے عرصہ کو ایک سال گزرنے کے باوجود سیاسی محاذ پر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی کیونکہ اپوزیشن کی سائیڈ پر بہت بڑے بڑے نام موجود ہیں جو اپنے موقف پر ڈٹے

بقیہ نمبر 4 صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

## [illegible] نورانی کے انتقال پر جے یو پی کے رہنماؤں کا اظہار غم

**[illegible] مختلف شہروں میں [illegible] تعزیتی فیکس اور ٹیلی فون پر تعزیت کا سلسلہ جاری رہا**

کراچی (پ ر) علامہ شاہ احمد نورانی کے سانحہ ارتحال پر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی امیر پیر عبدالخالق بھرچونڈی، مرکزی ناظم اعلیٰ علامہ عرفان الحق، صوبائی امیر مفتی محمد جان نعیمی، صوبائی ناظم اعلیٰ علامہ محمد نالے مٹھو، جمعیت علمائے پاکستان کے صوبائی صدر رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

## مولانا نورانی کی وفات پر امریکہ میں خصوصی دعائیہ تقریب

### مولانا کی وفات سے ملک ایک اہم سیاستدان، مذہبی سکالر اور مدبر سے محروم ہو گیا

نیویارک (آن لائن) مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر امریکہ میں ایک خصوصی دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس کا اہتمام پاکستان مسلم لیگ امریکہ نے کیا تھا تقریب میں مرحوم کی دینی، علمی و سیاسی خدمات کو شاندار الفاظ میں

### چیف ایڈیٹر "آفتاب" ممتاز اے طاہر کی مولانا شاہ احمد نورانی کے جنازے میں شرکت

لاہور (نمائندہ خصوصی) روزنامہ "آفتاب" کے مدیر اعلیٰ و چیف ایڈیٹر ممتاز اے طاہر نے مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کے نماز جنازہ میں شرکت کی وہ گزشتہ رات لاہور سے کراچی پہنچے تھے۔

### نورانی کیلئے فاتحہ خوانی کے بعد سینٹ اجلاس ملتوی

اسلام آباد (بیورو رپورٹ) سینٹ کا اجلاس جمعہ کی شام متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے قرارداد کی منظوری اور ان کی روح کے ایصال ثواب کیلئے فاتحہ خوانی کے بعد پیر کی شام ساڑھے پانچ بجے تک ملتوی کر دیا گیا جمعہ کو اجلاس کی صدارت چیئرمین میاں محمد سومرو نے کی۔

### مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال سے قوم ممتاز عالم دین سے محروم ہو گئی

لاہور (پ ر) لاہور ایوان صنعت و تجارت کے صدر انجم نثار سینئر نائب صدر میاں مصباح الرحمن نے مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے انہوں نے ملک و قوم کے لئے مرحوم کی خدمات کو خراج

بقیہ نمبر 17 صفحہ 5 پر

### اسلامی جمعیت طلبہ کراچی کے ناظم سمیت سینکڑوں کارکنان کی نورانی کے جنازے میں شرکت

کراچی (آن لائن) اسلامی جمعیت طلبہ کراچی کے

بقیہ نمبر 30 صفحہ 5 پر

### چٹھہ کا نورانی کے انتقال پر اظہار تعزیت

اسلام آباد (آن لائن) مسلم لیگ (ج) کے سربراہ حامد ناصر

## 1974 میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد منظور کرائی

لاہور (میگزین رپورٹ) مولانا نورانی ہی نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی تھی جو طویل بحث مباحثے کے بعد منظور کر لی گئی۔ جب 74ء کا سالانہ بجٹ منظور (باقی صفحہ 5 نمبر 2)

### انس نورانی کو ورلڈ اسلامک مشن کا سربراہ ماننے کا اعلان

کراچی (آن لائن) ورلڈ اسلامک مشن اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کی جمعہ کو نماز جنازہ کے

بقیہ نمبر 21 صفحہ 5 پر

### نصر اللہ اور نورانی دونوں اسلام آباد میں جاں بحق ہوئے

### مولانا کا جنازہ آج نشتر پارک میں ہوگا، حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار پر سپرد خاک کیا جائیگا

کراچی (نامہ نگار خصوصی) ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین و متحدہ مجلس عمل کے سربراہ قائد ملت اسلامیہ

صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 12

### مولانا شاہ احمد نورانی کا خلاء مدتوں پر نہیں ہوگا، صوبائی وزراء

لاہور (سٹاف رپورٹر) صوبائی وزیر کرنل (ر) ملک محمد انور، نعیم اللہ شاہانی، عامر سلطان چیمہ، محمد اجمل چیمہ، محمد

بقیہ نمبر 18 صفحہ 5 پر

### مولانا انس نورانی کی طبیعت بگڑ گئی

کراچی (نامہ نگار خصوصی) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے بڑے صاحبزادہ مولانا

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 35

### نورانی کی نماز جنازہ، ورلڈ اسلامک مشن کے نائب صدر مولانا یونس برطانیہ سے خصوصی طور پر آئے

کراچی (آن لائن) شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے ورلڈ اسلامک مشن کے نائب صدر مولانا یونس برطانیہ سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے جبکہ

باقی صفحہ 7 نمبر 54 پر ملاحظہ کریں

### عباس قادری کو دل کا دورہ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سنی تحریک کے سربراہ

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 34

## مولانا نورانی نے بیرون ملک علماء کرام کے سفر کی طرح ڈالی

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی وہ ممتاز دینی سکالر تھے جنہوں نے بیرون ملک علماء کرام

بقیہ نمبر 8 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

## نورانی کے سعودی عرب داخلے پر پابندی تھی

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی کے

بقیہ نمبر 21 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

## صدر نے مولانا نورانی کیلئے فاتحہ خوانی کرائی

کوئٹہ (نمائندہ جنگ) صدر جنرل پرویز مشرف نے جمعرات کے روز کوئٹہ میں پریس کانفرنس کے اختتام پر مولانا شاہ احمد نورانی کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کرائی۔

## سینٹ میں مجلس عمل کے پارلیمانی لیڈر تھے

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی سینٹ میں مجلس عمل کے پارلیمانی لیڈر تھے۔ سینٹ میں وہ مجلس عمل کے پارلیمنٹ گروپ کے قائد تھے اور سینٹ میں احسن انداز سے ذمہ داریاں سرانجام دے رہے تھے۔

# مولانا نورانی یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے

## 17 زبانوں پر عبور حاصل تھا، ان کے ہاتھ پر لاکھوں افراد مسلمان ہوئے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا

## صدر وزیر اعظم اور ارکان کا حلف بھی مولانا نورانی کا تحریر کردہ ہے، بھٹو کیخلاف جدوجہد کو تحریک نظام مصطفیٰ کا نام دیا

## آئین میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کا اضافہ کرایا، مسلمان کی تعریف بھی مولانا نورانی نے تحریر کی

اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی) مولانا شاہ احمد نورانی 17 رمضان المبارک 1344 ہجری، یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ میں (شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ہاں پیدا ہوئے) ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے، قرآن پاک حفظ اور درس نظامی میرٹھ میں، گریجویشن الہ آباد یونیورسٹی سے

بقیہ نمبر 38 صفحہ 5 پر ملاحظہ فرمائیں

## دو بائی پاس آپریشن ہوئے، انجیو گرافی کرانے کی مہلت نہ مل سکی

اسلام آباد (اے پی پی + این این آئی) مولانا شاہ احمد نورانی کے دل کے دو آپریشن ہو چکے تھے اور ان کا انتقال

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 23

## جنازہ میں شرکت کیلئے علامہ ساجد نقوی کی پیرول پر رہائی کیلئے درخواست ریکارڈ طلب، آج فیصلہ ہوگا

راولپنڈی (مانیٹرنگ ڈیسک) انسداد دہشت گردی راولپنڈی

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 24

## شاہ فرید الحق جمعیت علمائے پاکستان (ن) کے قائم مقام سربراہ مقرر

لاہور (اے پی پی) پروفیسر شاہ فرید الحق جمعیت علمائے

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 25

## پاکستان عظیم مدبر اور مذہبی سکالر سے محروم ہو گیا

### رانا اعجاز احمد خان کا اظہار تعزیت

لاہور (شاف رپورٹر) صوبائی وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈاکٹر شفیق چوہدری اور مشیر انسانی حقوق رانا اعجاز احمد خان نے معروف مذہبی سکالر، سیاستدان اور جمعیت علمائے

بقیہ نمبر 15 صفحہ 5 پر

## آزاد کشمیر صدر اور وزیر اعظم کا شاہ احمد نورانی کی وفات پر اظہار افسوس

مظفر آباد (آن لائن) آزاد جموں و کشمیر کے صدر ریٹائرڈ میجر جنرل سردار محمد انور خان اور وزیر اعظم سردار سکندر حیات نے متحدہ مجلس عمل کے صدر اور ممتاز عالم دین مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اپنے الگ الگ تعزیتی پیغام میں انہوں نے مرحوم کی دینی، سیاسی اور ملی خدمات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے

بقیہ نمبر 16 صفحہ 5 پر

## مولانا نورانی کے جنازہ کا روٹ

کراچی (ثناء نیوز) علامہ شاہ احمد نورانی کی میت کو گلشن سے نشتر پارک تک لے جانے والا روٹ ترتیب دیا گیا ہے

## میت کو 3:45 پر نشتر پارک لے جایا گیا

کراچی (ثناء نیوز) مولانا شاہ احمد نورانی کی میت کو رہائش گاہ سے 3:45 پر نشتر پارک کے لئے لے جایا گیا۔ قافلے

# 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن تبدیل نہیں ہوگی، حافظ حسین احمد

**متحدہ مجلس عمل سپریم کونسل کے فیصلوں کو ہر صورت عملی جامہ پہنایا جائیگا، صحافیوں سے گفتگو**

ملتان (اے این این) متحدہ مجلس عمل کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل اور رکن قومی اسمبلی حافظ حسین احمد نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی کی ناگہانی موت کے باوجود 18 دسمبر کی ڈیڈ لائن کو کسی صورت تبدیل نہیں کریں گے۔ خصوصاً اس صورت میں متفقہ آئینی پیکیج بن چکا ہے اور حکومت اسے پارلیمنٹ میں

باقی صفحہ 10 کالم 8 پر

## "آپ کو شاید مجھے الوداعی پارٹی دینے کی ضرورت نہ پڑے" مولانا شاہ احمد نورانی

اسلام آباد (این این آئی) پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کے سینیٹ میں پارلیمانی لیڈر سینیٹر میاں رضا ربانی نے کہا کہ گزشتہ

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

## مولانا کی وفات سے مجلس عمل کیلئے صدارت کا مسئلہ حل کرنا مشکل ہوجائے گا، برطانوی ریڈیو

لندن (ریڈیو رپورٹ) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی جمعرات کو اچانک وفات کے بعد پاکستان کی سیاسی قیادت

باقی صفحہ 10 کالم 4 پر

## "یہ صدی اسلام کے غلبے کی صدی ہے" مولانا نورانی کے آخری الفاظ

مرحوم چار بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے، 68 سال تک تراویح کی امامت کی

**سوگواران میں ایک بیوہ دو بیٹے دو بیٹیاں دو بہنیں اور دو بھائی چھوڑے ہیں دی ہیں ہے**

زندگی کا آخری خطاب دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کے 27 ویں جلسہ دستار فضیلت سے کیا

## آخری نماز جنازہ...!

حیدر آباد (بیورو رپورٹ) متحدہ مجلس عمل کے صوبائی صدر علامہ شاہ احمد نورانی نے حیدر آباد میں آخری نماز جمعہ پڑھائی مولانا انتقال سے ایک ہفتے قبل جمعرات

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 33

# مولانا نورانی کے سوگ میں سندھ اسمبلی کا اجلاس 17 دسمبر تک ملتوی

**اپوزیشن لیڈر نثار کھوڑو کی تحریک کی وزراء نے بھی حمایت کی، سربراہ مجلس عمل کے انتقال پر فاتحہ خوانی**

کراچی (نیوز رپورٹر) سندھ اسمبلی کے اجلاس میں مجلس عمل کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال پر احتراماً سندھ

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 16

## خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی

**کراچی میں انکی رہائش پر لوگوں کا تانتا**

**مدارس کے اساتذہ طلبہ ایک دوسرے کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے رہے**

لاہور، کراچی (نمائندگان نوائے وقت سے) مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر صوبائی دار الحکومت سمیت

صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 34

## انس نورانی کینیڈا، اویس مصر، صاحبزادی ایمان متحدہ عرب امارات، اینانس کراچی میں مقیم، مولانا کی ایک ہمشیرہ رکن قومی اسمبلی

اسلام آباد (رپورٹنگ ٹیم) مولانا شاہ احمد نورانی نے پسماندگان میں دو بیٹے، دو بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی ہے۔

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 15

## مجلس عمل نے تمام سرگرمیاں فوری طور پر معطل کردیں

لاہور (اے این این) مجلس عمل نے مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر اپنی تمام سرگرمیاں فوری طور پر معطل کر دی ہیں۔ تدفین اور دیگر رسومات کے بعد آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔

## جنازے کا روٹ

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ اور متحدہ مجلس عمل کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی کی میت کو کلفٹن سے نشتر پارک تک لے جانے والا روٹ ترتیب دیا گیا ہے۔ ڈی آئی جی ٹریفک یامین خان نے جنگ کو بتایا کہ جنازہ ان کی رہائش گاہ کلفٹن سے شون چورنگی، سن سٹ بلیوارڈ سے کورنگی روڈ سے ہوتا ہوا ایف ٹی سی شارع فیصل سے شارع قائدین اور نشتر پارک جائے گا اور نماز جنازہ کے بعد شرکاء اسی روٹ سے واپس عبداللہ شاہ غازی کے مزار آئیں گے جہاں ان کی تدفین ہوگی۔

## تین ماہ میں اپوزیشن کے دو بڑے اتحادوں کے سربراہ انتقال کر گئے

27 ستمبر [illegible] کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ [illegible]

مجلس عمل 18 دسمبر سے تحریک شروع کرنے والی تھی کہ اسکے سربراہ مولانا نورانی دنیا چھوڑ گئے

## مولانا نورانی کو طبی امداد پہنچانے میں تاخیر کی گئی تھی: سیکرٹری حسنات

ہسپتال پہنچنے تک مولانا ہم سے باتیں کرتے رہے، انتقال ہسپتال پہنچ کر ہوا

اسلام آباد (خبر نگار) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے سیکرٹری حسنات قادری نے الزام عائد کیا ہے کہ مولانا نورانی کو طبی امداد پہنچانے میں تاخیر کی گئی۔ سینٹ کی ڈسپنسری سے اور نہ ہی پولی کلینک سے بروقت ایمبولینس بھجوائی گئی ان کا کہنا ہے ایمبولینس

صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 24

## "علامہ نورانی کی وفات سے بحالی جمہوریت کی جدوجہد کو نقصان پہنچا"

مولانا محب وطن اور صاحب ایمان قومی رہنما تھے، زندگی محبتیں بانٹنے اور نفرتیں مٹانے میں گذاری

لاہور ہائیکورٹ بار کے تعزیتی ریفرنس میں حافظ انصاری، اعجاز ہاشمی، کرمانی اور دیگر کا خراج عقیدت

لاہور (سٹاف رپورٹر) مولانا شاہ احمد نورانی اور نوابزادہ نصر اللہ خان نے تمام زندگی اصولوں [illegible] سیاست کی، ان کے انتقال سے ملک میں جمہوریت اور آئین کی بحالی کی جدوجہد کو نقصان پہنچا، ان خیالات کا اظہار لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن میں ایم ایم اے کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر ہونے والے تعزیتی ریفرنس میں احمد سعید کرمانی، حافظ عبدالرحمن انصاری، پیر سید اعجاز ہاشمی، سید منظور علی گیلانی، ظفر احمد گوندل، محمد اسلم زار، مزمل اختر شبیر، اعظم نذیر تارڑ، نذیر احمد غازی اور چوہدری ولایت نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا شاہ احمد نورانی ایک محب وطن اور صاحب ایمان قومی رہنما تھے، انہوں نے نا صرف دنیا بھر میں لوگوں کو مسلمان کیا، مختلف مکاتب فکر کے علما میں یکجہتی پیدا کرنے کیلئے ملی یکجہتی کونسل قائم کی، وہ بہادر اور صاحب بصیرت رہنما تھے، انہوں نے اپنی ساری زندگی محبتیں بانٹنے اور نفرتیں مٹانے میں صرف کی، وہ یہودیوں اور صیہونیوں کے سخت خلاف تھے، انکا مشن امت واحدہ، جمہوریت کی مکمل بحالی اور نفاذ اسلام تھا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ شاہ احمد نورانی نے آئینی جمہوری جدوجہد اور عالمی سطح پر قرآن وسنت کی تعلیم عام کرنے کی جو شمعیں روشن کیں وہ پاکستان کیلئے سرمایہ افتخار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انکی وفات قومی نقصان ہے۔

سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی یاد میں تعزیتی [illegible]

16 دسمبر 2003ء [illegible] 10:30 بجے [illegible]

## مولانا نورانی کی وفات کی خبر سنکر محفوظ مشہدی علیل ہو گئے

طبی سہولت کیلئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا ڈاکٹروں نے ان سے ملاقات پر پابندی لگا دی

[illegible] (آن لائن) مولانا شاہ احمد نورانی کی اچانک وفات کی خبر سنتے ہی جے یو پی کے صوبائی صدر اور متحدہ مجلس عمل پنجاب کے جنرل سیکرٹری صدمہ سے سخت علیل ہو گئے جنہیں میو [illegible] داخل کرا دیا گیا بتایا جاتا ہے کہ مولانا شاہ [illegible] صوبائی صدر اور متحدہ مجلس عمل پنجاب کے جنرل سیکرٹری پیر محفوظ مشہدی کی بھتیجی شریف کو سخت صدمہ پہنچا جس سے وہ سخت علیل ہو گئے انہیں میو ہسپتال لاہور داخل [illegible] ڈاکٹروں نے [illegible] ملنے جلنے والوں پر پابندی لگا [illegible]

## نورانی 4 نومبر کو آخری بار لاہور آئے

لاہور (خصوصی رپورٹر) مولانا شاہ احمد نورانی 4 نومبر کو لاہور آخری بار آئے۔ انہوں نے 2 روزہ خادمین کونشن سے خطاب کیا، اب انہیں 21 دسمبر کو لاہور نظریہ پاکستان کے حوالے سے ایک تقریب کی صدارت کرنا تھی۔

## مولانا نورانی کے انتقال کی خبر سنتے ہی کراچی میں تمام سینما گھروں کے بورڈ ڈھانپ دیئے گئے

کراچی (نمائندہ جنگ) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر سنتے ہی جمعرات کو کراچی میں تمام سینما گھروں کے نمائشی بورڈ کپڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے۔ ایم اے جناح' صدر اور دیگر علاقوں میں کوئی بورڈ نظر نہیں آرہا تھا۔

## گورنر' وزیراعلیٰ بلوچستان سمیت اعلیٰ شخصیات کا مولانا نورانی کے انتقال پر اظہار افسوس

کوئٹہ (بیورو رپورٹ) گورنر بلوچستان اویس احمد غنی' وزیر اعلیٰ جام محمد یوسف' سینئر صوبائی وزیر مولانا عبدالواسع' وزیر

باقی صفحہ 2 بقیہ 9

## اسپیکر کیخلاف سینیٹ میں تحریک استحقاق مولانا نورانی کی آخری پارلیمانی کارروائی تھی

اسلام آباد (اے پی پی) متحدہ اپوزیشن کی طرف سے اسپیکر قومی اسمبلی کے خلاف سینیٹ میں تحریک استحقاق مولانا شاہ احمد نورانی کی آخری پارلیمانی کارروائی تھی۔ جمعرات کے روز یہاں اپوزیشن ذرائع نے بتایا کہ اپوزیشن کے 14 ارکان

## آخری نماز جنازہ....!

حیدرآباد (بیورو رپورٹ) متحدہ مجلس عمل کے صوبائی صدر علامہ شاہ احمد نورانی نے حیدرآباد میں آخری نماز جمعہ پڑھائی مولانا انتقال سے ایک ہفتہ قبل جمعرات

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 33

## مولانا کے اندرون' بیرون ملک لاکھوں مرید تھے' 68ء میں قادیانی کو مناظرہ میں شکست دی 74ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین بنے

اسلام آباد' کراچی (نامہ نگار' خبر نگار) مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کے اندرون اور بیرون ملک مریدوں کی تعداد

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 7

## مولانا عبدالعلیم صدیقی کی لاج رکھی' مجھے بیٹے پر فخر ہے: والدہ کا تاریخی بیان

کراچی (خبر نگار) حضرت علامہ شاہ احمد نورانی پر 1977ء میں قاتلانہ حملہ ہوا اور انہیں تحریک نظام مصطفیٰ

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 8

## شاہ احمد نورانی کے انتقال پر فیصل آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعزیتی اجلاس، مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے دعا

فیصل آباد (بیورو رپورٹ) صاحبزادہ طارق محمود کی زیر صدارت ہونے والے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعزیتی اجلاس میں متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جمعیت

بقیہ نمبر 19 صفحہ 5 پر

## مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات قوم کیلئے بڑا دھچکہ ہے، موسوی

کراچی (آن لائن) قائد ملت جعفریہ آغا سید حامد علی شاہ موسوی نے کہا ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم جہاندیدہ معتدل اور اصلاح پسند شخصیت کے مالک تھے اپنے تعزیتی پیغام میں قائد ملت جعفریہ نے کہا کہ نوابزادہ

بقیہ نمبر 20 صفحہ 5 پر

## عالم اسلام کیلئے بڑا سانحہ ہے: انس نورانی جمہوریت کیلئے بہت قربانیاں دیں، مجلس عمل بنانا بڑا کارنامہ ہے: بہنوئی پروفیسر محمد احمد صدیقی "یتیم ہوگئے" بھانجی اور بھتیجی روتی رہیں

کراچی' اسلام آباد (جنرل رپورٹر' رپوٹنگ ٹیم) علامہ شاہ احمد نورانی کے فرزند انس نورانی نے اخبار نویسوں کو بتایا

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 27

### صدر مملکت کو مولانا نورانی کے انتقال کی خبر گورنر ہاؤس کوئٹہ میں دی گئی، صدر نے ان کے ایصال ثواب کیلئے دعا کرائی

کوئٹہ (بیورو رپورٹ) صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کو مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال کی خبر گورنر ہاؤس کوئٹہ میں دی گئی صدر نے اس موقع پر اجلاس کے شرکاء کو

بقیہ نمبر3 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

### نوابزادہ کے حقے کے بعد نورانی کا پاندان بھی بند ہو گیا

اسلام آباد (آن لائن) اتحاد برائے بحالی جمہوریت کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان کے حقے کے بعد دوسرے اپوزیشن اتحاد کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کا پاندان بھی

بقیہ نمبر4 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

### مولانا شاہ احمد نورانی متحدہ مجلس عمل کے قیام سے چیئرمین منتخب ہوئے

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی متحدہ مجلس عمل کے قیام سے چیئرمین منتخب ہوئے، گو ان کا انتخاب ایک سال کے لئے عمل میں لایا گیا تھا، مگر ایک سال مکمل ہونے کے باوجود مجلس عمل نے انہیں ہی چیئرمین قائم رکھا

### مولانا نورانی کی جنت البقیع میں تدفین کی خواہش پوری نہ ہو سکی

اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی) متحدہ مجلس عمل کے مرحوم سربراہ کی مدینہ منورہ میں تدفین کی خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ اس سلسلے میں مجلس عمل کی قیادت اور بعض

بقیہ نمبر1 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

### مولانا نورانی کی وفات سے آئینی پیکج میں تاخیر ہو سکتی ہے، چودھری امیر حسین

اسلام آباد (اے این این) قومی اسمبلی کے سپیکر چودھری امیر حسین نے کہا ہے کہ حکومت نے جو آئینی

بقیہ نمبر42 صفحہ 5 پر ملاحظہ فرمائیں

### شاہ احمد نورانی کے زیر انتظام چالیس ممالک میں تبلیغی مرکز کام کر رہے تھے

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی کے زیر انتظام دنیا کے چالیس ممالک میں اسلامی مرکز قائم کر رہے

بقیہ نمبر7 صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

### "یہ تو ٹھنڈا دوزخ ہیں" صدر ضیاء سے مذاکرات میں مکالمہ

لاہور (نیوز ڈیسک) ضیاء دور میں ایم آر ڈی کی تحریک کے دوران مولانا نورانی نے صدر ضیاء سے مذاکرات کئے۔ اس دوران مولانا نورانی نے صدر ضیاء (باقی صفحہ 5 نمبر 20)

### خود پان کھاتے رہے... ضیاء الحق کی سگریٹ چھڑوادی

لاہور (میگزین رپورٹ) مولانا نورانی پان کھانے کے بڑے شوقین تھے، ایک دفعہ جنرل ضیاء الحق نے اپنے ایک اخباری انٹرویو میں پان کھانے (باقی صفحہ 5 نمبر 21)

### مولانا نورانی کی اہلیہ کا تعلق سعودی عرب سے تھا، وہ جنت البقیع میں دفن ہونا چاہتے تھے

لاہور (نمائندہ خصوصی) مولانا شاہ احمد نورانی کی اہلیہ کا تعلق سعودی عرب سے ہے۔ ان کے سسر اور والد

بقیہ نمبر4 صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

### والدہ کے قدموں میں قبر مولانا نورانی کی خواہش پر تیار کی گئی

کراچی (بیورو رپورٹ) حلقہ قادریہ اشاعت اسلام کے روحانی پیشوا علامہ شاہ احمد نورانی کی قبر ان کی خواہش

بقیہ نمبر5 صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

### حقے کے بعد پاندان بھی بند......!

کراچی (نامہ نگار خصوصی) اتحاد برائے بحالی جمہوریت کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان کے حقے کے

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 30

### میرا ذاتی نقصان ہے قصوری

لاہور (آن لائن) وزیر خارجہ خورشید قصوری نے مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی کے انتقال پر

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 29

## رحلت کے باوجود گھر پر روحانی محفل کا انعقاد، مرید دھاڑیں مار کر رونے لگے

**ذکر سب سے پرانے مرید صوفی عبدالہادی نے کرایا، صلوٰۃ وسلام ذاتی خادم نے پیش کیا**

کراچی (نامہ نگار خصوصی) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ

باقی صفحہ نمبر 7 بقیہ نمبر 21

### مولانا نورانی نے نصف صدی سے زیادہ عرصے تک نماز تراویح کی امامت کی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مرحوم مولانا شاہ احمد نورانی نے 1963ء میں رمضان المبارک میں کھلے سمندر میں لانچ میں تین روزہ ختم قرآن کرایا تھا۔ 1970ء سے وہ عام شہریوں کے ساتھ اپنی پرانی رہائش گاہ پر سحری اور افطاری کا خصوصی اہتمام

باقی صفحہ 10 کالم 6 پر

### ایک سی 130 جواب دے گیا، دوسرے پر میت کراچی روانہ کی گئی، ایئر بیس میں صحافیوں کو کوریج سے روک دیا گیا

اسلام آباد (رپورٹنگ ٹیم) مولانا شاہ احمد نورانی کا جسد خاکی

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 9

### نماز جنازہ کی امامت کیلئے مولانا کے برادر نسبتی کی مدینہ منورہ سے آمد کا انتظار

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعیت علمائے پاکستان کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے علامہ شاہ احمد نورانی کے برادر نسبتی ڈاکٹر رضوان فضل الرحمٰن کا انتظار کیا جارہا ہے تاہم اگر وہ مدینہ منورہ سے نماز جنازہ کے لیے نہیں پہنچ سکے تو نماز جنازہ مدنی مسجد گلشن اقبال کے خطیب مولانا حسن حقانی پڑھائیں گے۔

### مولانا نورانی کے انتقال پر مسلم لیگ ہاؤس میں پارٹی پرچم سرنگوں

لاہور (نمائندہ جنگ) مولانا شاہ احمد نورانی کے ناگہانی انتقال کی خبر ملتے ہی مسلم لیگ ہاؤس پر پارٹی پرچم سرنگوں کر دیا گیا۔

### پروفیسر شاہ فرید الحق کو جمعیت علمائے پاکستان کا قائم مقام صدر مقرر کر دیا گیا

کراچی (نمائندہ جنگ) جمعیت علمائے پاکستان کے سینئر نائب صدر پروفیسر شاہ فرید الحق کو فوری طور پر پارٹی کا قائم

صفحہ 13 بقیہ نمبر 30

### اوآئی سی عرب لیگ کی جانب سے مولانا نورانی کی وفات پر اظہار تعزیت

کراچی (آن لائن) عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل امر موسیٰ، او آئی سی کے سابق سیکرٹری جنرل حامد الغابد اور او

باقی صفحہ 7 نمبر 42 پر ملاحظہ کریں

### "آپ کو شاید مجھے الوداعی پارٹی دینے کی ضرورت نہ پڑے"، مولانا شاہ احمد نورانی

اسلام آباد (این این آئی) پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کے سینٹ میں پارلیمانی لیڈر سینیٹر میاں رضا ربانی نے کہا کہ گزشتہ

صفحہ 13 بقیہ نمبر 28

### شہر بھر کی میت گاڑیاں جنازے میں شامل تھیں

کراچی (آن لائن) علامہ شاہ احمد نورانی کے جنازے کے شرکاء کو لانے اور لے جانے کے لئے شہر بھر کی میت گاڑیاں

باقی صفحہ 7 نمبر 41 پر ملاحظہ کریں

### سرحد اسمبلی کا مولانا نورانی کو زبردست خراج عقیدت

پشاور (سٹاف رپورٹر) سرحد اسمبلی کا اجلاس متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر انہیں خراج عقیدت اور تعزیتی قرارداد پاس کرنے (باقی صفحہ 5 نمبر 49)

### کراچی کی تاریخ کا ایک بڑا جنازہ تھا

کراچی (آن لائن) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ شاہ احمد

باقی صفحہ 7 نمبر 40 پر ملاحظہ کریں

## سینٹ میں مولانا نورانی مرحوم کی خدمات پر خراج عقیدت، قرارداد منظور

### مولانا کی مغفرت کیلئے ایوان میں فاتحہ خوانی کی گئی، اجلاس سوگ میں معمول کی کارروائی کے بغیر ملتوی

اسلام آباد (نامہ نگار خصوصی) متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علماء پاکستان کے مرحوم سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کے سوگ میں پارلیمنٹ کے ایوان بالا کا اجلاس معمول کی کارروائی کے بغیر ملتوی کر دیا گیا۔ ہفتہ کے روز منعقدہ

بقیہ نمبر 6 صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

### مولانا شاہ احمد نورانی کے جنازے کے جلوس کی جھلکیاں (قطب الدین سے)

☆ جنازہ کے جلوس کے راستوں اور نشتر پارک میں

بقیہ نمبر 9 صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

## ملک بھر کی مساجد میں جمعہ کے خطبوں میں نورانی مرحوم کیلئے فاتحہ

### ملت اسلامیہ کے عظیم سکالر تھے اسلام کے فروغ کیلئے جدوجہد کی' خطیبوں نے زبردست خراج عقیدت پیش کیا

اسلام آباد (اپ پ) ملک بھر میں جمعہ کے اجتماعات میں مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا خطیبوں نے مساجد میں جمعہ کے

بقیہ نمبر 7 صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں

### مولانا نورانی کی خدمات کو سنہری حروف میں یاد رکھا جائے گا: گورنر پنجاب

لاہور (پ ر) گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل (ر) خالد مقبول نے مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا

صفحہ 13 بقیہ نمبر 20

### "میں تھک گیا ہوں"

کراچی (نامہ نگار خصوصی) مولانا شاہ احمد نورانی مجلس عمل کی قیادت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے۔ مولانا نورانی کے بہنوئی محمد احمد صدیقی نے

صفحہ 9 پر بقیہ نمبر 16

### مولانا کی رحلت پوری قوم کیلئے عظیم سانحہ ہے، انس نورانی

کراچی (نمائندہ جنگ) علامہ شاہ احمد نورانی کی وفات سے ہم یتیم ہو گئے۔ شفقت و محبت کا سایہ اٹھ گیا، ان کی وفات

صفحہ 13 بقیہ نمبر 21

### 73ء کے آئین میں اسلام کو باامر مجبوری سرکاری مذہب قرار دیا گیا، نورانی

کراچی (کامرس رپورٹر) مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک موقع پر بتایا تھا کہ 1973ء کے آئین پر دستخط کرنے کے

بقیہ نمبر 50 صفحہ 6 پر

### مولانا نورانی کی رہائش گاہ پر پولیس اور رینجرز کی تعیناتی، سوگوار تلاوت قرآن میں مصروف رہے

کراچی (نمائندہ جنگ) مولانا نورانی کے انتقال کے بعد ان کی رہائش گاہ پر پولیس اور رینجرز کی بھاری تعداد تعینات کر دی گئی تھی۔ سوگوار تلاوت قرآن میں مصروف رہے۔

## مولانا نورانی کی نماز جنازہ آج ساڑھے تین بجے نشتر پارک میں ادا کی جائیگی

### ان کی تدفین اور نماز جنازہ میں شرکت کیلئے دنیا بھر سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی

کراچی (بیورو رپورٹ) مولانا شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ آج ساڑھے تین بجے نشتر پارک کراچی میں ادا کی جائیگی ان کے اہلخانہ نے ان کی جنت البقیع میں تدفین کیلئے سعودی حکومت سے رابطہ کیا ہے لیکن اس کی اجازت نہ ملی تو ان کی تدفین عبداللہ شاہ غازی کے مزار کے احاطے میں جہاں ان کی والدہ کی قبر ہے ان کے پہلو میں ہوگی۔ ان کی نماز جنازہ ان کے گھر کے سامنے واقع پارک نیشنل بنک

بقیہ نمبر 3 صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

# نورانی میاں الوداع انسانوں کے سمندر نے رہنما کو آخری سلام

جنازہ اٹھا تو سوگوار دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، 2 بجے گھر سے نکلنے والا جنازے کا جلوس شام 5 بجے شاہ غازی کے مزار تک پہنچا، والدہ کے قدموں میں سپرد خاک

نماز جنازہ انس نورانی نے پڑھائی، قاضی فضل الرحمن، پروفیسر غفور، فاروق لغاری، راؤ سکندر، فاروق ستار، محمد میاں سومرو، شعبان میرانی، مسجد اقصیٰ کے امام اور ایرانی قونصل جنرل کی

# تاریخی جنازہ مولانا شاہ احمد نورانی سپرد خاک

جنازہ اٹھا تو سوگوار دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، 2 بجے گھر سے نکلنے والا جنازے کا جلوس شام 5 بجے شاہ غازی کے مزار تک پہنچا، والدہ کے پہلو میں سپرد خاک

نماز جنازہ انس نورانی نے پڑھائی، قاضی فضل الرحمن، پروفیسر غفور، فاروق لغاری، راؤ سکندر، فاروق ستار، محمد میاں سومرو، شعبان میرانی، مسجد اقصیٰ کے امام اور ایرانی قونصل جنرل کی

کراچی (بیورو رپورٹ + ایجنسیاں) پاکستان کے سیاسی افق پر چھائے ہوئے معتدل مزاج سیاسی رہنما جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ متحدہ مجلس عمل کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو جمعہ کے روز ہزاروں سوگواروں کی

بقیہ نمبر 2 صفحہ 3 پر

## ملک بھر کی مساجد میں جمعہ کے خطبوں میں نورانی مرحوم کیلئے فاتحہ

اسلام آباد (اپ پ) ملک بھر میں جمعہ کے اجتماعات میں مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا خطیبوں نے مساجد میں جمعہ

بقیہ نمبر 3 صفحہ 3 پر

# مولانا نورانی سپرد خاک جنازے میں لاکھوں افراد کی شرکت

جنازہ مرحوم کے صاحبزادے انس نورانی نے پڑھایا، نشتر پارک کیساتھ ساتھ اطراف کی سڑکیں بھی شرکاء سے بھر گئیں، کراچی میں کاروبار بند رہا، نورانی کا سوئم کل امیر خسرو پارک میں

کراچی: مولانا شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ کا منظر ان سیٹ میں مولانا کا آخری دیدار اور دوسری تصویر میں مولانا کے صاحبزادے انس نورانی غم سے نڈھال ہیں

# مولانا شاہ احمد نورانی کا تاریخی نماز جنازہ

## لاکھوں سوگواروں کی شرکت

نماز جنازہ میں وزراء سمیت اہم شخصیات نے شرکت کی، مسجد اقصیٰ کے امام خصوصی طور پر سعودی عرب سے تشریف لائے، ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے

عقیدین دھاڑیں مار مار کر روتے رہے، نماز جنازہ کیلئے جگہ کم پڑ گئی، عبداللہ شاہ غازی کے احاطہ میں سپرد خاک، لوگ میں مارکیٹیں کاروباری مراکز اور سینما

میں کئی علاقوں میں دکانیں اور بازار بند رہے، ممتاز عالم دین کے آخری دیدار کیلئے آنے والوں کا تانتا بندھا رہا، لوگوں نے ... لاکھوں خالی میدانوں، مساجد اور خیموں میں رات گزاری

# مولانا نورانی آہوں اور سسکیوں کے ساتھ سپرد خاک

کراچی کے نشتر پارک میں تاریخی نماز جنازہ

چاروں صوبوں سے عقیدت مند شریک ہوئے

نماز جنازہ انس نورانی نے پڑھائی، متحدہ مجلس عمل، جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں، معروف سیاستدانوں، حکومتی نمائندوں سمیت لاکھوں افراد کی شرکت

# مولانا شاہ احمد نورانی لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک

کراچی میں مکمل سوگ

جسد خاکی ایمبولینس کے ذریعے رہائش گاہ سے نشتر پارک لایا گیا، قاضی اور فضل الرحمن بھی ساتھ تھے، جنازہ سے قبل مولانا کی دبئی میں رہائش پذیر صاحبزادی کراچی پہنچ گئیں، کارکن دھاڑیں مار مار کر روتے رہے

مولانا کو عبداللہ شاہ مزار کے احاطے میں سپرد خاک کیا گیا، نماز جنازہ کے موقع پر سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے، سوگ میں کراچی کے کاروباری مراکز بند اور سڑکوں پر ٹرانسپورٹ کی آمد و رفت بھی معطل رہی

کراچی (مانیٹرنگ + ایجنسیاں) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ، جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی چیئرمین مولانا شاہ احمد نورانی کو لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں جمعہ کو سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ میں متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کے علاوہ معروف سیاستدانوں، حکومتی نمائندوں اور لاکھوں شہریوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ ان کے بڑے بیٹے انس نورانی نے پڑھائی۔ مولانا کا جسد خاکی ایک ایمبولینس گاڑی کے ذریعے ان کی رہائش گاہ سے نشتر پارک لایا گیا۔ متحدہ مجلس عمل کے رہنما قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمن بھی ایمبولینس میں موجود تھے۔ مولانا کی نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 61

# کراچی کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ

## نشتر پارک میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی، اطراف میں بھی لوگوں نے نماز جنازہ پڑی

## ورلڈ اسلامک مشن کے نائب صدر مولانا یونس برطانیہ سے خصوصی طور پر آئے

## جسد خاکی ایمبولینس میں ہی دیکھا گیا شہر بھر کی بہت گاڑیاں جنازے میں شریک ہوئیں

کراچی (دوپہر نیوز) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ شاہ احمد نورانی کی نماز جنازہ کا اجتماع کراچی کی تاریخ کا ایک بڑا جنازہ تھا۔ جس میں سیاسی، سماجی افراد کے ساتھ ساتھ عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی نماز جنازہ میں نشتر پارک میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اور نشتر پارک کے اطراف گلیوں میں بھی ہزاروں افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔ شاہ احمد نورانی

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 32

## متحدہ اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی کا اجلاس

## نورانی کیلئے فاتحہ خوانی اور تعزیتی قرارداد

اسلام آباد (دوپہر نیوز) سینٹ میں متحدہ اپوزیشن کی پارلیمانی پارٹی کا مشترکہ اجلاس جمعہ کی شام سینٹ کے

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 34

## نورانی کی روح کو ایصال ثواب کیلئے رسم سوئم' ہزاروں عقیدت مندوں کی شرکت

**مرحوم کے برادر نسبتی نے انس نورانی کی دستار بندی کی مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے شرکت کی**

**مولانا شجر سایہ دار تھے' قصوری' مرحوم کی سرپرستی کے بغیر مجلس عمل کامیابی سے ہمکنار نہ ہوتی: طاہر القادری**

کراچی + لاہور (آن لائن + ثناء نیوز + پ ر) مولانا نورانی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے وزیر خارجہ نے کہا کہ وہ ایک شجر سایہ دار تھے۔ مولانا زندگی بھر محبتیں بانٹتے اور نفرتیں مٹاتے رہے۔

باقی صفحہ 6 بقیہ نمبر 25

## علامہ شاہ احمد نورانی کے جانشین مولانا انس نورانی کی دستار بندی

**ڈاکٹر الشیخ رضوان مدنی نے سوئم کے بعد انہیں دستار پہنائی، اجتماعی دعا بھی کی گئی**

کراچی (نمائندہ جنگ) علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مرحوم کے جانشین مولانا انس نورانی کی اتوار کو دستار بندی کی گئی۔ ڈاکٹر الشیخ رضوان مدنی نے علامہ شاہ احمد نورانی کے سوئم کے بعد انہیں دستار پہنائی اس موقع پر اجتماعی دعا بھی کی گئی۔ مولانا انس نورانی نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ وہ اپنے والد علامہ شاہ احمد نورانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نظام مصطفیٰ کے نفاذ، شریعت اور آئین کی بالادستی کے لیے جدوجہد جاری رکھیں

صفحہ 12 بقیہ نمبر 2

## کراچی میں مولانا نورانی کے ختم قل، انس نورانی کی دستار بندی کی گئی

**خورشید قصوری، منظور وٹو، طاہر القادری، مفتی منیب الرحمٰن، اعجاز ہاشمی و دیگر کا بھی تقریب سے خطاب**

کراچی (نامہ نگار خصوصی) قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کے ختم قل کی تقریب ان کی رہائش گاہ بیت الرضوان کے بالمقابل پارک میں منعقد ہوئی اس موقع پر مرحوم کے صاحبزادے شاہ انس نورانی کی دستار بندی کی گئی۔ انس نورانی نے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ کا نفاذ ہوگا جو مشن میرے والد نے شروع کیا یہ فقیر اسے مکمل کرے گا۔ اس موقع پر سرکردہ مقررین علما اور سیاست دانوں نے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ مقررین میں وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری' حافظ حسین احمد' منظور وٹو' ڈاکٹر طاہر القادری' مفتی منیب الرحمٰن' پیر

باقی صفحہ 10 نمبر 2

## سانگلہ ہل میں نورانی کی رسم قل میں 3 ہزار افراد کی شرکت

سانگلہ ہل (آن لائن) مرکزی، ضوی جامعہ مسجد سانگلہ ہل کے وسیع و عریض ہال میں متحدہ مجلس عمل کے صدر و جمعیت العلمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی رسم قل ادا کی گئی۔ اس میں ایک اندازے کے مطابق تین ہزار افراد

باقی صفحہ 6 بقیہ نمبر 28

## غیر متنازعہ مذہبی شخصیت

لاہور (اے این این) مولانا شاہ احمد نورانی غیر متنازعہ مذہبی شخصیت تھے اور اتحاد بین المسلمین کے لئے انہوں نے مثالی کام کیا۔ انہوں نے ملی یکجہتی کونسل کے فورم پر فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے بھی کام کیا۔

## شاہ احمد نورانی کی مدینہ میں دفنانے کی وصیت

**لواحقین کے بتانے پر سپیکر نے حکومت کو آگاہ کر دیا**

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی + نیوز رپورٹر) شاہ احمد نورانی کے لواحقین نے قومی اسمبلی کے سپیکر چوہدری امیر حسین سے رابطہ کر

صفحہ 13 بقیہ نمبر 16

# مختصر تعارف

## کنز الایمان سوسائٹی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ دنیائے اسلام اس عظیم شخصیت کے کارناموں سے بخوبی واقف ہے۔ خصوصاً تصنیف وتالیف میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے جہاں انہوں نے مختلف علوم وفنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتب تصنیف کیں وہاں انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ بنام ''کنز الایمان'' بھی کیا یہ ترجمہ ان کی دوسری تصانیف کی طرح ان کے عشق رسول ﷺ کا آئینہ دار ہے۔ ''کنز الایمان سوسائٹی'' کا قیام اس ترجمہ قرآن حکیم کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں مارچ 1983ء میں عمل میں آیا۔

## اغراض ومقاصد

- اردو ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' کی اشاعت ومفت تقسیم۔
- اختر رضا لائبریری کا قیام۔
- اعلیٰ حضرت فری ڈسپنسری کا قیام۔
- گنج بخش سائنس کالج کا قیام۔
- اسلام کے صحیح عقائد ونظریات کی ترویج واشاعت کے لئے غیر مطبوعہ ونایاب کتب ورسائل کی معیاری اشاعت وتقسیم۔
- امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ''قومی امام احمد رضا کانفرنس'' کا انعقاد۔
- اسلامی، قومی، تہواروں پر خصوصی اجتماعات کا اہتمام۔
- درس قرآن وحدیث کا خصوصی اہتمام کرنا۔
- انسانیت کی فلاح وبہبود کے لئے کوشاں رہنا۔

## خدمات کا مختصر جائزہ:۔

### 1:۔ اختر رضا لائبریری:۔

19 اکتوبر 1984ء کو دہلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ میں ''اختر رضا لائبریری'' کا قیام عمل

میں لایا گیا۔ یہ لائبریری نبیرہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد اختر رضا خان الازہری مدظلہ العالی صدر سنی جمعیت العلماء ہند کے نام نامی سے منسوب ہے۔

لائبریری میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہزاروں مفید ترین کتب اور 100 سے زائد رسائل و جرائد کے علاوہ اخبارات اور علمائے کرام کی تقاریر، نعت خوانی، اور درس قرآن کے آڈیو ویڈیو کیسٹ، سی ڈی عوام کے استفادہ کے لئے بلا معاوضہ موجود ہیں۔

قرب وجوار کے تشنگان علم شام کے اوقات میں لائبریری آکر سیر ہوتے ہیں لائبریری کے قیام سے لے کر اب تک کے اخبارات رسائل وجرائد کے فائل بھی موجود ہیں۔

## 2:۔ قاری کلاس:۔

سوسائٹی کی جانب سے چالیس روزہ قاری کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں سولہ سال سے پینسٹھ سال کی عمر تک کے احباب ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سینکڑوں طلباء اس کلاس کے ذریعے ناظرہ قرآن پاک پڑھ چکے ہیں۔ قاری کلاس کے طلباء کے کورس کی کتابیں اور کاپیاں، پین وغیرہ سوسائٹی کی طرف سے مفت کہیا کی جاتی ہیں اور کلاس کے اختتام پر اسناد و دیگر کتب کے علاوہ مترجم قرآن پاک کنزالایمان کے نسخے بھی تمام طلبہ میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

## 3:۔ مقدس اوراق کو بے حرمتی سے بچانا:۔

سوسائٹی کی جانب سے قرآن حکیم وحدیث شریف کے مقدس اوراق کو دفتر میں جمع کر کے انہیں اسلامی طریقہ سے تلف کر دیا جاتا ہے۔

## 4:۔ معاشرہ میں غیر شرعی حرکات روکنا:۔

کنزالایمان سوسائٹی کی طرف سے اصلاح معاشرہ کے لئے مختلف مواقع پر علمی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے جن میں علمائے کرام اپنی بصیرت افروز تقاریر کے ذریعے معاشرہ میں موجود برائیوں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سوسائٹی کی طرف سے اصلاحی پوسٹر بھی شائع کیے جاتے ہیں جن میں عوام کو غیر شرعی رسومات کو ترک کرنے کی تلقین کی جاتی ہے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت ہزاروں کی تعداد میں پوسٹر شائع کئے جا چکے ہیں۔

- محکمہ اوقاف سے اپیل (درگاہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں)

۞ کیا حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے کہا تھا یا کیا تھا کہ؟

۞ اپیل بنام اسسٹنٹ کمشنر صاحب (جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ڈسکو ڈانس وغیرہ کے بارے میں)

۞ آخری چہار شنبہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

## 5:۔ کتب ورسائل کی اشاعت:۔

سوسائٹی کی طرف سے اب تک درج ذیل عنوانات کے تحت کتب و رسائل ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کیے جاچکے ہیں۔

☆ لمحہ فکریہ

☆ چالیس احادیث نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

☆ وصایا قمریہ

☆ شاہ فہد کے نام مکتوب گرامی

☆ رہبر و راہنما

☆ قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو

☆ تاثیر قرآن

کئی ایک مسودے سرمایہ کی کے پیش نظر اشاعت کے منتظر ہیں۔

## 6:۔ قومی امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد:۔

سوسائٹی کے زیر اہتمام 1987ء سے الحمرا ہال لاہور میں امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں ہر سال ملکی سطح پر ''قومی امام احمد رضا کانفرنس'' نہایت تزک و احتشام کے ساتھ انعقاد پذیر ہوتی ہے۔ جس میں ملک بھر سے علماء مشائخ دانشور، شاعر، ادیب، قانون دان، اور صحافی وغیرہ امام اہل سنت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

## 7:۔ ماہنامہ ''کنز الایمان'' لاہور کا اجراء:۔

سوسائٹی کے زیر اہتمام مارچ 1991ء سے انگریزی اور اردو میں ماہنامہ ''کنز الایمان'' کا اجرا کیا جاچکا ہے جس کے ذریعے دین اسلام کے صحیح وعقائد ونظریات کی اشاعت وترویج کا کام کیا جارہا ہے۔

## 8:۔ خصوصی اجتماعات:۔

سوسائٹی کے زیر اہتمام ہر سال رمضان المبارک کے دوران جامع مسجد قاسم خان لاہور چھاؤنی میں چھٹی کے دن بعد نماز فجر درس قرآن کے اجتماعات ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں لاہور کی مختلف مساجد میں

☆ 3 رمضان المبارک کو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے یوم وصال پر

☆ 10 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یوم وصال اور فتح مکہ کے موقع پر۔

☆ 17 رمضان المبارک کو ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یوم وصال اور جنگ بدر کے موقع پر۔

☆ 21 رمضان المبارک کو خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر اور 26 رمضان المبارک کو جشن نزول قرآن کے موقع پر روحانی محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ روحانی محفل بعد نماز عصر ہوتی ہیں۔ اور افطاری کا بھی انتظام ہوتا ہے اس کے علاوہ 12 ربیع الاول کو ہر سال بعد نماز عصر اختر رضا لائبریری میں محفل میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

## 9:۔ محفل نعت:۔

امام احمد رضا کے یوم وصال (انگریزی حساب سے) کے موقع پر 2000ء سے اکتوبر کے آخری ہفتہ کو بعد نماز مغرب اختر رضا لائبریری میں سالانہ محفل نعت کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ جس میں ملک کے نامور نعت خواں حضرات کلام اعلیٰ حضرت پیش کرتے ہیں۔ اور کسی عالم دین کا بیان بھی ہوتا ہے۔

## آئندہ عزم (انشاءاللہ عزوجل)

## گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فری سائنس کالج:۔

مخدوم الاولیاء سند الواسلین حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں گنج بخش کالج کے قیام کا منصوبہ ہے۔ جہاں پر مستحق و نادار طلباء کی سرپرستی کی جائیگی اور انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے مفت تعلیمی سہولتیں فراہم کی جائیں گی تاکہ وہ معاشرہ میں اپنا

مقام بنا سکیں۔

## اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فری ڈسپنسری:۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی یاد میں ''اعلیٰ حضرت فری ڈسپنسری'' کے قیام کا منصوبہ ہے جہاں پر غریب و متوسط طبقہ کے افراد کو علاج معالجہ کی مفت سہولتیں دستیاب ہوں گی۔

## قرآن پاک کی اشاعت ومفت تقسیم:۔

دنیا کے دیگر مذہب کی مقدس کتاب کی تقسیم مفت ہوتی ہے اس کا کوئی ہدیہ نہیں لیا جاتا لیکن قرآن حکیم جو کہ دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی الہامی کتاب ہے کو حاصل کرنے کے لئے ہدیہ دینا پڑتا ہے۔ ''کنز الایمان سوسائٹی'' کا سب سے اہم اور بڑا منصوبہ یہی ہے کہ قرآن پاک کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے اس کو مفت تقسیم کیا جائے۔ اس منصوبہ پر لاکھوں روپے کی لاگت آئیگی اس لئے اس کی اشاعت کے لئے ایک علیحدہ فنڈ قائم کر دیا گیا ہے جس میں صرف اشاعت قرآن پاک کے لئے فنڈ جمع ہوگا اس کا نام ''کنز الایمان فنڈ'' ہے قرآن پاک اردو ترجمہ کے علاوہ دنیا کے دیگر زبانوں میں علیحدہ علیحدہ شائع کیا جائے گا۔

کنز الایمان سوسائٹی اپنے ان عظیم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہے لیکن اس گراں دور میں علوم وفنون اور قرآن کی خدمت کچھ آسان کام نہیں ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب ثروت حضرات سوسائٹی کی سرپرستی فرماتے ہوئے مقدور بھر تعاون فرمائیں تاکہ یہ منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچیں۔

## ترسیل زر کا پتہ

محمد نعیم طاہر رضوی۔ بانی وصدر

کنز الایمان سوسائٹی دہلی روڈ لاہور کینٹ۔ پاکستان

پوسٹ کوڈ:۔ 54810 فون نمبرز:۔ 6681927 - 6680752

موبائل:۔ 0333-4284340

بذریعہ چیک ڈرافٹ بنام ''کنز الایمان'' کا بنوا کر بھیجیں۔

حبیب بینک لمیٹڈ لاہور کینٹ۔ برانچ اکاؤنٹ نمبر 71-5685

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

تبلیغ دین کی عالمی تنظیم

# تبلیغِ اسلامی

نبی اکرم، رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ قسم اس کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے منع کرو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا، پھر دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی)

مسلمانوں میں دین کی فکر پیدا کرنے اور عشق رسول ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کے لئے تبلیغ اسلامی کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ تبلیغ اسلامی کے زیر اہتمام درج ذیل امور سرانجام دیئے جائیں گے۔

۱۔ مساجد اور مناسب مقامات پر مکاشفۃ القلوب کا درس دینا
۲۔ شہر سطح پر ہفتہ وار تبلیغی اجتماع منعقد کرنا
۳۔ مختلف مقامات پر جا کر دین کی فکر پیش کرنا
۴۔ شہروں اور گاؤں میں تبلیغی قافلے بھیجنا
۵۔ محافل ذکر و نعت کا انعقاد کرنا
۶۔ مسلمانوں میں ایمان کی پختگی اور فہم دین بڑھانے کے لئے علماء کرام کے درس قرآن کا سلسلہ قائم کرنا
۷۔ مذہبی ایام بالخصوص عید میلاد النبی ﷺ جوش و خروش سے منانا
۸۔ طلباء و طالبات کے لئے حفظ و ناظرہ اور درس نظامی کے مدارس قائم کرنا
۹۔ اسلامی لٹریچر عام کرنے کے لئے مکتبۃ الاسلام قائم کرنا
۱۰۔ تعلیمی و دیگر اداروں میں تبلیغ اسلامی کا سلسلہ قائم کرنا
۱۱۔ پاکستان کے علاوہ بیرون ممالک میں تبلیغ اسلامی کا سلسلہ قائم کرنا
۱۲۔ جدید الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے عالمی سطح پر اسلام کی تبلیغ کرنا
۱۳۔ مسلمان عورتوں میں بھی دین کی فکر پیدا کرنا اور عشق رسول ﷺ بیدار کرنا۔

تمام مسلمانوں سے استدعا ہے کہ اپنے شہروں اور گلی محلوں میں تبلیغ اسلامی کا کام کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں اور جہاں کام کا آغاز ہو چکا ہے وہاں معاونت فرمائیں اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔

تمام ائمہ و علمائے کرام مشائخ عظام سے خصوصی التجاء ہے کہ اپنی شفقت و راہنمائی سے نوازیں اور تبلیغ اسلامی سے بھرپور تعاون فرمائیں۔

الحمد اللہ! متعدد شہروں میں تبلیغ اسلامی کا کام شروع ہو چکا ہے اور کئی شہروں میں رابطے جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہم فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

**رابطہ**
قادری منزل 36/11 سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ لاہور
Ph:042.7468569 , 0333.4234425

**تبلیغ اسلامی**
www.etableegh.org
E-Mail: info@etableegh.org
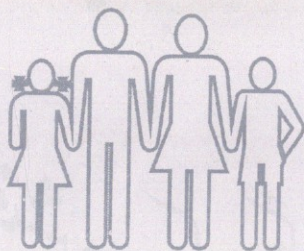
PS
پاک شوز
بچکانہ ورائٹی
مردانہ ورائٹی
زنانہ ورائٹی
اور جوتوں کی مکمل ورائٹی کے لیے تشریف لائیں۔
720 سرور روڈ صدر بازار لاہور کینٹ
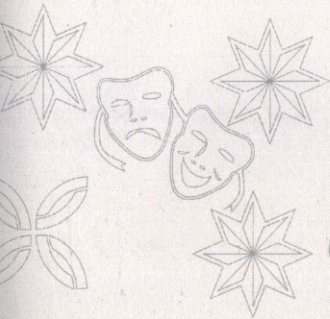
AJ
الجنت فیبرکس
فیشن کے رنگ
الجنت کے سنگ
455 ساگر روڈ صدر بازار لاہور کینٹ
042-6672377
0300-9452034

مدنی فیبرکس
موسموں کے رنگ
مدنی فیبرکس کے سنگ
کپڑوں کی ہر قسم کی ورائٹی کا مرکز
مدنی فیبرکس
461 ساگر روڈ صدر بازار
لاہور چھاؤنی

اہلسنت وجماعت کے ترجمان اور فکر رضا کے امین

ماہنامہ **کنز الایمان** کے

☆تحریک خلافت وترک موالات ☆تحریک پاکستان ☆قائداعظم

☆پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی شہید ☆چودھری حمایت علی شہید

☆ختم نبوت ☆حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور

☆حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبرز کی بے مثال اشاعتوں کے بعد قائد ملت

اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر

کی اشاعت پر محمد نعیم طاہر رضوی اور ان کے ساتھیوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں

سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

منجانب: رضائے مصطفےٰ نقشبندی پرنسپل جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

فاروق آپٹیکل سروس
★ چشمے ہر قسم
★ کنٹیکٹ لینز
★ کاسمیٹکس لینز
★ مصنوعی آنکھیں
★ آلہ سماعت
کوالیفائیڈ ماہرین
کی زیر نگرانی
لگائے جاتے ہیں
نظر بذریعہ جدید کمپیوٹر ٹیسٹ کی جاتی ہے
10 علامہ اقبال روڈ (متصل الحمرا سینما) چوک بوہڑ والا
لاہور فون 6369724 -6365048

ٹھنڈا فالودہ
ٹھنڈا دودھ
صدر بازار
کی
مشہور دوکان
قصور سویٹ کارنر
صبح کا بہترین ناشتہ حلوہ پوری
• شادی • پارٹی • سالگرہ
کے لیے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے
پروپرائٹر شفیق اینڈ سنز
فون 6665113
دوکان نمبر 1010/1 صدر بازار لاہور کینٹ

most important reason was that he represented the majority sect of the country.

In spite of being the head of the MMA, he proved to be ineffective and the Jamaat-i-Islami and the Jamiat Ulema-i-Islam (Fazular Reahman) by passed him while thanking important decisions.

He himself nearly caused the breakup of the MMA by antagonizing the jamiat Ahle Hadith, which is considered to represent the interests of some Arab regimes in Pakistan, with his uncompromising attitude. The jamiat Ahle Hadith alleges that Maulana Noorani used very harsh words against their belief system in the meetings of the MMA. On more than one occasions, the jamiat Ahle Hadith stopped attending the meetings of the MMA. They were persuaded to come back by other MMA components, but not without difficulty.

The death of Maulana Noorani would not affect the course of religious politics in the country. The Brelvi sect is divided in to a number or parties and groups. He was leading a very small group at the time of his death. There is nobody who can rightfully succeed him. His group may find it difficult to retain an important place in Pakistani politics in a post MMA scenario.

THE NEWS 21December 2003.

He was an important leader of the anti-Bhutto campaign in 1977. The PNA adopted the slogan of 'Nizam-i-Mustafa', which reflected the Brelvi vision of the Islamic system, under his influence. He refused to play second fiddle to the government, while most PNA leaders joined Zia's martial law regime, this proved to be the beginning of the end of his politics.

The martial law regime used every tactic to split the JUP, and with success. Many of the JUP leaders such as Zahoorul Hassan Bhopali and Haji Haneef Tayyab started sporting General Ziaul Haq. His movements and activities became restricted to his house. But he refused to make any compromises.

What played a crucial in the decline of Brelvi politics in urban Sindh - the constituency of the Brevli Islamists and the Jammat-i-Islami – was General Ziaul Haq's policy to strengthen the MQM in order to to create a nemesis for Pakistan People's party.

He spent several years in the political wilderness after the rise of the MQM in urban Sindh. Unable to carve out a constituency for himself, Maulana Noorani unsuccessfully tried to cultivate jihadi forces during the last years of his life because it had become a trend among the country's Islamists.

A turn in Maulana Noorani's fortunes came when the religious parties decided to form an electoral alliance to meet the challenges of the post 9/11 period. He was the only consensus leader of an alliance of religious parties. One of the reasons was his towering personality because of his political past. The other reason was that he posed no threat to bigger parties such as the Jamaat-i-Islami and the Jamiat Ulema-i-Islam (JUI) because he had lost his constituency. The

breakup of his party into several factions. Maulana Noorani could never reunite them.

Emerging as the leading Brelvi politician only a few years after he started taking part in politics in 1970, he could easily be described as the Nawabzada Nasrullah Khan of the Islamist parties.

Maulana Shah Ahmed Noorani was born in Meerut into a religious family which traced its lineage to Abu Bakr, the first Caliph. He memorized the Holy Quran at the age of 8. Both he and his father took particular interest in tabligh (call to Islam) to non-Muslims for which he learnt around a dozen languages. Some 50,000 non-Muslims are said to have converted to Islam due to his father's tabligh. He visited a number of countries for tabligh and claimed to have converted some 100,000 people to Islam.

He got his early education in Meerut and gracuated from the National Arabic College in Arabic from the Allahabad University, he also studied at a madrassa called the Darul Uloom Arabia in Meerut.

Maulana Shah Ahmed Noorani entered politics in 1970 in Karachi and was elected to the National Assembly the same year. He founded the World Islamic Mission in 1972 in Makkah. He became the president of the Jamiat Ulamae Pakistan (JUP), the biggest Brelvi political party at that time, in 1973. Soon after he took over the reins of the JUP. The anti-Qadiani movement, which resulted in the Qadianis being declared non-Muslims on September 7 1974. He made personal efforts to insert a definition of Muslims in the constitution. He played an important role in having Islam declared as the state religion.

# OBITYARY

# ALWAYS IN A MAJORITY

**Maulana Shah Ahmad Noorani was a hardline Brelvi Islamist who rarely compromised on his religious beliefs for the sake of his political objectives**

By Arif Jamal

The anti government agitation was at its height in mid-1977. The campaign against Zulfikar Ali Bhutto, led by the Pakistan National Alliance, was taking on a religious colour because of the participation of the religious parties, the then Federal information Minister Maulana Kausar Niazi offered to withdraw all PPP candidates in favour of the PNA candidates only if Maulana Shah Ahmad Noorani, who was an important PNA leader, said his namaz (prayers) after Mufti Mehmood, another prominent PNA leader. Maulana Niazi wanted to play upon the differences among the PNA leaders.

Next day, Mufti Mehmood offered his Maghreb prayers after Maulana Noorani at a big gathering in Multan, Maulana Niazi once again challenged Maulana Noorani to say his Namaz behind Mufti Mehmood, but Noorani refused to do that.

Maulana Noorani was a hardline Brelvi Islamist who rarely compromised on his religious be liefs for the sake of his political objectives. This proved to be both his strength and weakness. He gained immense popularity among the Brelvi Islamists because of his uncompromising attitude. Perhaps, for this very reason, General Ziaul Haq regime supported the

established Pakistan in 1947 which was attended by Quaid-i-Azam and other senior officials.

He obtained elementary education from his Uncle Maulana Nazir Ahmad Khwajandi since his father spent most of his time in Madina, At the age of 10, Noorani went to Madina for higher education and learnt Holy Quran by heart at the age of 8. He had a unique distinction of leading Taraveeh prayers at Kacchi Memon Masjid Karachi for 66 years continuously. He also obtained Dars-i-Nizami degree from Meerut and did graduation from Allahabad University. Another uniqueness his family had is that his father Maulana Abdul Aleem Siddiqi, grandfather Maulana Fazlur Rehman and Grandfather of his wife Maulana Ziauddin Madani all died in Madina and were buried in Jannatul Baqih graveyard close to Masjid Nabwi (PBUH). His mother died at the age of 100 in 2002. His elder son Anas Noorani is studying Hadith and Fiqah, His younger son Awais Noorani is in USA working at the store of his maternal aunt.

THE NEWS, December 12, 2003

## نوٹ

یہ شمارہ فروری اور مارچ 2004ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔

آئندہ شمارہ اپریل میں ان شاءاللہ

انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر ہوگا۔

behind him and voted against him in the elections as well.

Maulana Shah Ahmad Noorani died at the age of 78 and left behind a widow, two daughters and two sons. His Nikah was solemnized at the holy city of Madina with the daughter of Maulana Fazlur Rehman Madni, son of Qutub -e-Madina and great scholar Maulana Ziauddin Madni during 50's

He remained MNA and Senator twice, and had the unique distinction of authoring the draft resolutions declaring the country as Islamic Republic of Pakistan, Qadiyanis as religious minority, the definition of a Muslim as spelled out by the Constitution and the text of the oaths of the offices of president, prime minister and members of parliment.

Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi was born in Meerut on April 1, 1926 (17th Ramazanul Mubarak 1344AH) as the second son of an eminent religious scholar Maulana Shah Abdul Aleem Siddiqi Meeruti, who was the Khalifah of one of the most influential religious scholars and founder of Barelvi school of thought, Maulana Ahmad Raza Khan Barelvi.

Maulana Noorani had five siblings, three brothers and two sisters, one of his sister Dr, Farida is also a sitting MNA while two younger brothers are working in Saudi Arabia. His elder brother Shah Ahmad Jilani Siddiqi died several years ago. His father Maulana Shah Abdul Aleem was held in esteem by the father of the nation Quaid-i-Azam who gave the latter some occasional diplomatic assignments in Muslim countries like Saudi Arabia. Besides, he also had the honour of leading the first Eid prayer of newly

regional and always struggled against them with full might. He suffered a lot at the hands of growing linguistic influences in Karachi but never compromised with that phenomenon. Like Nawabzada Nasrullah Khan, he had the unique quality of commanding influence over parties of different schools of thought, and he always took various sects along in cases of movements for the cause of Islam and democracy. He always stood against military dictatorship and braved repression while launching anti-dictatorship movements in the country. His role in Nizam-i-Mustafa movement in '77 against ZA Bhutto and leader in MRD against Ziaul Haq was remarkable.

It was his party JUP which coined the term Nizam-i-Mustafa and later campaigned for it along with other like-minded parties. His role in carving out an Islamic identity for Pakistan at a time when the region was under devastating influence of socialism was memorable. He played a leading role in evolving '73 Constitution as he was the member of constitutional committee. He also contested the election of prime minister against ZA Bhutto as joint candidate of the opposition parties.

Noorani's personality was a mixture of noble values like self-respect, contentment and sobriety for which he commanded respect even in the rival sects. Despite holding a high family pedestal of Barelvi school of thought, he never allowed his sect to influence his activities and remained an ardent advocate of inter-sect unity and it was the reason he was made president of MilliYakjehti Council (MYC) in'90 and then MMA in 2000's. That was the reason hardliner parties of his school of thought never stood

# Noorani: A great unifying force

Asim Hussain

LAHORE: The death of MMA president Maulana Shah Ahmad Noorani Silenced the lone voice for Nizam-i-Mustafa and sectarian harmony, calling upon the Muslims towards Islam for about four decades. With his demise, the Islamic parties of Pakistan have lost a great unifying force which united different schools of thought on many occasions.

The seasoned politician and veteran religious scholar had a splendid political career spanning over four decades during which he was respected by friends and foes for his qualities of simplicity, nobility, righteousness and contentment.

He struggled for Nizam-i-Mustafa and other noble causes throughout his life whith the same vigour. He proved his contentment as he made no money out of politics or his various preaching activities in Europe, Africa and America and continued to live in a small rented apartment in Saddar Karachi adjacent to Kachhi Memon Masjid for about 45 years until 2002 when his brother-in-law purchased his family a house in Clifton out of his wife's share of inheritance, He left the flat following the demand of masjid committee to vacate the same to facilitate mosque expansion.

Noorani enjoyed a prominent position as leader of opposition during strong governments of ZA Bhutto and Gen Ziaul Haq and was offered government slots twice but he rejected saying he would rather work for the enforcement of Nizam-i-Mustafa while sitting in the opposition than to become part of the government.

Despite meager resources, he never showed any weakness in his principled stance against the linguistic,

# Noorani's death setback to MMA

Asim Hussain

LAHORE: Following the sudden death of MMA president Maulana Shah Ahmad Noorani, the six party religious alliance suffered a setback at a crucial juncture where its struggle against the military regime had entered the final phase.

As the alliance is set to launch anti-government movement from next week provided the government failed to bring the agreed constitutional amendments bill in the parliament to put LFO before the parliament's approval, the questions continued to agitate the minds of MMA workers as to who will head the alliance after Maulana Noorani and who will succeed him as the head of JUP. According to sources, JI Ameer Qazi Hussain or JUI-F Ameer fazlur Rehman are the srepective choices before the MMA supreme council to be elected as alliance president as the body will meet next week. However, veteran JUP leader and party's senior vice president , Prof Shah Faridul Haq, is the obvious choice to succeed him as party president and at the Council. Maulana Noorani, who remained JUP president since '73' had tried to retire from active politics during mid-90's and left his place for Prof Shah Faridul Haq. However, Prof Haq and other leaders persuaded Noorani to resume politics and took charge as party head again after some time.

THE NEWS, December 12, 2003

karobar shooroo kar diya". It is we who were supposed to be bringing pans from there. Now Bhutto sahab have you also started doing the same thing, was Maulana's pithy reply answering the criticism against him that he went to the then East Pakistan, after the 1970 Elections, to only chew paans.) May Allah rest his soul in peace.

THE NEWS, December 12, 2003

اہلسنت و جماعت کے ترجمان اور فکر رضا کے امین

ماہنامہ **کنز الایمان** کے

☆ تحریک خلافت و ترک موالات ☆ تحریک پاکستان ☆ قائد اعظم
☆ پروفیسر ڈاکٹر آفتاب نقوی شہید ☆ چودھری حمایت علی شہید
☆ ختم نبوت ☆ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور
☆ حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبرز کی بے مثال اشاعتوں کے بعد قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر

# قائد ملت نمبر

کی اشاعت پر محمد نعیم طاہر رضوی اور ان کے ساتھیوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب: انجینئر محمد طاہر فاروق خادم قائد ملت (باغبانپورہ لاہور)

and Asghar Khan) for a long time. (Many members of his party which was largest party on the opposition benches in the assembly broke from him and became hanpicked members of the Majlis-e-Shoora).

Born in Meerut in the UP in 1926, he graduated from the National Arabic Collage in Meerut. He had a Dars-e-Nizami (Fazil) from Darul Uloom, Arabia from the same city. (He became a Hafiz-e-Quran at the age of eight).

The Maulana came to Pakistan in 1950. Initially, he was with the Muslim league, but soon formed his own jamiat-ul- Ulema-e-Pakistan.

He was President of World Islamic Missions, which he founded in Darul Arkam in Mecca and Honorary Secretary General of world Muslim Ulema organization. He was first elected to National assembly in 1970. Maulana Noorani was a great linguist, knowing a number of languages, including perfect Arabic, Prench and Persian. During the Pakistan Movement the Maulana had established a National Guards force.

Maulana was soft-spoken and amiable personality who had a remarkable quality of delivering loaded and pithy sentences, especially in politics. (This writer remembers a reception at the American Embassy in Islamabad in 1974. The late Prime Minister Zulfikar Ali Bhutto, who had then recently returened from his visit to Bangladesh, had brought "paans" from Bangladesh as a gift from there for various leaders. Spotting the Maulana at the reception, he asked him whether he had received his gift. "Hum to smajahtay thay kay sirf hum he wahan say paan latay hain. Bhutto sahib kiya aap nay bhi yeah hi

# Departure of a real political stalwart

Mufti Jamiludin Ahmad

The death of Allama Shah Ahamad Noorani removes from our midst not only a great religious leader (who was also the son of a great religious scholar and preacher Maulana Shah Muhammad Abdul Aleem Siddiqi) but also a great, indefatigable political stalwart in the chequered political history of this country. The departed leader had also the distinction of being one of the signatories to the (original) Constitution of 1973 of the Islamic Republic of Pakistan.

As if to end his glorious career on a remarkable political note in the history of democratic struggle in the history of Pakistan, he had the crowning achievement of heading a 6 party political alliacnce of religious parties, the Muttahida Majlis-e-Amal, MMA.

The alliance not only became a united platform for various schools of religious thoughts, (Deobandis, Bareilvis, Shias, Ahle-Hadis and others) at least on the political front (and surprisingly in the days when one sees a lot of sectarianism around), it has been giving a vociferous voice to its stand in the Parliament on the issue of the Legal Framework Order.

Maulana Shah Ahmad Noorani was part of many democratic movements in the country, including the one launched by the Pakistan National Alliance against the PPP government of the Late Prime Minister Zulfikar Ali Bhutto, General Zia-ul-Haq kept Maulana Noorani under house arrest (as also some other PNA leaders including the late Nawbzada Nasrullah Khan

Nubuwat in 1953, and movement for the formulation of the constitution in 1956. He took part in almost all the political and religious movements of the country. The JUP chief got married in 1962 in Madina On June30, 1974 he submitted a resolution in the lower house demanding to declare Qadianis as non.Muslims.

He was at the forefront of a countrywide movement against Zulifkar Ali Bhutto and the Pakistan People's party (PPP) in 1977. Maulana Noorani played a leading role in the formation of the nine-party Pakistan National Alliance (PNA) in 1977 against the Z.A Bhutto government.

He also fought against the dictatorship of General Zia-ul-Haq from 1977 to 1988. he was elected senator from Karachi with the support of PPP parliamentarians. He preached Islam through out the world and thousands of non-muslims embraced islam due to his preaching. Despite his all political engagements, he had gone abroad for Tableegh this year. He always supported all Islamic movements and condemned the imperial forces and their policies. Maulana Noorani's body was flown here from Islamabad at the Faisal Base by a special C-130 air craft, Vice President MMA Qazi Hussain Ahmed, senator professor Ghafoor Ahmed, senator Nisar Memon and Salim Saifullah of Pakistan Muslim League (PML) AND Muhammad Ali Durrani of National Alliance. also arrived in Karachi in the same flight.

The coffin was taken to Shah Ahmed Noorani's house Bait-ul-Rizwan in Clifton area in the form of a procession.

Secretary General MMA Maulana Fazlur Reahan, MQM's senator Babar Ghouri, Maulana Samiul Haq, Muhammad Hussain Mahnti and others were present at Maulana Noorani's residence. The C-130 was provided by the government on the directives of president Pervez Musharraf and Prime Minister Zafarullah Jamali.

THE NEWS, December 12, 2003

Wednesday night. The Maulana was taking emergency medicine (aspirin) but he refused to take rest when requested, Qadri added According to his party workers, Maulana Noorani was scheduled to chair an important meeting of the alliance of six religious parties at noon. Just 30minutes before the schedule of leaving his Islamabad residence for the meeting, he went to the washroom. "When the Maulana did not come out of the washroom for quite sometime, we entered in and found him lying there with a complaint of pain in the chest. We immediately shifted him to the hospital where he breathed his last," the associates of Maulana told NNI. Professor shah Faridul Haq will act as chief of Jamiat Ulema-e-Pakistan (Noorani) till the appointment of a new head of the party, General Secretary JUP (N) KM Azhar said on Thursday. Terming the demise of Maulana Noorani a great loss, he said it would be difficult for the JUP to absorb this shock as Noorani was the best mind among moderate religious leaders of Pakistan, "The JUP would hardly absorb the shock which it has to face due to the death of Maulana Noorani," he added.

**Our Karachi correspondents add:** Maulana Noorani, also chairman world Islamic Mission, would be laid to rest in the premises of the shrine of Abdullah Shah Ghazi in Clifton, His Namaz-e-Janaza would be offered at Nishtar Park on Friday after Juma prayers.

The body was taken to his Karachi residence from Islamabad on Thursday night. Moving scenes were witnessed at his residence where a large number of people gathered after hearing the news of his demise. In 1946,Maulana Noorani formed the National Guards. He was arrested during the Tehrik-e-Khatm-e-

after addressing a press conference following the opposition's Senate walkout.

Maulana Noorani was not feeling well since Thursday morning. He desired to take tea that was not offered to him for precautionary reasons.

He was rushed to the FGS hospital after he suffered serious cardiac pain but was pronounced dead by a team of doctors there. The news of Maulana Noorani's death was received with shock in the political corps as many recalled his eventful political career stretching over four decades.

Federal Health minister Muhammad Nasir Khan was among other politicians who rushed to the hospital soon after he was informed of the Maulana's critical condition to inquire about him. The Maulana has left behind a widow, Ms Salma Noorani, two sons (Anas and Owais who are based in Canada) and two daughters (Iman and Inas). The government offered a C-130 plane to shift the body of Maulana Shah Ahmad Noorani to Karachi. Leader of the House in the Senate Wasim Sajjad flew along the body of his veteran colleague in the plane to Karachi to Thursday evening. Maulana Fazlur Rahman is already in Karachi while Qazi Hussain Ahmad and Maulana Samiul Haq left for the port city with a routine PIA evening flight.

Agencies add: Cardiologists at the hospital Dr Inam and Dr Shehbaz who tried to resuscitate Maulana Noorani told PPI that the Maulana had expired on the way to the hospital. The doctors tried to reinstate him but he succumbed and was declared dead.

MMA legislator Maulana Noorul Haq Qadri said Maulana Noorani was not feeling well for the last few days. He said he visited the Maulana on

REGISTRED

CHIEF EDITOR
Muhammad Naeem Tahir Rizvi

Monthly

KANZ-UL-IMAN

LAHORE UBSCRIPTION

MONTHLY 15/00
YEARLY 150/00

POSTAL ADDRESS 1422/6 DELHI ROAD SADDAR BAZAR LAHORE PAKISTAN
Ph # 6681927- 6680752Mobile # 0333-4284340
E,MAIL : kanz_ul_iman@hotmail.com

VOLUME NO 14 ISSUE 2 February 2004.

**This is a Quaid-e-Millat Numbar.**

**Special Issue Rs: 120/=**

# Shah Ahmed Noorani passes away

Naved Ahmad.

Cardiac arrest proves fatal; Farid acting JUP head. [From Naveed Ahmad]

ISLAMABAD; Maulana Shah Ahmed Noorani, founder of the Jamiat Ulema-e-Pakistan and president Muttahida Majlis-e-Amal died here on Thursday afternoon at age of 78 due to cardiac arrest. The Maulana – a chronic cardiac patient who had two open-heart surgeries – breathed his last at the Federal Government Services Hospital (Polyclinic) at 1235 hours,some10 minutes of reaching the hospital.

The Maulana , leader of opposition in the Senate, had taken medicines on Wednesday night and
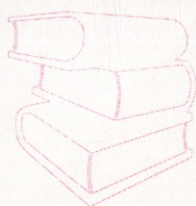
*Monthly*

**KANZ-UL-IMAN**

English / Urdu — Lahore-Pakistan

Regd. C.P.L.330

Ph: 6685454